فضائل اہل بیت اطہار اور ان کی مرویات پر مشتمل دو عظیم کتب کا رواں ترجمہ

فضائل و مسند اہل بیت

اِحیاءُ المیتِ فِی فضائلِ اَھلِ البیتِ

تالیف

امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ

جُزْءٌ فِیْهِ مُسْنَدُ اَھْلِ بَیْت

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ

محمد ریاض احمد سعیدی

سابق مفتی جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد

اہل السنہ پبلی کیشنز دینہ ضلع جہلم

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　　تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

فضائل و مسند اہل بیت

اِحیَاءُ الْمَیتِ فِیْ فَضَائِلِ اَہْلِ الْبَیْتِ

﴿ تالیف ﴾ امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ

۸۴۹ھ ۹۱۱ھ

﴿تحقیق و تخریج﴾

السید عباس بن احمد صقر الحسینی / ڈاکٹر محمد زینہم محمد عزب

جُزْءٌ فِیْهِ مُسْنَدُ اَہْلِ بَیْت

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ

المتوفی سنة ۲٤١ھ ؛ ٦٤١م

روایة ...... ابنه عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ

﴿تحقیق و تخریج﴾

عبداللہ اللیثی الانصاری

﴿ ترجمہ ﴾

محمد ریاض احمد سعیدی

کتاب .... اِحیَاءُ الْمَیتِ فِی فَضَائِلِ اَهلِ الْبَیتِ

تالیف .... علامه جلال الدین السیوطی رحمه اللّٰه تعالیٰ

تحقیق وتخریج .... السید عباس بن احمد صقر الحسینی

ڈاکٹر محمد زینهم محمد عزب

جُزْءٌ فِیهِ مُسْنَدُ اَهلِ بَیت

تالیف .... امام احمد بن حنبل رحمه اللّٰه تعالیٰ

تحقیق وتخریج .... عبداللّٰه اللیثی الانصاری

ترجمہ / کمپوزنگ .... محمد ریاض احمد سعیدی

تعاون .... برادر معظم سید شفاء الحق شاہ صاحب

ودیگر احباب

صفحات 272

سن اشاعت .... دسمبر 2014

ملنے کے پتے

اَهلُ السُّنّه پبلی کیشنز

شاندار بیکری والی گلی، منگلہ روڈ۔ دینہ۔ ضلع جہلم

Muhammad Riaz Ahmad Saeedi

3 Violet Street Burnley BB10 1PU Lancashire UK

Phone:01282-703933

فہرست

اِحیاءُ الُمیتِ فِیُ فَضائِلِ اَھُلِ الُبَیُتِ

فہرست

جزء - مُسند اھلِ بیت

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

پیش لفظ

(از مُتَرجِم)

اس کتاب میں پہلے تو علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک عربی رسالے ''اِحیَاءُ الْمَیْتِ فِیْ فَضَائِلِ اَھْلِ الْبَیْتِ'' کا ترجمہ ہے جس میں انہوں نے اہل بیت کی عظمت وشان اور فضائل میں ساٹھ (60) احادیث جمع فرمائی ہیں۔ اِن کی تخریج وتحقیق کا کام مندرجہ ذیل دو مختلف علمانے کیا ہے۔

[1] السید عباس بن احمد صقر الحسینی

[2] ڈاکٹر محمد زینہم محمد عزب

پہلے عالم، السید عباس الحسینی نے احادیث کی صرف تخریج کی ہے جبکہ ڈاکٹر عزب نے رُواۃ ورِجال پر کام کیا ہے۔ میں نے دونوں کی محنت کو یکجا کر دیا ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مختصر حالات، جَمْعِیَّۃُ آلِ الْبَیْتِ لِلتُّرَاثِ وَالْعُلُوْمِ الشَّرْعِیَّۃِ -فِلَسْطِیْن کی طرف سے لکھے گئے ہیں اور ابتدائیہ، السید عباس بن احمد صقر الحسینی نے تحریر فرمایا ہے۔

میں نے حدیث کے متن اور ترجمہ کے بعد تخریج نقل کی ہے اور اگر کوئی وضاحت طلب بات آئی تو اُس کا بھی ترجمہ لکھ دیا ہے۔ پھر ہر حدیث کے تحت تخریج کے بعد (زینھم) لکھ کر ڈاکٹر زینہم کی طرف سے راویوں کے لکھے ہوئے حالات کا ترجمہ درج کر دیا ہے۔

رسالے کے آخر میں فہرس الاحادیث، فہرس الآثار اور فہرس المراجع درج کر دی گئیں۔

اس رسالہ کا نام ''فضائل اہل بیت'' تجویز کیا۔اس ترجمہ سے فارغ ہوا ہی تھا کہ انٹرنیٹ پر ''مسند اہل بیت'' کے نام سے ایک اور رسالہ نظر آیا تو مناسبت کے پیش نظر ''فضائل اہل بیت'' کے ساتھ اکٹھا کرنے کا سوچا۔ ''مؤسسة الكتب الثقافية'' کی طرف سے ایک جزء شائع کیا گیا جو (۴۶) احادیث کا ایک مختصر مجموعہ تھا۔ یہ احادیث، امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۲۴۱ ہجری) سے مروی ہیں۔اُن سے روایت کرنے والے اُنہی کے بیٹے حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔اس جزء کی تحقیق عبداللہ اللیثی الانصاری نے کی ہے۔

ان احادیث کے متن اور ترجمہ کے ساتھ [الاسناد] اور [التخریج] کے عنوان سے محقق کے کام کا ترجمہ بھی کر دیا۔

سب سے آخر میں، فہرس اطراف الحدیث، اعلام کی فہرست اور المراجع کی فہرست ہے جس سے کتاب کی افادیت بڑھ جائے گی۔

اب اس مجموعہ کا نام ''فضائل و مسند اہل بیت'' رکھا ہے۔

اس مجموعہ پر کام جاری تھا کہ ایک دن میرے ایک عزیز میرے پاس تشریف لائے۔ ''کوئی نئی تازی'' کے ضمن میں اُن سے اس کتاب کے متعلق تذکرہ ہوا۔انہوں نے اپنے ذوق کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کتاب میں گہری دلچسپی لی اور پھر وسعت قلبی کا اظہار کرتے ہوئے اس کتاب کے شائع کرنے میں ایک خطیر رقم دینے کا بھی وعدہ کیا۔

اسی دوران قریبی ٹاؤن برائر فیلڈ (برطانیہ) سے سید شفاء الحق شاہ صاحب نے احادیث متواترہ کے متعلق دریافت فرمایا کہ وہ تعداد میں کتنی ہیں۔میں نے فوری طور پر تو کوئی جواب نہ دیا کیونکہ اس سلسلے میں کوئی عدد میری نظروں سے نہیں گزرا تھا کہ احادیث متواترہ کی

صحیح تعداد کیا ہے۔میں نے جواب دینے کا وعدہ کرلیا۔دوسرے ہی دن انٹرنیٹ سے علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اور چند دیگر محدثین کرام کی کچھ مؤلفات کا سراغ مل گیا۔ اس سلسلے میں علامہ سیوطی کی دو کتابیں ہیں۔

[1] اَلْفَوَائِدُ الْمُتَکَاثِرَۃُ فِی الْاَخْبَارِ الْمُتَوَاتِرَۃِ

یہ 310،احادیث کا مجموعہ ہے۔

[2] قَطْفُ الْاَزْھَارِ الْمُتَنَاثِرَۃِ فِی الْاَخْبَارِ الْمُتَوَاتِرَۃِ

یہ 113،احادیث کا مجموعہ اور پہلی کتاب کا اختصار ہے۔اس کتاب کے نام میں کچھ اختلاف ہے۔بعض جگہ پہلا لفظ (قَطْفُ) نہیں ہے،اور (اَلْاَخْبَارِ) کی جگہ (اَلْاَحَادِیْثِ) کا لفظ ہے۔اس کی تحقیق کا کام الشیخ خلیل محی الدین المیس نے سرانجام دیا ہے۔اور 312 صفحات پر محیط ہے۔میں نے سوچا کہ میں ان شاءاللہ تعالیٰ اس کتاب کا ترجمہ کروں گا اور شاہ صاحب اس کے چھپوانے میں تعاون فرمائیں گے۔

دوسرے دن قبلہ شاہ صاحب کو اس کی اطلاع دی اور عرض کیا کہ میں ایک کتاب ''فضائل ومسند اہل بیت'' کے ترجمے میں مصروف ہوں۔کتاب کا نام سن کر خوشی کا اظہار فرمایا اور ساتھ ہی تعاون کی بھی یقین دہانی کرائی۔چند دنوں کے بعد فرمایا کہ میں خود بھی کچھ رقم پیش کروں گا اور چند احباب کو بھی تعاون کرنے پر مائل کروں گا۔ساتھ ہی وضاحت فرمادی کہ ہمارا تعاون کسی بھی کتاب میں ڈالا جاسکتا ہے۔لہٰذا اس تعاون کو کتاب ''فضائل ومسند اہل بیت'' میں شامل کردیا ہے۔

اللہ عزوجل شاہ صاحب قبلہ اور آپ کے احباب کے تعاون کو قبول فرماتے ہوئے سب کو دین ودنیا کی نعمتوں سے سرفراز وکامران فرمائے۔شاہ صاحب سے خدمتِ دین کا

کام لیتا رہے۔آپ کے علم وعمل میں مزید ترقی دے اور سب کو مزید برکات سے نوازے۔

کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں عزیزم محمد ناصر الہاشمی صاحب سے بات ہوئی تو انہوں نے حسبِ معمول مکمل تعاون کا یقین دلایا۔اللہ عزوجل برادرم محمد ناصر الہاشمی صاحب کو ہمیشہ خوش وخرم رکھے۔اُن کے علم وعمل اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔

باذوق برادرم مولانا مشرف صاحب بھی اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے علم وعمل اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور علم حاصل کرنے میں آسانیاں پیدا فرمائے۔ صالح اولاد سے نوازے اور رزق میں وسعتیں عطا فرمائے۔

پاکستان میں میرے عزیز دوست اور متصلّب عالم دین، مولانا علم الدین کوکب صاحب سَلَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی کے مشورے بھی ملتے رہے۔اللہ رب العزت انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے اور اُن کے علم وعمل اور رزق میں اضافہ اور برکتیں عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کرم کے صدقہ سے، اپنے محبوب مکرم، نبی معظم، رسول محتشم، حضور احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلے سے اور آپ کے اہل بیت کرام کے وسیلے سے ہماری سب دعائیں قبول فرمائے، ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھے اور ہم سے خدمتِ دین کا کام لیتا رہے۔

آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن ،

وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ الطَّیِّبِیْنَ وَ اَصْحَابِهِ الطَّاهِرِیْنَ اَجْمَعِیْن ، بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن .

نذرانۂ رضا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

ان کے مولیٰ کی اُن پر کروروں درود
اُن کے اَصحاب وعِترت پہ لاکھوں سلام

پارَ ہائے صُحُف غُنچہائے قُدس
اہلِ بیت نُبوت پہ لاکھوں سلام

آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اس ریاضِ نَجابت پہ لاکھوں سلام

خونِ خَیرُ الرُّسُل سے ہے جن کا خمیر
اُن کی بے لَوث طِینت پہ لاکھوں سلام

اس بُتول جگر پارۂ مصطفیٰ
حَجلۂ آرائے عِفّت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا مَہ و مِہر نے
اس رِدائے نَزاہت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہرہ طَیِّبَہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حَسنِ مجتبیٰ سَیِّدُ الْاَسْخِیَا
راکِب دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

اَوجِ مِہرِ ہُدیٰ مَوجِ بَحرِ نَدیٰ
روحِ رُوحِ سَخاوت پہ لاکھوں سلام

شہد خوارِ لُعابِ زبانِ نبی
چاشنی گیرِ عِصمَت پہ لاکھوں سلام

اس شہید بَلا شاہِ گُلگوں قَبا
بیکسِ دشتِ غُربَت پہ لاکھوں سلام

دُرِّ دُرجِ نَجَف مِہرِ بُرجِ شرف
رنگِ روئے شہادت پہ لاکھوں سلام

اہلِ اسلام کی مادرانِ شَفیق
بانُوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

جلوَگیانِ بَیتُ الشَّرف پر درود
پردگیانِ عِفّت پہ لاکھوں سلام

شانِ اہل بیت

فتاوی رضویہ کی روشنی میں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک شخص کے چار سوالوں کا جواب دیتے ہوئے اہل بیت کرام کی شان و عظمت اُجاگر فرماتے ہیں۔ پہلے سوالات درج کیے جاتے ہیں اور پھر اُن کے جوابات، ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ نمبر ۱۸۰ تا ۱۸۳

(۱) جو لوگ سیدوں کو کلمات بے ادبانہ کہا کرتے ہیں اور ان کے مراتب کا خیال نہیں کرتے بلکہ کلمہ تحقیر آمیز کہہ بیٹھتے ہیں اُن کا کیا حکم ہے؟

(۲) حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دربارۂ محبت و اطاعت آل کے لیے کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں؟

(۳) اور جو لوگ سیدوں سے محبت رکھتے ہیں ان کے لیے یوم محشر میں آسانی ہوگی یا نہیں؟

(۴) ایک جلسہ میں دو مولوی صاحبان تشریف رکھتے ہیں ایک اُن میں سے سید ہیں تو مسلمان کسے صدر بنائیں؟

الجواب:

(۱) سادات کرام کی تعظیم فرض ہے اور اُن کی توہین حرام، بلکہ علمائے کرام نے

ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولویا، یا کسی کو میروا، بروجہ تحقیر کہے کافر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے:

اَلْاِسْتِخْفَافُ بِالْاَشْرَافِ وَالْعُلَمَاءِ كُفْرٌ وَ مَنْ قَالَ لِعَالِمٍ عُوَيْلِمْ اَوْ لِعَلَوِيٍّ عُلَيْوِیْ قَاصِدًا بِهٖ الْاِسْتِخْفَافَ كَفَرَ.(۱)

سادات کرام اور علما کی تحقیر کفر ہے، جس نے عالم کی تصغیر کر کے عویلم یا علوی کو علیوی تحقیر کی نیت سے کہا تو کفر کیا۔

بیہقی، امیر المؤمنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اور ابوالشیخ و دیلمی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ لَمْ يَعْرِفْ حَقَّ عِتْرَتِیْ وَالْاَنْصَارِ وَالْعَرَبِ فَهُوَ لِاِحْدٰی ثَلَاثٍ اِمَّا مُنَافِقًا وَ اِمَّا لِزَنْيَةٍ وَ اِمَّا لِغَيْرِ طَهُوْرٍ. (۲) هٰذَا لَفْظُ الْبَيْهَقِيِّ مِنْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ وَ لَفْظُ غَيْرِهٖ اِمَّا مُنَافِقٌ وَ اِمَّا وَلَدُ زَنْيَةٍ وَ اِمَّا اِمْرُءٌ حَمَلَتْ بِهٖ اُمُّهٗ فِیْ غَيْرِ طُهْرٍ .(۳)

جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین علتوں سے خالی نہیں، یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ۔ (یہ بیہقی کے الفاظ زید بن جبیر نے داؤد بن حصین سے انہوں نے ابن ابی رافع انہوں نے اپنے والد کے حوالہ سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کئے۔ دوسروں کے الفاظ یوں ہیں، یا منافق یا ولد زنا یا اُس کی ماں نے ناپاکی کی حالت میں اس کا حمل لیا۔)

---

(۱) مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر ، باب المرتد ثم ان الفاظ الكفر الخ ،
دار احياء التراث العربى بيروت ۱/۶۹۵

(۲) شعب الايمان، حديث ۱۶۱۴ ، دار الكتب العلمية بيروت ۲/۲۳۲

(۳) الفردوس بماثور الخطاب حديث ۵۹۵۵ ، دار الكتب العلمية بيروت ۳/۶۲۶

بلکہ علما و انصار و عرب سے تو وہ مراد ہیں جو گمراہ و بے دین نہ ہوں اور سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ جب تک اُن کی بد مذہبی حدِ کفر کو نہ پہنچے کہ اس کے بعد وہ سید ہی نہیں نسب منقطع ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :

﴿......اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَھۡلِکَ ج اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ ز......﴾ [ھود ۱۱:۴۶]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے نوح علیہ السلام!) وہ تیرا بیٹا (کنعان) تیرے گھر والوں میں سے نہیں اس لئے کہ اس کے کام اچھے نہیں۔

جیسے نیچری، قادیانی، وہابی غیر مقلد، دیو بندی اگر چہ سید مشہور ہوں نہ سید ہیں نہ اُن کی تعظیم حلال بلکہ توہین و تکفیر فرض، اور روافض کے یہاں تو سیادت بہت آسان ہے کسی قوم کا رافضی ہو جائے دو دن بعد میر صاحب ہو جائے گا، ان کا بھی وہی حال ہے کہ اُن فرقوں کی طرح تبرائیانِ زمانہ بھی عموماً مرتدین ہیں، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۲) محبت آلِ اَطہار کے بارے میں متواتر حدیثیں بلکہ قرآن عظیم کی آیتِ کریمہ ہے:

﴿......قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی ط......﴾[الشوری ۴۲:۲۳]

(ان سے) فرما دیجئے (لوگو!) اس دعوت حق پر میں تم سے کچھ نہیں مانگتا مگر رشتہ کی اُلفت و محبت۔

اُن کی محبت بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان کا دین ہے اور اُس سے محروم ناصبی خارجی جہنمی ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مگر محبت صادقہ، نہ روافض کی سی محبت کاذبہ، جنہیں ائمہ اطہار فرمایا کرتے تھے خدا کی قسم! تمہاری محبت ہم پر عار ہو گی۔ اطاعت عامہ اللہ و رسول کی پھر علمائے

دین کی ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :

﴿......اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ج......﴾ [النساء ٤:٥٩]

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالٰی کا حکم مانو، اور رسول کا حکم مانو، اور تم میں سے جو صاحب امر ہیں (یعنی امراء خلفاء)

اصل اطاعت اللہ و رسول کی ہے اور علمائے دین اُن کے احکام سے آگاہ، پھر اگر عالم سید بھی ہو تو نُوْرٌ عَلٰی نُوْر ، اُمورِ مباحہ میں جہاں تک نہ شرعی حرج ہو نہ کوئی ضرر سید غیر عالم کے بھی احکام کی اطاعت کرے کہ اس میں اس کی خوشنودی ہے اور سادات کرام کی خوشی میں کہ حدِ شرع کے اندر ہو حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رضا ہے اور حضور کی رضا اللہ عزوجل کی رضا۔

(۳) ہاں سچے محبانِ اہل بیت کرام کے لیے روز قیامت نعمتیں برکتیں راحتیں ہیں،

طبرانی کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْزِمُوْا مَوَدَّتَنَا اَھْلِ الْبَیْتِ فَاِنَّہٗ مَنْ لَقِیَ اللّٰہَ وَ ھُوَ یَوَدُّنَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِنَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَنْفَعُ عَبْدًا عَمَلُہٗ اِلَّا بِمَعْرِفَۃِ حَقِّنَا. (۱)

ہم اہل بیت کی محبت لازم پکڑو کہ جو اللہ سے ہماری دوستی کے ساتھ ملے گا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں جائے گا۔ قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کسی بندے کو اس کا عمل نفع نہ دے گا جب تک ہمارا حق نہ پہچانے۔

---

(۱) المعجم الاوسط، حدیث ۲۲۵۱ ، مکتبۃ المعارف ریاض ۱۲۲/۳

(۴) اگر دونوں عالم دین سُنی صحیح العقیدہ اور جس کام کے لئے صدارت مطلوب ہے اس کے اہل ہوں تو سید کو ترجیح ہے ورنہ اُن میں جو عالم یا علم میں زائد یا سُنی ہو اور دونوں علم دین میں مساوی ہوں تو جو اس کام کا زیادہ اہل ہو،

اَلا تَرٰی اَنَّ الْاَحَقَّ بِالْاِمَامَۃِ الْاَعْلَمُ وَ مَا عُدَّ شَرَفُ النَّسَبِ اِلَّا بَعْدَ وُجُوْدِہٖ وَ قَدْ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ.

رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ،(۱) وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ.

کیا تم نہیں دیکھتے کہ امامت کے زیادہ لائق وہ شخص ہے جو سب سے بڑا عالم ہو، اور شرافتِ نسب کا شمار نہیں کیا جاتا مگر اس کے پائے جانے کے بعد۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی کام کسی نا اہل کے حوالے کیا جائے تو قیامت آنے کا انتظار کیجئے۔

اسے بخاری نے روایت کیا۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ بخوبی جانتا ہے۔ (۱)

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب العلم ، باب من سئل علما ، قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۴
فتاوی رضویہ ، ج ۲۲ ص ۴۱۹ تا ۴۲۲

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات زندگی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِنَا رَسُوۡلِ اللّٰہِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحۡبِہِ الطَّیِّبِیۡنَ وَالطَّاھِرِیۡنَ وَ بَعۡدُ:

نام ونسب:

ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی ہے۔ آپ مسلکاً شافعی ہیں۔ امام اور جلیل القدر حافظ ہیں۔

پیدائش:

آپ کی ولادت ۸۴۹ھ ہجری میں ہوئی۔ اسیوط کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ کو سیوطی کہا جاتا ہے۔ اسیوط، مصر میں دریائے نیل کے مغرب میں ایک شہر کا نام ہے۔

آپ کے والد فقہاء شافعیہ سے تھے۔ انہوں نے ۸۵۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ جبکہ علامہ سیوطی کی عمر اس وقت پانچ سال تھی اور حفظ قرآن میں سورہ تحریم تک پہنچے تھے۔

شیوخ، طلب علم:

بچپن ہی سے علامہ سیوطی پر ذہانت اور سعادت وشرافت کی نشانیاں ظاہر تھیں۔ آپ نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن عظیم حفظ کر لیا، پھر العمدہ، المنہاج الفقہی، المنہاج الاصولی اور الفیہ ابن مالک حفظ کر لیں۔ شام، حجاز یمن، مغرب اور تکرور کے شہروں کا سفر فرمایا۔ حج کیا اور آب زم زم اس نیت سے پیا کہ وہ فقہ میں شیخ سراج الدین البلقینی رحمہ اللہ تعالیٰ کے رتبہ اور حدیث میں ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقام کو پہنچیں۔ جس چیز کا آپ

نے ارادہ کیا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہی مقام عطا فرمایا۔

کثیر بے مثال علما سے علم حاصل کیا۔اُن میں سراج الدین بلقینی ، اُن کے بیٹے علم الدین بلقینی ، شرف ابوزکریا یحییٰ بن محمد المیناوی ، تقی الدین شمنی حنفی ، جلال الدین محلی اور عز کنانی احمد بن ابراہیم ہیں۔رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین ۔علامہ سیوطی نے مکتبہ المدرسۃ المحمدیۃ سے بہت نفع حاصل کیا۔جس کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس مکتبہ میں قیمتی کتب پائی جاتی تھیں ۔یہاں تقریباً چار ہزار جلدیں تھیں۔

جن شیوخ نے آپ کو اجازت دی ، یا آپ نے پڑھا یا سنا اُن کی تعداد ایک سو اکاون (151) تک پہنچتی ہے۔اپنے شیوخ کے ناموں کی آپ کی ایک معجم کبیر ہے جس کا نام ''حاطب لیل و جارف سیل'' ہے۔

علمی مقام:

امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ صاحبِ فنون کثیرہ ہیں۔آپ کو سات علوم میں تبحر عطا کیا گیا جیسا کہ آپ نے ''حسن المحاضرۃ'' میں ذکر فرمایا ہے وہ علوم وفنون یہ ہیں: تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی ، بدیع ۔عرب بلغاء کے طریقے پر، علامہ سیوطی اجتہاد مطلق کے درجے تک پہنچے اور اِس کا مواد آپ کے پاس جمع ہو گیا مگر اس کے باوجود آپ نے بالفعل اجتہاد نہ کیا اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب پر، مذہب بالتخریج والترجیح کا اجتہاد کیا۔

تالیفات:

مکتبہ اسلامیہ نے امام سیوطی رحمہ اللہ کی نفع مند مؤلفات کا ذخیرہ کر رکھا ہے جن میں سے کچھ اہم تالیفات کا ذکر کرتے ہیں:

(1) حسن المحاضرۃ (2) عین الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ

(3) اسعاف المبطا برجال المؤطا (4) اللمع فی اسماء من وضع

(5) الحاوی فی الفتاوی (6) التعریف بآداب التألیف

(7)احیاء المیت بفضائل اهل البیت (8) الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور

(9)شد الرحال فی ضبط الرجال (10) تدریب الراوی شرح تقریب النواوی

(11) تاریخ الخلفاء (12) لباب النقول فی اسباب النزول

وفات:

۱۹ جمادی الاولیٰ شب جمعہ ۹۱۱ھ ہجری کو علامہ سیوطی کا وصال ہو گیا۔

آپ کے حالات زندگی، ابن ایاس نے اپنی ''تاریخ'' عراقی نے ''ذیل الطبقات'' ''غزی نے ''الکواکب السارة'' اور الاسدی نے ''طبقات الشافعية'' میں بیان کئے۔ علامہ نے خود اپنی سوانح ''حسن المحاضرة'' میں لکھی۔

اللہ تعالیٰ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ پر رحم فرمائے، ان کی قبر کو منور کرے اور اُن پر اپنے رضوان سے فیض جاری فرمائے، اُن کی کتابوں سے دل منور ہو گئے ہیں اور اُن کتابوں کے انوار سے غیب اور اندھیرے چمک اٹھے ہیں۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ صَلِّ اللّٰهُمَّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ .

اعداد

قسم البحوث و الدراسات

جمعية آل البيت للتراث و العلوم الشرعية

9 ربیع الاوّل 1427ھجری 7 اپریل 2006 رومی

معتمد خطی نسخوں کا تعارف

مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل اور عظیم احسان کے سبب پانچ خطی نسخے حاصل ہوئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

[1] نسخہ ''ا'' تین اوراق میں واقع ہے۔اس کا خط رقعہ اور (۲۷) سطروں پر مشتمل ہے۔

[2] نسخہ ''ب'' سات اوراق میں واقع ہے۔ اس کا خط مغربی واضح اور (۱۹) سطروں پر مشتمل ہے۔

[3] نسخہ ''ج'' پانچ اوراق میں واقع ہے۔اس کا خط معتاد اور (۲۳) سطروں پر مشتمل ہے۔

[4] نسخہ ''د'' پانچ اوراق میں واقع ہے۔اس کا خط فارسی اور (۱۶) سطروں پر مشتمل ہے۔

[5] نسخہ ''ہ'' پانچ اوراق میں واقع ہے۔اس کا خط مغربی اور (۲۶) سطروں پر مشتمل ہے۔

تمام نسخے مدینہ منورہ کی جامعہ اسلامیہ کے مصورات سے ہیں، سوائے نسخہ ''ج'' کے، یہ نسخہ شیخ الاسلام عارف حکمت کے مکتبہ کے محفوظات مخطوطات سے ہے۔

سابقۃ الذکر خطی نسخوں پر اضافہ کرتے ہوئے میں نے مقابلہ میں، شبراوی کی کتاب

''اَلْاِتِّحَاف بِحُبِّ الْاَشْرَاف'' مطبوعہ سنہ ۱۳۱۸ھ کے حاشیہ پر موجود نسخہ پر اعتماد کیا۔

نص کتاب کے اخراج میں مقابلہ کرتے ہوئے میں نے حتی المقدور کوشش اور طاقت کے مطابق عمل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مدد، توفیق اور ہدایت و درستی کا سوال کرتے ہوئے۔ اول و آخر، حمد اور احسان، اللہ ہی کے لیے ہے۔

وَ صَلَّی اللّٰہُ وَ سَلَّمَ وَ بَارَکَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ، وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى الْمُخْتَارِ وَ عَلٰى آلِهِ الْمُتَّقِيْنَ الطَّيِّبِيْنَ الْاَطْهَارِ وَ صَحَابَتِهِ الْمَيَامِيْنَ الْاَخْيَارِ ، وَ بَعْدُ :

بیشک حال جس چیز سے شرف اور مقال جس سے عظمت پاتا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کی آل پاک اور آپ کے اصحاب کرام ﷺ سے محبت کا ذکر ہے۔آپ ﷺ کے ذکر میں دل راحت وسکون پاتے ہیں، ایمان تازہ ہوتا ہے اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمارے امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ہماری طرف سے، اسلام اور اہل بھلائی کی طرف سے بھرپور جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے ہمارے لئے اس چند اوراق کے چھوٹے سے جزء میں، فضائل اہل بیت نبوی کے ذکر میں عظیم نفع بخش احادیث جمع کر دی ہیں، جس میں انہوں نے اہل بیت کا ساری مخلوق اور بندوں پر بلند رتبہ بیان کیا۔انہوں نے ہمارے لئے ایسے شرف اور اعزاز بیان فرمائے جو اِس عظیم الشرف گھر کے لیے ہیں۔آپ ﷺ کی طرف سے اُن کے لیے وصیت بھی بیان فرمائی۔

اس جزء میں اس چیز کا بیان اور وضاحت ہے جو ہر غیور مسلمان اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والے پر واجب ہے، وہ (واجب) اس رسالہ کو بار بار پڑھنا ہے تا کہ وہ اہل بیت کا مقام پہچانے اور جانے جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے نزدیک ہے۔

پس پاکیزگی اور طہارت بیان کرنے پر اُبھارنا رب العباد کی طرف سے صادر ہے اور اس چیز کو یاد دلانا اور اِس میں موجود ثواب وعقاب عابدین اور بندوں کے سردار کی طرف سے ہے۔

بیشک آل بیت کے فضائل ومناقب عظیم اور اسلام کی قوت اور جڑ سے جڑے ہوئے ہیں۔پس تعظیم کی مقدار پر، انسان کے دل میں ایمان کا حسن اور قوت ظاہر ہوتی ہے۔کیوں نہیں! کیونکہ وہ نبوت، رسالت اور قدرت کا گھر ہے۔اللہ تعالیٰ نے آیت مودّت کے علاوہ بھی اُن کا خاص ذکر فرمایا ہے جن میں انہیں ایذاء نہ پہنچانے اور اُن کی طہارت کا ذکر ہے اور متعدد آیات جو پوشیدہ نہیں ہیں۔

لہذا جو شخص اِس بیت نبوی کے مناقب وفضائل پہچانتا ہے اِس بنا پر اُس پر واجب ہے کہ وہ اُن کی قدر ومنزلت کی اتنی تعظیم کرے جتنی اس گھر کے سردار کی تعظیم ہے۔کیونکہ وہ گھر والا اُن سے اور وہ گھر والے اُس ذات ﷺ سے ہیں۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''الشفا'' میں یہ اثر ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

مَعْرِفَةُ آلِ مُحَمَّدٍ بَرَاءَ ةٌ مِّنَ النَّارِ ۔

آل محمد ﷺ کی معرفت دوزخ سے نجات ہے۔

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ:مَعْرِفَتُهُمْ ، هِيَ مَعْرِفَةُ مَكَانِهِمْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ ، وَ اِذَا عَرَفَهُمْ بِذٰلِکَ، عَرَفَ وُجُوْبَ حَقِّهِمْ وَ حُرْمَتِهِمْ بِسَبَبِهٖ .انتهى منه

بعض علما نے فرمایا ہے کہ آل نبی ﷺ کی قدر ومنزلت کی معرفت و پہچان، نبی کریم ﷺ کی معرفت وعزت کی وجہ سے ہے۔چنانچہ جس نے آل نبی ﷺ کی عزت پہچان لی بلاشبہ اس نے اِن کی عزت وحقوق کی معرفت پالی جو نبی کریم ﷺ کی وجہ سے ہے۔

اس تعلیق میں عظیم تنبیہ ہے، کثیر لوگ آل بیت کے متعلق اپنے نظریہ میں اس سے

غافل ہیں۔پس بعض نے انہیں اس نظر سے دیکھا کہ یہ دوسرے لوگوں کی طرح افراداور عام لوگ ہیں ان کے لیے کوئی خوبی اور زائد حق نہیں ہے۔یہ عین جہالت اور چشم پوشی ہے کیونکہ وہ افضل الرسل کی اولاد پاک اور رسول اعظم ﷺ کی وصیت ہیں، وہ آپ کے بیٹے اور محبت کرنے والے ہیں،وہ جنتی خواتین کی سردار زہراء بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسل ہیں،جنتی نوجوانوں کے سرداروں (امام حسن امام حسین رضی اللہ عنہما) کی اولاد ہیں۔لہذا جو خوبی اصل کے لیے ثابت ہوگی وہ اُس کی فرع (شاخ) کے لیے بھی ثابت ہوگی۔

کیا کسی اور کے لیے بھی یہ خوبیاں ہیں جو اِن کے لیے ہیں؟اس چیز کا بیان کرنا ہم پر واجب ہے۔یہ ضروری ہے جس کی طرف قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے:

کہ ہم آپ کا مقام پہچانیں جو نبی کریم ﷺ کی وجہ سے ہے اوران کی عزت وحرمت نبی کریم ﷺ کی وجہ سے ہے۔اور اُن کی عزت وحرمت ، نبی کریم ﷺ کی عزت وحرمت کی طرح ہم پر واجب ہے۔

اس عترت طاہرہ نبویہ کی نسل کے لیے بزرگی اور تعظیم کا نمونہ ہمیں علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دکھایا ہے۔سید عبدالحی الکتانی نے ''فَهرَسُ الْفَهَارِس ''میں ذکر کیا کہ علامہ سنہوری نے علقمی سے پوچھا کہ آپ نے علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ''اَلْجَامِع '' کیسے حاصل کی؟انہوں نے بیان کیا کہ ہم سید شریف یوسف ارمیونی کے ساتھ روضہ (سیوطی کی رہائش گاہ) جاتے ہم حافظ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر دستک دیتے ، اگر سید یوسف ہمارے ساتھ ہوتے تو علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ دروازہ کھول دیتے ورنہ نہ کھولتے۔سید یوسف پڑھتے تھےاور ہم سماع کرتے تھے۔انتہی

اس پر سید کتانی نے تحریر کرتے ہوئے فرمایا: علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں

کے لئے نکلنا ضروری نہیں سمجھتے تھے لیکن جب اُن کے ساتھ اولادِ نبوی دیکھتے تو اُن کے لیے نکلتے تھے۔ پس یہ اُس گوشہ نشینی میں رہنے سے اُن کے لیے بہتر ہو گیا جس گوشہ نشینی کو اپنے حق میں واجب خیال کرتے تھے۔ انتہی

اللہ تعالیٰ امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ہر اس شخص کو جزاء عطا فرمائے جو اِن وصایا اور تنبیہات نبویہ کو جمع کرنے کا ارادہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور اُنہیں اس گھر کے سردار اور اُن کی آل پاک کی شفاعت عطا فرمائے، ہمارے سینے کشادہ فرمائے۔ اور اُنہیں نبی کریم ﷺ اور اُن کی آل پاک کی محبت، تعظیم اور بزرگی سے بھرے۔

وَ صَلِّ اللّٰھُمَّ وَ بَارِکْ وَ اَنْعِمْ وَ تَفَضَّلْ عَلَیْھِمْ وَ عَلَیْنَا مَعَھُمْ

آمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحۡبِهٖ وَ سَلِّمۡ . اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى .

(امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:) یہ ساٹھ حدیثیں ہیں، میں نے اِس رسالہ کا نام [اِحۡيَاءُ الۡمَيۡتِ فِیۡ فَضَائِلِ اَهۡلِ الۡبَيۡتِ] رکھا۔

﴿الحديث الاول﴾ [1]

اَخۡرَجَ سَعِيۡدُ بۡنُ مَنۡصُوۡرٍ فِیۡ "سُنَنِهٖ" عَنۡ سَعِيۡدِ بۡنِ جُبَيۡرٍ ﷛ فِیۡ قَوۡلِهٖ تَعَالٰى

﴿......قُلۡ لَّاۤ اَسۡئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِى الۡقُرۡبٰى ط......﴾ [الشوری ۴۲:۲۳]

قَالَ قُرۡبٰى رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ .

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت سعید بن جبیر ﷛ سے نقل کیا آپ نے اس آیت ﴿......قُلۡ لَّاۤ اَسۡئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِى الۡقُرۡبٰى ط......﴾

آپ فرما دیجئے اس (تبلیغ رسالت) پر میں تم سے کوئی بدلہ طلب نہیں کرتا قرابت کی محبت کے سوا۔

کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کے قرابت اور خویش ہیں۔

اسے طبری نے "جامع البیان" ۱۱:۱۴۴ میں، اور ایسے ہی محب طبری نے "ذخائر العقبی" ص ۳۳ میں روایت کیا اور اس کی نسبت ابن السری کی طرف کی۔ مصنف سیوطی نے "الدر المنثور" ۵:۷۰۱ میں روایت کیا۔ امام بخاری نے اس کا ذکر کیا۔ ۳:۲۸۸ اس میں ان الفاظ کی زیادتی ہے:

فَقَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما: اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمۡ يَكُنۡ بَطۡنٌ مِّنۡ قُرَيۡشٍ اِلَّا وَ لَهٗ

....

فِيهِ قَرَابَةٌ ، فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا قَرَابَةَ بَيْنِىْ وَ بَيْنَكُمْ .

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قریش کی ہر شاخ میں نبی کریم ﷺ کی قرابت موجود تھی۔اسی لیے آپ پر یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی تھی کہ تم میری اور اپنی قرابت میں ملاپ رکھو۔

مصنف علامہ سیوطی نے "الدر المنثور" ٥:٦٩٩ میں حدیث کی تمام روایات کا احاطہ کیا ہے۔وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(زینهم) سعید بن منصور بن شعبہ خراسانی، حافظ، بڑے عالم اور "السنن والزہد" کے مؤلف ہیں۔امام مالک، لیث، فلیح، ابن عوانہ، ابن عیینہ، حماد بن زید اور متعدد محدثین سے روایت لی۔امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ابوثور، ابوبکر الاثرم، کدیمی، ابوزرعہ، ابوحاتم اور کثیر محدثین نے اُن سے روایت حاصل کی۔اُن ثقہ اور ثبت لوگوں سے تھے جنہوں نے روایات جمع اور تصنیف کیں۔ ۲۲۷ھ ہجری میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔

مزید دیکھیں: تذكرة الحفاظ ٢/ ٤١٦ ، خلاصة تذهيب الكمال ١٢١ ، شذرات الذهب ٢/ ٦٢ ، طبقات ابن سعد ٥/ ٣٦٧ ، العبر ١/ ٣٩٩ ، ميزان الاعتدال ٢/ ١٥٩ ، الرسالة المستطرفة : ٣٤

سعید بن جبیر بن ہشام الاسدی الوالبی، ابومحمد یا ابوعبداللہ کوفی تابعی ہیں۔ مطلق بہت بڑے عالم تھے، حبشی الاصل ہیں۔بنی اسد سے بنی والبہ بن حارث کے موالی سے ہیں۔جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کوفہ تشریف لاتے لوگ آپ سے سوال کرتے تو آپ فرماتے کیا تم میں ابن اُم الدہماء یعنی سعید نہیں ہیں؟ حجاج بن یوسف ثقفی نے آپ کو ۹۲ھ ہجری میں شہید کر دیا جبکہ آپ کی عمر ۴۹ سال تھی۔

مزید دیکھیں: وفيات الاعيان ١/ ٢٠٤ ، المعارف ٤٤٥ ، طبقات المفسرين للداودى ١/ ١٨١ ، طبقات القراء لابن الحزرى ١/ ٣٠٥ ، طبقات القراء للذهبى ١/ ٥٦ ، طبقات الفقهاء للشيرازى ٨٢ ، تذكرة الحفاظ ١/ ٧٦ ، تهذيب التهذيب ٤/ ١١ ، حلية الاولياء ٤/ ٢٧٢ ، خلاصة تذهيب الكمال ١١٦ ، شذرات الذهب ١/ ١٠٨ ، طبقات ابن سعد ٦/ ١٧٨ ، طبقات الحفاظ للسيوطى : ٣١

﴿الحديث الثانی﴾ [2]

اَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَّ ابْنُ مَرْدُوَیْهِ فِیْ [تَفَاسِیْرِهِمْ] وَالطَّبَرَانِیُّ فِی [الْمُعْجَمِ الْكَبِیْرِ] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآیَةُ ﴿......قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ط......﴾ [الشوری۴۲:۲۳] قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِمَنْ قَرَابَتُکَ هٰؤُلَآءِ الَّذِیْنَ وَجَبَتْ عَلَیْنَا مَوَدَّتُهُمْ ؟ قَالَ ﷺ: عَلِیٌّ ، وَ فَاطِمَةُ ، وَ وَلَدَاهُمَا.

ابن منذر، ابن ابی حاتم، اور ابن مردویہ نے اپنی تفاسیر میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سے روایت کیا کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿......قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ط......﴾ [آپ فرمادیجئے اس (تبلیغ رسالت) پر میں تم سے کوئی بدلہ طلب نہیں کرتا قرابت کی محبت کے سوا] صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَسَلَّم ! آپ کے وہ کون قرابت دار ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ آپ نے فرمایا علی، فاطمہ اور اُن کے بیٹے رضی اللہ عنہم ہیں۔

اسے قرطبی نے "الجامع لاحکام القرآن" ۸:۲۱ میں، فخر الدین رازی نے "التفسیر الکبیر" ۲۷:۱۶۶ میں، طبرانی نے "المعجم الکبیر" ۳:۴۷ (۲۶۴۱)۔ ۱۱:۳۵۱ (۱۲۲۵۹) میں، الہیثمی نے "مجمع الزوائد" ۹:۱۶۸۔ ۷:۱۰۳ میں روایت کیا۔ اسی طرح مصنف نے "الدر المنثور" ۵:۷۰۱ میں روایت کیا۔

(زینھم) (ابن المنذر) حافظ، علامہ، ثقہ، ابوبکر محمد بن ابراہیم بن منذر نیشاپوری شیخ الحرم، بے مثل کتابوں کے مصنف جیسے "الاشراف"، "المبسوط"، "الاجماع" اور "التفسیر" اختلاف اور دلیل کی پہچان میں انتہاء کو پہنچے ہوئے تھے۔ مجتہد تھے کسی کے مقلد نہیں تھے۔ ۳۱۸ ہجری میں مکہ میں وفات پائی۔

....

مزید دیکھیں: وفیات الاعیان ۱ /٤٦١ ، طبقات العبادی ٦٧ ، طبقات الفقهاء ١٠٨ ، تذکرة الحفاظ ٧٨٢/٣ ، شذرات الذهب ٢٩٥/٢

(ابن ابی حاتم) امام، حافظ، ناقد، شیخ الاسلام، ابو محمد عبد الرحمٰن بن حافظ کبیر محمد بن ادریس بن منذر تمیمی حنظلی رازی ۲۴۰ھ ہجری میں ولادت ہوئی۔ انہیں اِن کے والد نے سفر کرایا تو انہوں نے بلند اسانید حاصل کیں خلیلی نے ان کے بارے میں فرمایا: انہوں نے اپنے والد اور ابو زرعہ کا علم حاصل کیا۔ علوم و معرفت رجال میں دریا، ثقہ، حافظ اور زاہد تھے۔ ابدال میں شمار ہوتا تھا۔ ''الجرح والتعدیل''، ''التفسیر'' اور ''الرد علی الجہمیۃ'' اُن کی معروف کتابیں ہیں۔ ۳۲۷ھ ہجری میں وفات پائی۔

مزید دیکھیں:

البداية والنهاية ١١ /١٩١ ، تذكرة الحفاظ ٣ /٨٢٩ ، الرسالة المستطرفة ٧٢ ، شذرات الذهب ٣٠٨/٢ ، طبقات الحنابلة ٢ /٥٥ ، طبقات السبكى ٣ /٣٢٤ ، طبقات العبادى: ٢٩ ، طبقات المفسرين للداؤدى ١ /٢٧٩ ، طبقات المفسرين للسيوطى: ١٧ ، العبر ٢ /٢٠٨ ، فوات الوفيات ٥٤٢/١ ، لسان الميزان ٤٣٢/٣ ، مرآة الجنان ٢ /٢٨٩ ، ميزان الاعتدال ٥٨٧/٢ ، النجوم الزاهرة ٢٥٦/٣

(ابن مردویہ) احمد بن موسیٰ بن مردویہ اصبہانی ابو بکر۔ انہیں ابن مردویہ کبیر کہا جاتا ہے۔ حافظ، مؤرخ مفسر اور اہل اصبہان سے تھے۔ اُن کی کتابوں میں ''التاریخ''، ''تفسیر القرآن'' اور حدیث میں ''مسند'' اور ''مستخرج'' ہیں۔ ۳۲۳ھ/۹۳۵م میں پیدا ہوئے اور ۴۱۰ھ/۱۰۱۹م میں وفات پائی۔

مزید دیکھیں:

تذكرة الحفاظ ٢٣٨/٣ ، شذرات الذهب ١٩٠/٣ ، طبقات الحفاظ : ٤٤٦

(طبرانی)

امام علامہ حجت بقیۃ الحفاظ ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی، دین کی مسند اور بلند شان کے شہسوار تھے۔ عکا میں ۲۶۰ھ ہجری میں ولادت ہوئی اور ۲۷۳ ہجری میں مدائن الشام،

حجاز، یمن، مصر، بغداد کوفہ، بصرہ، اصبہان اور جزیرہ وغیرہ میں سماعت کی۔ ایک ہزار یا اس سے زائد شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا۔

متعدد تصنیفات ہیں جن میں المعجم الکبیر، المعجم الاوسط، المعجم الصغیر، الدعاء، دلائل النبوة، النوادر، مسند شعبه، مسند سفیان، مسند الشامیین، الاوائل، التفسیر، مسند العشره، معرفة الصحابه، مسند ابی هریرة، مسند عائشة، الطوالات، السنة، حدیث الاوزاعی، حدیث الاعمش، مسند ابی ذر، العلم، الفرائض، فضل رمضان، مکارم الاخلاق اور تفسیر الحسن وغیرہ ہیں۔

سو سال اور دس ماہ زندگی گزارنے کے بعد ۳۶۰ ہجری میں وفات پائی۔

مزید دیکھیں:

وفیات الاعیان ۱/ ۲۱۵، النجوم الزاهرة، ۵۹/٤، میزان الاعتدال ۲/۱۹۵، البدایة والنهایة ۱۱/ ۲۷۰، تاریخ اصبهان ۲/ ۳۳۵، تذکرة الحفاظ ۳/ ۹۱۲، شذرات الذهب ۳/ ۳۰، طبقات الحنابلة ۲/ ٤۹، طبقات المفسرین للداوٗدی ۱/ ۱۹۸، العبر ۲/ ۳۱۵، لسان المیزان ۳/۷۳، مرآة الجنان ۲/۳۷۲، المنتظم ۷/٥٤

(سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ)

حضرت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ابوالعباس الہاشمی، امام بحر، عالم، رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد۔ نبی کریم ﷺ نے اُن کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ انہیں دین کی سمجھ عطا فرمائے اور تاویل سکھائے۔ آپ نے ٦٨ ہجری میں طائف میں وفات پائی۔

مزید دیکھیں: اسد الغابة ۳/ ۲۹۰، الاصابة ۱/ ۳۲۲، تاریخ بغداد ۱/۱۷۳، تذکرة الحفاظ ۱/ ٤۰، خلاصة تذهیب الکمال ۱۷۲، شذرات الذهب ۱/۷۵، طبقات الفقهاء ٤۸، طبقات القراء لابن الحزری ۱/ ٤۲۵، طبقات القراء للذهبی ۱/ ٤۱، العبر ۱/ ۷٦، النجوم الزاهرة ۱/ ۱۸۲، نکت الهمیان : ۱۸۰

﴿الحديث الثالث﴾ [3]

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی

﴿......وَ مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا......﴾ [الشوریٰ ۴۲:۲۳]

قَالَ: اَلْمَوَدَّةُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

ابن ابی حاتم رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سے روایت کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول

﴿......وَ مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا......﴾

اور جو نیکی کرے ہم اس کے لئے اس کی نیکی میں خوبی بڑھائیں گے۔

میں حَسَنَةً کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد آلِ محمد (رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ) کی محبت ہے۔

اسے قرطبی نے "الجامع لاحکام القرآن" ۸:۲٤ میں، سمہودی نے "جواھر العقدین" ۲:۱۳ میں، الدولابی نے "الذریة الطاھرة" ص ۷٤ حدیث نمبر ۱۲۱ میں حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کے قول سے روایت کیا۔

اسی طرح مصنف نے "الدر المنثور" ۵:۷۰۱ میں روایت کیا۔

﴿الحديث الرابع﴾ [4]

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ صَحَّحَهٗ وَالنَّسَائِیُّ وَالْحَاکِمُ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِیْعَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :وَاللّٰهِ لَا یَدْخُلُ قَلْبَ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ اِیْمَانٌ حَتّٰی یُحِبَّکُمْ لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لِقَرَابَتِیْ.

امام احمد، ترمذی (امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا)،نسائی اور حاکم نے حضرت مطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے قرابت کے متعلق) فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اللہ کی رضا کے لیے اور میری قرابت داری کی وجہ سے تم سے محبت نہیں کرتا۔

---

(۱) المسند لاحمد ۱:۳٤۲ (۱۷۸۰)۔ ٥:۱۷۲ (۱۷۰٦۱)، الترمذی ٥:٦۱۰(۳۷٥۸)، النسائی ٥:٥۱ (۸۱۷٥)، المستدرك، ٤:٨٥ (٦٩٦٠)

(زینهم) (احمد بن حنبل) امام احمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی ابوعبداللہ المروزی، البغدادی، مشہور امام ہیں۔ "المسند" اور "الزهد" وغیرہ کے مؤلف ہیں۔ابراہیم بن سعد، اسماعیل بن علیہ، بہر بن اسد، بشر بن مفضل اور کثیر محدثین سے روایت حدیث کی۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابراہیم حربی اور بغوی نے اُن سے روایت لی۔ بڑے حفاظ اور ائمہ سے تھے اور اس اُمت کے بہت بڑے علما میں شمار ہوتا ہے۔

۲٤۱ھ ہجری میں بغداد میں وصال ہوا۔

مزید دیکھیں: تاریخ بغداد ٤/٤۱۲، تذکرة الحفاظ ۲/٤۳۱، تهذیب التهذیب ۱/۷۲، حلیة الاولیاء ۹/۱٦۱، خلاصة تذهیب الکمال ۱۰، الرسالة المستطرفة ۱۸، شذرات الذهب ۲/۹٦، طبقات الحنابلة ۱/٤، طبقات الفقهاء ۹۱، طبقات المفسرین للداؤدی ۱/۷۰، العبر ۱/٤۳٥، الفهرست ۲۲۹، مرآة الجنان ۲/۱۳۲، النجوم الزاهرة ۲/۳۰٤، وفیات الاعیان ۱/۱۷

....

(الترمذی)

محمد بن عیسٰی بن سورۃ بن ضحاک السلمی، ابوعیسٰی الترمذی، "الجامع" اور "العِلَل" کے مؤلف حافظ اور علامہ تھے۔ متعدد شہروں میں گھومے پھرے اور کئی خراسانی، عراقی اور حجازی محدثین سے حدیث حاصل کی۔ آپ سے محمد بن منذر شکر، الہیثم بن کلیب، ابوالعباس محبوبی اور خلق کثیر نے روایات لیں۔ ابن حبان نے آپ کا ذکر ثقات میں کیا اور فرمایا: امام ترمذی اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے احادیث جمع کیں، تصنیف وتالیف میں مشغول رہے، روایات حفظ کیں اور علمی مذاکرے کیے۔

آپ نے رجب ۲۷۹ ہجری میں ترمذ میں وفات پائی۔

مزید دیکھیں:

تذکرۃ الحفاظ ۲ /۶۳۳، تہذیب التہذیب ۹ /۳۸۷، خلاصۃ تذھیب الکمال ۲۰۳، شذرات الذھب ۲ /۱۷٤، العبر ۲ /۶۳۳، میزان الاعتدال ۳ /۶۷۸، النجوم الزاھرۃ ۸۸/۳، نکت الھمیان ۲٦٤، وفیات الاعیان ۱ /٤٥۷

(نسائی)

ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار الخراسانی النسائی، قاضی امام حافظ شیخ الاسلام، سبقت لے جانے والے ائمہ، مضبوط حفاظ اور مشہور پیشواؤں میں سے ایک تھے۔ کئی شہروں کا سفر کیا اور متعدد محدثین سے سماعت کی۔ آپ سے ابن جوصا، ابن السنی، ابوسعید بن الاعرابی، طحاوی، ابوعلی نیشاپوری، ابن عدی، ابن یونس، عقیلی، ابن الاخرم، ابوعوانہ اور متعدد علما نے استفادہ کیا۔

حاکم نے فرمایا: امام نسائی اپنے زمانے میں تمام مشائخ مصر سے بڑے فقیہ، صحیح اور سقیم آثار کی زیادہ جانچ رکھنے والے اور رجال کو سب سے زیادہ پہچاننے والے تھے۔

ذہبی نے فرمایا: نسائی، امام مسلم بن حجاج سے زیادہ حافظ تھے۔

آپ کی متعدد تصنیفات ہیں جن میں السنن الکبری، السنن الصغری، خصائص علی، مسند علی، مسند مالک وغیرہ ہیں۔ آپ نے ۳۰۳ ہجری میں وفات پائی۔ آپ کی ولادت ۲۱۵ ہجری میں ہوئی تھی۔

....

مزید دیکھیں :البداية والنهاية ۱۱/ ۱۲۳ ، تهذيب التهذيب ١/ ٣٦ ، الرسالة المستطرفة ١١ ، شذرات الذهب ٢/ ٢٣٩ ، طبقات السبكى ٣/ ١٤ ، طبقات القراء لابن الجزرى ١/ ٦١ ، العبر ٢/ ١٢٣ ، العقد الثمين ٣/ ٤٥ ، وفيات الاعيان ، ١/ ٢١

(امام حاکم)

حاکم حافظ کبیر، امام المحدثین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ محمد بن حمدویہ بن نعیم الضبی نیشاپوری جو ابن البیع کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ المستدرك ، التاريخ ، علوم الحديث ، المدخل ، الاكليل اور مناقب الشافعي وغیرہ کے مؤلف ہیں ۳۲۱ ہجری میں ولادت ہوئی۔ ابوسہل الصعلوکی اور ابن ابی ہریرہ سے فقہ حاصل کی۔ آپ سے دارقطنی، ابن ابی الفوارس، بیہقی، خلیلی اور علما کی کثیر تعداد نے روایت حدیث لی۔

۴۰۵ ہجری میں وفات پائی۔

مزید دیکھیں: وفيات الاعيان ١/ ٤٨٤ ، الوافى بالوفيات ٣/ ٣٢٠ ، النجوم الزاهرة ٤/ ٢٣٨ ، ميزان الاعتدال ٣/ ٦٠٨ ، المنتظم ٧/ ٢٧٤ ، لسان الميزان ٥/ ٢٣٢ ، العبر ٣/ ٩١، الانساب ٩٩ ب ، البداية والنهاية ١١/ ٣٥٥ ، تاريخ بغداد ٥/ ٤٧٣ ، تبيين كذب المفترى ٢٧٧ ، تذكرة الحفاظ ٣/ ١٠٣٩ ، الجواهر المضيئة ٢/ ٦٥ ، الرسالة المستطرفة ٢١ ، شذرات الذهب ٣/ ١٧٦ ، طبقات السبكى ٤/ ١٥٥ ، طبقات القراء لابن الجزرى ٢/ ١٨٤ ، طبقات ابن هداية الله ١٢٣

(مطلب بن ربیعہ)

مطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب الہاشمی، کہا گیا ہے کہ آپ عبدالمطلب ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے روایت کی۔ آپ سے عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب نے روایت لی۔ ثقہ تھے۔

مزید دیکھیں : تهذيب التهذيب ١٠/ ١٧٧

﴿الحدیث الخامس﴾ [5]

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ ، وَالتِّرْمِذِیُّ ، وَالنَّسَائِیُّ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمؓ

......ثُمَّ قَالَ: وَ اَھْلُ بَیْتِیْ .اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ.اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ.اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ.

امام مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت کیا......

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور میرے اہل بیت ہیں میں اپنے اہل بیت کے حقوق کے متعلق تمہیں یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے حقوق کے متعلق تمہیں ڈراتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے حقوق کے بارے میں تمہیں اللہ کے نام سے نصیحت کرتا ہوں۔

(۱)مسلم ، ۴:۱۸۷۳ (۳۶) ، النسائی ۵:۵۱ (۸۱۷۵) ، حدیث زید بن ارقم ، اسے ترمذی نے روایت کیا، اور اس میں کوئی محل شاہد نہیں ہے جسے مصنف نے یہاں وارد کیا۔

مصنف نے جن کا ذکر کیا اُن کے علاوہ اِسے امام احمد نے "المسند" ۵:۴۹۲ (۱۸۷۸۰) اور ابن خزیمہ نے اپنی "صحیح" ۴:۶۲ (۲۳۵۷) میں روایت کیا۔

(زینھم)

(امام مسلم)

مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری ابوالحسن نیشاپوری، امام حافظ، صحیح مسلم کے مؤلف ہیں۔ قتیبہ، عمرو الناقد، ابن المثنیٰ، ابن یسار، احمد، یحییٰ، اسحاق اور متعدد محدثین سے روایات لیں۔ ترمذی، ابوعوانہ، ابن مساعد اور خلق کثیر نے آپ سے روایت حدیث کی۔

آپ کی متعدد تالیفات ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

المسند ، الجامع علی الابواب ، الاسماء والکنی ، التمییز، العلل، الوحدان ، الافراد ، الاقران ، حدیث عمرو بن شعیب ، الانتفاع باھب السباع ، مشائخ مالك ، الثوری،

شعبہ ، المخضرمون، اولاد الصحابہ ، الطبقات ، افراد الشامیین ، اوھام المحدثین اور سوالات احمد بن حنبل۔

مزید دیکھیں:

البدایة والنهایة١١ /٥٤ ، تاریخ بغداد ٩ /٥٥ ، تذکرة الحفاظ ٢ /٥٩١ ، تهذیب التهذیب ٤ /١٦٩ ، الرسالة المستطرفة ١١ ، شذرات الذهب ٢ /١٦٧ ، طبقات الحنابلة ١٥٩/١ ، طبقات السبکی ٢٩٣/٢ ، طبقات المفسرین للداؤدی١ /٢٠١ ، العبر ٢ /٥٤ ، اللباب ١ /٥٣٣ ، مرآة الجنان ٢ /١٨٩ ، مفتاح السعادة ٢ /١٣٥ ، وفیات الاعیان ١ /٢١٤

(سیدنا زید بن ارقم ﷛)

سیدنا زید بن ارقم الخزرجی الانصاری ﷛ صحابی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سترہ غزوات میں شرکت کی۔ صفین میں حضرت علی ﷛ کے ساتھ شرکت کی۔

کوفہ میں ٦٨ ھ /٦٨٧ م میں وفات پائی۔ بخاری اور مسلم نے آپ سے ٧٠ حدیثیں روایت کیں۔

مزید دیکھیں:

تهذیب التهذیب٣ /٣٩٤ ، خزانة البغدادی ١ /٣٦٣

﴿الحدیث السادس﴾ [6]

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَ حَسَّنَهٗ وَالْحَاكِمُ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَّا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ: كِتَابُ اللّٰهِ، وَ عِتْرَتِیْ اَهْلُ بَيْتِیْ. وَ لَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰی يَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِيْهِمَا.

امام ترمذی (آپ نے اسے حسن کہا) اور حاکم نے حضرت زید بن ارقم ﷺ سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھام لو تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے، اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن) ہے، اور میری عترت یعنی میرے اہل بیت ہیں۔ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر آئیں گی۔ اب تم غور کرلو کہ میرے بعد اِن سے کیا سلوک کرتے ہو۔

"الترمذی" ٥:٦٢٢ (٣٧٨٨) اور فرمایا: حسن غریب ہے۔ اور اس میں "لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ" کے بعد یہ قول ہے:

اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ: كِتَابُ اللّٰهِ، حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَاءِ ......۔

اُن میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب آسمان سے لٹکی ہوئی رسی ہے۔

"المستدرك" ٣:١٦٠ (٤٧١١) اور فرمایا: یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح الاسناد ہے۔ اور شیخین نے اس کا اخراج نہیں کیا۔ ذہبی نے اُن کی موافقت کی۔

﴿الحديث السابع﴾ [7]

اَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ فِیْ مُسْنَدِهٖ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ مَّا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِهٖ بَعْدِیْ لَمْ تَضِلُّوْا کِتَابُ اللّٰهِ وَ عِتْرَتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ وَ اِنَّهُمَا لَنْ یَّتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ.

عبد بن حمید نے اپنی مسند میں حضرت زید بن ثابت ﷺ سے روایت کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم میرے بعد اسے مضبوطی سے تھام لو تو گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری عترت یعنی میرے اہل بیت اور بیشک یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آ پہنچیں گی۔

"المنتخب" ۱۰۷: ۲۴۰، "المسند" ۶: ۲۳۲ (۲۱۰۶۸) ـ ۲۴۴ (۲۱۱۴۵)، الهیثمی "مجمع الزوائد" ۹: ۱۶۲ ـ ان دونوں میں حدیث ان الفاظ کے ساتھ ہے: اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ خَلِیْفَتَیْنِ ...... ـ اسی طرح ابن ابی شیبہ کے نزدیک ہے "المصنف" ۶: ۳۱۳ (۳۱۶۷۰) اور فسوی نے اسے "المعرفة و التاریخ" ۹: ۵۳۷ میں روایت کیا۔

(زینهم)

(عبد بن حمید)

عبد بن حمید بن نصر الکسی ابو محمد الحافظ۔ کہا گیا ہے کہ اُن کا نام عبد الحمید ہے۔ انہوں نے یزید بن ہارون، محمد بن بشر العبدی، عبد الرزاق اور کثیر محدثین سے حدیث روایت کی۔ آپ سے روایت لینے والوں میں مسلم، ترمذی، ابراہیم بن خزیم الشاشی اور کثیر لوگ شامل ہیں۔ آپ نے ''المسند'' اور ''التفسیر'' تصنیف کیں۔ ۲۴۹ ہجری میں وصال ہوا۔

مزید دیکھیں:

تبصیر المنتبه ۳/۱۲۱۸، تذکرۃ الحفاظ ۲/۵۳٤، خلاصة تذهیب الکمال ۲۱۰
الرسالة المستطرفة ٦٦، شذرات الذهب ۲/۱۲۰، طبقات المفسرین للداوٗدی ۱/۳٦۸،
العبر ۱/٤٥٤، النجوم الزاهرة ۲/۳۳۰

(سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ)

زید بن ثابت ابوسعید الانصاری الخزرجی المقرئ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے کاتب وحی تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے آپ سے قرآن کریم پڑھا اُن میں حضرت ابن عباس اور عبدالرحمٰن السلمی رضی اللہ عنہما ہیں۔ آپ سے آپ کے بیٹے خارجہ، انس بن مالک اور ابن عمرو وغیرہم نے روایت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب حج کے لیے جاتے تو مدینہ پر آپ کو اپنا جانشین بناتے۔

آپ کا وصال ۴۵ھ ہجری میں ہوا۔

مزید دیکھیں:

اسد الغابة ۲/۲۷۸، الاصابة ۱/٥٤۳، تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۰، خلاصة تذهیب الکمال ۱۰۸، شذرات الذهب ۱/٥٤، طبقات الفقهاء ٤٦، طبقات القراء لابن الحزری، ۱/۲۹٦، طبقات القراء للذهبی ۱/۳٥، العبر ۱/٥۳، النجوم الزاهرة ۱/۱۳۰

﴿الحدیث الثامن﴾ [8]

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَ اَبُوْ یَعْلٰی عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اِنِّیْ اُوْشِکُ اَنْ اُدْعٰی فَاُجِیْبُ، وَ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ: کِتَابَ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ عِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ، وَ اِنَّ اللَّطِیْفَ الْخَبِیْرَ خَبَّرَنِیْ، اَنَّھُمَا لَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِیْھِمَا.

امام احمد اور ابو یعلی نے حضرت ابو سعید خدری ﷺ سے اور آپ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرا بلایا آجائے گا اور میں اس پر لبیک کہوں گا، میں تم میں دو اہم اور نفیس چیزیں چھوڑ رہا ہوں، اللہ ﷻ کی کتاب اور اپنی عترت۔ میری عترت میرے اہل بیت ہیں۔ ہر چیز کی باریکیوں اور مشکلات کو جاننے والے اور ظاہر و باطن سے خبردار نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر آجائیں گی۔ اب تم غور کرلو کہ میرے بعد اِن سے کیا سلوک کرتے ہو۔

"المسند" ۳:۳۹۳ (۱۰۷٤۷) "ابو یعلی" ۳:٦ (۱۰۱۷) ۔ ۹:(۱۰۲۳) ۔ ٤۷: (۱۱۳۵) (زینهم)

(احمد بن علی) احمد بن علی بن مثنی التمیمی الموصلی ابو یعلی حافظ، مشہور ثقہ علمائے حدیث سے ہیں۔ ذہبی نے محدث موصل کے لقب سے اُن کی تعریف کی۔ "المعجم فی الحدیث" اور دو مسندیں (مسند کبیر، مسند صغیر) آپ کی تالیفات ہیں۔ ۳۰۷ھ/۹۱۹ء میں وصال فرمایا۔

مزید دیکھیں: دول الاسلام ۱٤٦/۱، الرسالۃ المستطرفۃ :۵۳

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ پر ملاحظہ فرمائیں)

﴿الحديث التاسع﴾ [9]

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَ حَسَّنَهٗ وَالطَّبَرَانِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِنْ نِعَمِهٖ، وَ اَحِبُّوْنِیْ بِحُبِّ اللّٰهِ، وَ اَحِبُّوْا اَهْلَ بَیْتِیْ بِحُبِّیْ.

امام ترمذی نے اس حدیث کا اخراج کیا اور اِسے حسن کہا، اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سے روایت کیا اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں سے روزی اور غذا عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر مجھ سے محبت کرو اور میرے سبب سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

.... (ابوسعید خدری) حضرت ابوسعید خدری سعد بن مالک الانصاری الخزرجی المدنی رضی اللہ عنہ، علمائے صحابہ سے تھے۔ بیعت شجرہ میں شریک ہونے والوں میں شامل تھے۔ کثیر احادیث روایت کیں اور مدت تک فتوی دیتے رہے ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی۔

مزید دیکھیں: اسد الغابة ٦/١٤٢ ، تاریخ بغداد ١/١٨٠ ، تذکرة الحفاظ ١/٤٤ ،خلاصة تذهیب الکمال ١١٥ ،شذرات الذهب ٢/ ٨١ ،طبقات الفقهاء ٥١ ، العبر ١/٨٤ ،النجوم الزاهرة ١/١٩٢

(اس صفحہ کا حاشیہ) "الترمذی " ٥:٦٢٢ (٣٧٨٩) اور فرمایا: حسن غریب ہے۔ "المعجم الکبیر "للطبرانی ٣:٤٦ (٢٦٣٨) اسے حاکم نے "المستدرك" ٣:١٦٢ (٤٧١٦) میں روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے اس کا اخراج نہیں کیا۔ اور ذہبی نے اُن کی موافقت کی۔ بیہقی نے اسے "شعب الایمان" ٢:١٣٠ (١٣٧٨) میں روایت کیا۔ سمہودی نے "جواهر العقدین" (٢:٢٢٨) میں اس حدیث کو وارد کرنے کے بعد فرمایا: سخاوی نے فرمایا کہ تعجب ہے کہ ابن الجوزی نے اس حدیث کو "العلل المتناهية" میں ذکر کیا ہے۔ انتهی

﴿الحديث العاشر﴾ [10]

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ ﷺ قَالَ: اُرْقُبُوْا مُحَمَّدًا ﷺ فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ

امام بخاری نے حضرت ابوبکر ﷺ سے روایت کیا آپ نے فرمایا:

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کا خیال اور لحاظ رکھو۔

"البخاری" کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب قرابة رسول اللہ ﷺ ۳:۲۰(۳۷۱۳)
"البخاری" باب مناقب الحسن والحسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا ۳۲:(۳۷۵۱) سمہودی نے "جواہر العقدین" ۲:۳۱۱ میں ماسبق کے ذکر اور اِسے صحیح بخاری کی طرف منسوب کرنے کے بعد فرمایا: دارقطنی نے متعدد طرق سے اس کا اخراج کیا ہے۔

اور بعض میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے: "اُرْقُبُوْا مُحَمَّدًا ﷺ فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ"۔ اور ایک روایت میں ہے: "اِحْفَظُوْا" انتهى منه ۔ اور صواب یعنی صحیح بات یہ ہے کہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(زینھم) (امام بخاری) ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ الجعفی حافظ، صحیح کے مؤلف، آپ نے امام احمد، ابراہیم بن المنذر، ابن المدینی، آدم بن ابی ایاس، قتیبہ اور کثیر محدثین سے روایت لی۔ آپ سے مسلم، ترمذی، ابراہیم حربی، ابن ابی الدنیا، ابوحاتم، المحاملی، الفربری اور نسفی وغیرہم نے روایت لی۔ آپ کی تصنیفات میں الجامع الصحیح، التاریخ الکبیر، الادب المفرد اور القراءۃ خلف الامام زیادہ مشہور ہیں۔ ۲۵۶ ہجری میں وفات پائی۔

مزید دیکھیں: وفیات الاعیان ۱ /۴۵۵، الوافی بالوفیات ۲ /۲۰۶، ھدیۃ العارفین ۲ /۱۶ النجوم الزاھرۃ ۳ /۲۵، مفتاح السعادۃ ۲ /۱۳۰، شذرات الذھب ۲ /۱۳۴، خلاصۃ تذھیب الکمال ۳۲۷، تھذیب التھذیب ۹ /۴۷، مرآۃ الجنان ۲ /۱۶۷، طبقات السبکی ۲ /۲۱۲، البدایۃ والنھایۃ ۱۱ /۲۴، الفھرست ۵۲۱، تاریخ بغداد ۲ /۴، طبقات العبادی ۵۳، طبقات الحنابلۃ ۱۱ /۲۷۱، الانساب ۲ /۱۰۰، اللباب ۱ /۱۲۵، تھذیب الاسماء واللغات ۱ /۶۷، سیر اعلام النبلاء ۱۲ /۳۹۱، العبر ۲ /۱۲، تذکرۃ الحفاظ ۲ /۵۵۵، تھذیب الکمال ۲۴ /۴۳۰

(سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ) مزید دیکھیں: اسد الغابۃ ۳ /۳۰۹، تاریخ الخلفاء ۲۷، تذکرۃ الحفاظ ۱ /۲، شذرات الذھب ۱ /۲۷، طبقات الفقھاء ۳۶، العبر ۱ /۱۶، مروج الذھب ۲ /۳۰۵

﴿الحديث الحادي عشر﴾ [11]

أَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَابَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ! اِنِّيْ سَأَلْتُ اللّٰهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: سَأَلْتُهُ اَنْ يُّثَبِّتَ قُلُوْبَكُمْ وَ اَنْ يُعَلِّمَ جَاهِلَكُمْ وَ يَهْدِيَ ضَالَّكُمْ وَ سَأَلْتُهُ اَنْ يَّجْعَلَكُمْ جُوَدَاءَ نَجِدَاءَ رُحَمَاءَ ،فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلّٰى وَ صَامَ ثُمَّ مَاتَ وَ هُوَ مُبْغِضٌ لِاَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ دَخَلَ النَّارَ.

امام طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے روایت کیا آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے عبدالمطلب کی اولاد! میں نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا۔ وہ تمہارے دلوں کو ثابت رکھے، تمہارے جاہلوں کو علم سکھائے اور تمہارے گمراہوں کو راستہ بتائے۔ اور میں نے تمہارے لئے سوال کیا کہ وہ تمہیں سخی، بہادر اور رحم دل بنائے۔ پس اگر ایک شخص رکن (یمانی) اور مقام (ابراہیم) کے درمیان کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو اور روزہ دار ہو پھر وہ مر جائے اس حال میں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت سے بغض رکھتا ہو (تو یہ سب کچھ کرنے کے باوجود) وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

"المعجم الکبیر" ۱۱:۱۴۲ (۱۱۴۱۲)، "المستدرک" ۳:۱۶۱ (۴۷۱۲) اور اسے مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا۔ ذہبی نے اُن کی موافقت فرمائی۔ ان دونوں میں "قلوبکم" کی بجائے یہ الفاظ وارد ہیں: "يُثَبِّتَ قَائِمَكُمْ" خطی نسخوں کی بڑی تعداد میں ایسے ہی ہے سوائے ایک نسخہ کے جس کی طرف میں نے رجوع کیا۔

(زینھم) اپنی "معجم الاوسط" میں۔

﴿الحدیث الثانی عشر﴾ [12]

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ:

بُغْضُ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَّالْاَنْصَارِ کُفْرٌ وَّ بُغْضُ الْعَرَبِ نِفَاقٌ.

طبرانی نے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے روایت کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بنی ہاشم اور انصار کے ساتھ بغض رکھنا کفر اور عرب کے ساتھ بغض رکھنا نفاق ہے۔

"المعجم الکبیر" ۱۱:۱۸ (۱۱۳۱۲)

(زینھم)

اپنی "معجم الکبیر" میں۔

﴿الحديث الثالث عشر﴾ [13]

اَخْرَجَ ابْنُ عَدِيِّ فِی الْاِکْلِیْلِ عَنْ اَبِی سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اَبْغَضَنَا اَهْلَ الْبَیْتِ فَهُوَ مُنَافِقٌ.

ابن عدی نے الاکلیل میں حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے روایت کی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ہمارے اہل بیت سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔

اسے سمہودی نے "جواھر العقدین" ۲: ۲۵۰ میں روایت کیا اور دیلمی کی "المسند" کی طرف منسوب کیا۔ اور فرمایا: حضرت جابر ﷺ کا یہ قول اس کا شاہد ہے۔

مَا کُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِیْنَ اِلَّا بِبُغْضِهِمْ عَلِیًّا ﷺ۔

ہم منافقوں کو بغض علی ﷺ سے ہی پہچانتے تھے۔

اسے احمد نے روایت کیا اور لفظ انہی کے ہیں۔ ترمذی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

(زینهم)

(ابن عدی) امام حافظ کبیر ابو احمد عبداللہ بن عدی بن عبداللہ بن محمد بن مبارک الجرجانی۔ بابن القطان کے نام سے بھی معروف ہیں۔ "الکامل فی الجرح والتعدیل" کے مؤلف ہیں اور چوٹی کے علما میں سے ایک ہیں۔ ۲۷۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۲۹۰ میں احادیث کی سماعت کی۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، نسائی اور ابو یعلی سے روایت کی۔ آپ سے ابن عقدہ، جو کہ آپ کے شیخ ہیں، المالینی اور حمزہ سہمی نے روایت لی۔ ۳۶۵ھ ہجری میں وفات پائی۔

مزید دیکھیں: تاریخ جرجان ۲۲۵، الانساب ۳/ ۲۲۱، اللباب ۱/ ۲۷۰، تذکرة الحفاظ ۳/ ۹٤۰، سیر اعلام النبلاء ۱٦/ ۱٥٤، العبر ۲/ ۳۳۷، دول الاسلام ۱/ ۲٦٦، مرآة الجنان ۲/ ۳۸۱، طبقات السبکی ۳/ ۳۱٥، البدایة والنهایة ۱۱/ ۲۸۳، النجوم الزاهرة ٤/ ۱۱۱، شذرات الذهب ۳/ ٥۱، هدیة العارفین ۱/ ٤٤۷، الرسالة المستطرفة ۱٤٥

﴿الحديث الرابع عشر﴾ [14]

اَخرَجَ ابنُ حِبَّانِ فِی صَحِیحِهٖ وَالحَاكِمُ عَن اَبِی سَعِیدِ نِ الخُدرِیِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

وَالَّذِی نَفسِی بِیَدِهٖ لَا یُبغِضُنَا اَهلَ البَیتِ رَجُلٌ اِلَّا اَدخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ.

ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور امام حاکم نے مستدرک میں حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ہمارے اہل بیت سے کوئی شخص بغض نہیں رکھتا مگر اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ میں داخل کرے گا۔

"صحیح ابن حبان" (الاحسان) ١٥:٤٣٥ (٦٩٧٨)، "المستدرك" ٣:١٦٢ (٤٧١٧) اور فرمایا: یہ حدیث، مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور شیخین نے اس کا اخراج نہیں کیا۔ ذہبی نے اس سے سکوت کیا۔

(زینهم) (ابن حبان) حافظ علامہ ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد بن سہید بن ہدیہ بن مرہ ابن سعد التمیمی البستی۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ نسائی، حسن بن سفیان اور ابویعلی موصلی سے سماعت کی۔ سمرقند کے قاضی مقرر کیے گئے۔ فقہاءِ دین، حفاظِ آثار میں سے تھے۔ نجوم، طب اور فنون کے عالم تھے، المسند الصحیح، التاریخ اور الضعفاء نامی کتابیں تصنیف کیں۔ ۳۵۴ھ ہجری میں وفات پائی

مزید دیکھیں: الاکمال ١/ ٢١٠، الانساب ٢/ ٢٠٩، معجم البلدان ١/ ٤١٥، انباه الرواة ٣/ ١٢٢، الكامل ٨/٥٦٦، اللباب ١/ ١٥١ - ٣٣٥، طبقات ابن الصلاح ١/ ١١٥، المختصر لابی الفداء ٢/ ١٠٥، المشتبه ٧٢، تذكرة الحفاظ ٣/ ٩٢٠، سير اعلام النبلاء ١٦/ ٩٢ ميزان الاعتدال ٣/ ٥٠٦، العبر ٢/ ٣٠٠، دول الاسلام ١/ ٢٢٠، الوافی بالوفيات ٢/ ٣١٧، مرآة الجنان ٢/ ٣٥٧، طبقات السبكی ٣/ ١٣١، طبقات الاسنوی ١/ ٤١٨، البداية والنهاية ١١/ ٢٥٩، لسان الميزان ٥/ ١١٢، شذرات الذهب ٣/ ١٦، هديه العارفين ٢/ ٤٤

﴿الحديث الخامس عشر﴾ [15]

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ قَالَ لِمُعَاوِیَةَ بْنِ خُدَیْجٍ یَا مُعَاوِیَةَ بْنِ خُدَیْجٍ! اِیَّاکَ وَ بُغْضَنَا فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ:

لَا یُبْغِضُنَا اَحَدٌ وَّ لَا یَحْسُدُنَا اَحَدٌ اِلَّا ذِیْدَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَنِ الْحَوْضِ بِسِیَاطٍ مِّنْ نَّارٍ.

طبرانی نے حضرت حسن بن علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا سے نقل کیا کہ انہوں نے معاویہ بن خدیج سے فرمایا:

اے معاویہ بن خدیج! اپنے آپ کو ہمارے بغض سے بچا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ہم سے بغض نہیں رکھے گا اور ہم سے حسد نہیں کرے گا مگر قیامت کے دن وہ حوض کوثر سے آگ کے کوڑوں سے ہانکا جائے گا۔

"المعجم الکبیر" ٣:٨١ (٢٧٢٦) ، المعجم الاوسط" ٣:٢٠٣ (٢٤٢٦)

اور "ذِیْدَ" کا معنی ہے: دفع و طرد . اُسے دور کردیا اور دھتکار دیا جائے گا۔

(زینھم)

مزید دیکھیں:

تھذیب التھذیب ٢/٢٩٥ ، الاصابة ١/٣٢٨ ، تاریخ الیعقوبی ٢ / ١٩١ ، تھذیب ابن عساکر ٤ /١٩٩ ، ذکر اخبار اصبھان ١ /٤٤-٤٧ ، مقاتل الطالبین ٣١ ، حلیة الاولیاء ٢/٣٥ ، الکامل ١٨٢/٣ ، صفة الصفوة ٣١٩/١ ، تاریخ الخمیس ٢/٢٨٩- ٢٩٢ ، ذیل المذیل ١٥

﴿الحديث السادس عشر﴾ [16]

اَخْرَجَ ابْنُ عَدِيٍّ وَّالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

مَنْ لَّمْ يَعْرِفْ حَقَّ عِتْرَتِيْ وَالْاَنْصَارِ فَهُوَ لِاِحْدٰى ثَلَاثٍ: اِمَّا مُنَافِقٌ اَوْ لِزَنْيَةٍ وَ اِمَّا لِغَيْرِ طُهُوْرٍ يَعْنِيْ حَمَلَتْهُ اُمُّهُ عَلٰى غَيْرِ طُهْرٍ.

ابن عدی نے ''الکامل'' میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت علی ﷺ سے نقل کیا آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے خاندان اور انصار کا حق نہ پہچانا وہ تین میں سے ایک ہوگا یا منافق ہوگا، یا حرامی ہوگا اور یا حالت ناپاکی کا ہوگا یعنی اس کی ماں کا حمل حالت حیض میں ہوا ہوگا۔

"الکامل" لابن عدی ۳: ۱۰۶۰، "شعب الایمان" ۲: ۲۳۲ (۱٦۱٤) اسے دیلمی نے "الفردوس" ۳: ٦٦۲ (۵۹۵۵) میں روایت کیا۔ اور سمہودی نے "جواھر العقدین" ۲: ۲٤۰ میں اس کی نسبت ابوالشیخ کی کتاب "الثواب" کی طرف کی ہے۔

(زینھم) (بیہقی) امام حافظ علامہ شیخ خراسان ابو بکر احمد بن الحسین ابن علی بن موسی الخسر وجردی، صاحب تصانیف تھے ۳۸٤ ہجری میں ولادت ہوئی۔ ہمیشہ حاکم کے ساتھ رہے، انہی سے تربیت حاصل کی اور اُن سے بہت آگے بڑھ گئے۔ امام حاکم کے کبار اصحاب سے تھے۔ کئی علوم میں اُن سے سبقت لے گئے۔ امام بیہقی کی متعدد تصانیف ہیں جن میں کچھ یہ ہیں: السنن الکبری، السنن الصغری، شعب الایمان، الاسماء والصفات، دلائل النبوۃ، البعث، الآداب، فضائل الاوقات، الدعوات، المدخل، المعرفۃ، الترغیب والترھیب، الخلافیات، الزھد، المعتقد وغیرہم۔

٤۵۸ ہجری میں وفات پائی۔

دیکھیں: الانساب ۲/۳۸۱، تبیین کذب المفتری ۲٦۵، المنتظم ۸/۲٤۲، ......

﴿الحديث السابع عشر﴾ [17]

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ:
آخِرُ مَا تَکَلَّمَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُخْلُفُوْنِیْ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ.

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری بات یہ فرمائی کہ تم میرے اہل بیت کو میرا خلیفہ سمجھو۔

بقیہ حاشیہ حدیث نمبر ۱۶

...... معجم البلدان ۱ /۵۳۸، الکامل ۱۰ /۵۲، اللباب ۱ /۲۰۲، طبقات ابن الصلاح ۱ /۳۳۲، وفیات الاعیان ۱ /۷۵ المختصر فی اخبار البشر ۲ /۱۸۵، تذکرۃ الحفاظ ۲ /۱۱۳۲، دول الاسلام ۱ /۲۶۹، مفتاح السعادۃ ۲ /۱۴۳، طبقات ابن ھدایۃ اللّٰہ ۱۵۹، شذرات الذھب ۳ /۳۰۴، روضات الجنات ۶۹، ھدیۃ العارفین ۱ /۷۸، الرسالۃ المستطرفۃ ۳۳

حاشیہ حدیث نمبر ۱۷

ہیثمی نے اِسے "مجمع الزوائد" ۹:۱۶۳ میں ذکر کیا اور ضعیف قرار دیا۔

(زینھم)

(سیدنا ابن عمر ﷺ) حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب ابوعبدالرحمٰن العدوی المدنی الفقیہ، علم و عمل میں چوٹی کے عالم، غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔ آپ بیعت رضوان والوں سے ہیں۔ آپ کے مناقب کثیر ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کی تعریف فرمائی ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی۔

مزید دیکھیں: نکت الھمیان ۱۸۳، النجوم الزاھرۃ ۱ /۱۹۲، اسد الغابۃ ۳ /۳۴۰، الاصابۃ ۱ /۳۳۸، تاریخ بغداد ۱ /۱۷۱، تذکرۃ الحفاظ ۱ /۳۷، خلاصۃ تذھیب الکمال ۱۷۵، شذرات الذھب ۱ /۱۸۱، طبقات الفقھاء ۴۹، طبقات القراء لابن الحزری ۱ /۴۳۷، العبر ۱ /۸۳

﴿الحدیث الثامن عشر﴾ [18]

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ:

اَلْزِمُوْا مَوَدَّتَنَا اَھْلِ الْبَیْتِ، فَاِنَّہٗ مَنْ لَقِیَ اللّٰہَ تَعَالٰی وَ ھُوَ یَوَدُّنَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِنَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَنْفَعُ عَبْدًا عَمَلُہٗ اِلَّا بِمَعْرِفَۃِ حَقِّنَا.

طبرانی نے اوسط میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ہمارے اہل بیت کی محبت ومودّت کو لازم اور مضبوط پکڑو۔ بیشک جو اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہم سے محبت کرتا ہے وہ ہماری شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کسی شخص کو اس کا عمل نفع نہ دے گا مگر ہمارا حق پہچاننے کے ساتھ۔

"المعجم الاوسط" ۳:۱۲۲ (۲۲۵۱) قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الشفا" ۲:۴۸ میں فرمایا:

قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ: مَعْرِفَتُھُمْ، ھِیَ مَعْرِفَۃُ مَکَانِھِمْ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ، وَ اِذَا عَرَفَھُمْ بِذٰلِکَ، عَرَفَ وُجُوْبَ حَقِّھِمْ وَ حُرْمَتِھِمْ بِسَبَبِہٖ .انتھی منہ

بعض علما نے فرمایا ہے کہ آل نبی ﷺ کی قدر ومنزلت کی معرفت و پہچان، نبی کریم ﷺ کی معرفت وعزت کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ جس نے آل نبی ﷺ کی عزت پہچان لی بلاشبہ اس نے اِن کی عزت وحقوق کی معرفت پالی جو نبی کریم ﷺ کی وجہ سے ہے۔

﴿الحديث التاسع عشر﴾ [19]

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا. قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَسَمِعْتُهٗ وَ هُوَ یَقُوْلُ:

اَیُّهَاالنَّاسُ مَنْ اَبْغَضَنَا اَهْلَ الْبَیْتِ حَشَرَهُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَهُوْدِیًّا.

طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، میں نے سنا آپ فرمارہے تھے:

اے لوگو! جو ہمارے اہل بیت سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن یہودیوں میں اٹھائے گا۔

"المعجم الاوسط " ۱٤:٥ (٤٠١١)

(زینهم)

(سیدنا جابر بن عبداللہ ﷺ)

حضرت جابر بن عبداللہ امام ابوعبداللہ الانصاری ﷺ الفقیہ اپنے زمانے کے مفتی مدینہ طیبہ۔ نبی کریم ﷺ سے کثیر نفع بخش علم حاصل کیا۔

۷۸ھ ہجری میں وصال فرمایا۔

مزید دیکھیں:

نکت الهمیان ۱۳۲ ، النجوم الزاهرة ۱/ ۱۹۸ ، العبر ۱/ ۸۹ ، اسد الغابة ۱/ ۳۰۷ الاصابة ۱/ ۲۱٤ ، تذکرة الحفاظ ۱/ ٤۳ ، خلاصة تذهیب الکمال ٥۰ ، شذرات الذهب ۱/ ۸٤ ، طبقات الفقهاء ٥۱

﴿الحديث العشرون﴾ [20]

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: یَا بَنِیْ هَاشِمٍ! اِنِّیْ قَدْ سَأَلْتُ اللّٰهَ لَكُمْ اَنْ یَجْعَلَكُمْ نُجَدَاءَ رُحَمَاءَ، وَ سَأَلْتُهُ اَنْ یَّهْدِیَ ضَالَّكُمْ وَ یُؤْمِنَ خَائِفَكُمْ وَ یُشْبِعَ جَائِعَكُمْ.

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُهُمْ حَتّٰی یُحِبَّكُمْ بِحُبِّیْ، أَتَرْجُوْنَ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِیْ وَ لَا یَرْجُوْهَا بَنُوْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ؟

طبرانی نے اوسط میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا :

اے بنی ہاشم! بیشک میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے سوال کیا کہ وہ تمہیں جواں مرد، دلاور اور رحمدل بنائے۔ اور میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ تمہارے بھولے ہوؤں کو راستہ بتائے، تمہیں ڈرانے والے سے تمہیں امن میں رکھے اور تمہارے بھوکے کا پیٹ بھرے۔

اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ان میں سے کوئی مؤمن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ وہ تم سے میری محبت کی وجہ سے محبت کرے۔ کیا تم امید رکھتے ہو کہ تم میری شفاعت سے جنت میں داخل ہوگے اور بنی عبدالمطلب اس کی امید نہیں رکھیں گے؟

"المعجم الاوسط" ۸:۳۷۳ (۷۷۵۷)

(زینهم) مزید دیکھیں: تهذیب ابن عساکر ۳۲۵/۷ ، فوات الوفیات ۱ /۲۰۹ ذیل المذیل ۲۳ ، المحبر ۱٤۸

آپ اول مسلمان ہیں جو حبشہ میں پیدا ہوئے۔ آپ بصرہ، کوفہ اور شام آئے۔ آپ کریم تھے اور آپ کو بحر الجود (جود وسخا کے دریا) کہا جاتا تھا۔ شعراء نے آپ کی مدح میں قصائد لکھے۔ آپ صفین کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لشکر کے امراء میں سے ایک تھے۔ مدینہ میں ۸۰ھ ۷۰۰ء میں وصال ہوا۔

﴿الحدیث الحادی والعشرون﴾ [21]

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ مُسَدِّدٌ فِیْ مُسْنَدَیْهِمَا وَالْحَکِیْمُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ نَوَادِرِ الْاُصُوْلِ وَ اَبُوْ یَعْلٰی وَالطَّبَرَانِیُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِاَهْلِ السَّمَاءِ وَ اَهْلُ بَیْتِیْ اَمَانٌ لِاُمَّتِیْ.

ابن ابی شیبہ اور مسدد نے اپنی اپنی مسند میں، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابو یعلی اور طبرانی نے حضرت سلمہ بن اکوع ﷺ سے روایت کیا، فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ستارے آسمان والوں کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری اُمت کے لیے امان وسلامتی ہیں۔

"المطالب العالیة" لابن حجر ٢٦٢ (٣٩٧٢)، "مختصر اتحاف السادة المهرة" للبوصیری ٥:٢١٠ (٣٩٧٢) "نوادر الاصول" ٢:١٩٩، "المعجم الکبیر" للطبرانی ٧:٢٢ (٦٢٦٠) اور اسے فسوی نے "المعرفة والتاریخ" ١:٥٣٨ میں، طبری نے "ذخائر العقبی" ص ٤٩ میں، متقی ہندی نے "کنز العمال" ١٢:١٠١ میں اور الرویانی نے "المسند" ٢:٢٥٣ (١١٥٢) ٢٥٨ (١١٦٤/١١٦٥) میں روایت کیا۔

(زینهم)

(ابن ابی شیبہ) ابو بکر بن ابی شیبہ عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان العبسی حافظ، آپ نے شریک، ہشیم، ابن المبارک، ابن عیینہ، غندر اور کثیر محدثین سے روایت کی۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابویعلی اور خلق کثیر شامل ہے ۲۳۵ ہجری میں وفات پائی۔..........

....

مزید دیکھیں: طبقات خلیفة بن خیاط ۱۷۳، التاریخ الصغیر ۳٦٥/۲ ،الجرح والتعدیل ١٦٠/٥، تاریخ بغداد ١٠ /٦٦، اللباب ٢ /٢١٤ ، تذکرة الحفاظ ٢ /٤٣٢ ، سیر اعلام النبلاء ١١ /١٢٢، العبر ١ /٤٢١ ،میزان الاعتدال ٢ /٤٩٠ ، البدایة والنهایة ١٠ /٣١٥ تهذیب ٢/٦ ، النجوم الزاهرة ٢ /٢٨٢ ، خلاصة تذهیب الکمال ٢١٢ ، طبقات المفسرین للداوٗدی ٢٤٦/١ ، شذرات الذهب ٨٥/٢ ، الرسالة المستطرفة ١٣

(مسدد بن مسرہد) مسدد بن مسرہد بن مسربل الاسدی ابوالحسن البصری الحافظ، آپ نے ابن عیینہ، فضیل بن عیاض، یحیٰ قطان اور کثیر محدثین سے روایت کی۔ آپ سے امام بخاری، ابوداؤد، جوزجانی یعقوب بن شیبہ اور دوسرے محدثین نے روایت کی۔ آپ نے ایک مسند لکھی۔

۲۲۸ ہجری میں وصال فرمایا۔

دیکھیں:

طبقات ابن سعد ٣٠٧/٧، التاریخ الصغیر ٢ /٣٥٧ ،التاریخ الکبیر ٧٢/٨، الجرح والتعدیل ٤٣٨/٨ ، طبقات الحنابلة ١ /٣٤١ ، تذکرة الحفاظ ٢ /٤٢١ ، دول الاسلام ١٣٨/١ ، سیر اعلام النبلاء ١٠ /٥٩١ ، العبر ١ /٤٠٤، الکاشف ١٣٦/٣ ، تهذیب التهذیب ١١ /١٠٧، خلاصة تذهیب الکمال ٣٩٦ ، شذرات الذهب ٦٦/٢، الرسالة المستطرفة ٦٢، هدیة العارفین٢ /٤٢٨

(حکیم ترمذی)

محمد بن علی بن الحسن بن بشر ابوعبداللہ الحکیم الترمذی، محقق صوفی، حدیث اور اُصول دین کے عالم۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں جن میں نوادر الاصول فی احادیث الرسول ، غرس الموحدین، ادب النفس اور غور الامور وغیرہ ہیں ۳۲۰ ھ/۹۳۲ م میں وفات پائی۔

مزید دیکھیں: لسان المیزان ٥ /٣٠٨ ، مفتاح السعادة ٢ /١٧٠، طبقات السبکی ٢ /٢٠ ، الرسالة المستطرفة ٤٣

﴿الحديث الثاني والعشرون﴾ [22]

اَخْرَجَ الْبَزَّارُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اِنِّیْ قَدْ خَلَّفْتُ فِیْكُمُ اثْنَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُمَا اَبَدًا: كِتَابَ اللّٰهِ وَ نَسَبِیْ وَ لَنْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ .

بزار نے حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں کہ تم ان دونوں کے بعد کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے، وہ کتاب اللہ (قرآن مجید) اور میری نسب (اہل بیت) ہیں یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر جا پہنچیں گی۔

"کشف الاستار" للھیثمی ۳:۲۲۳ (۲٦۱۷) ، اسی طرح اسے "مجمع الزوائد" ۹:۱٦۳ میں روایت کیا۔

(زینهم)

(البزار)

حافظ حجت ابو الفضل النیسا پوری البزار المعدل۔ بلخ اور بصرہ کے سفر میں امام مسلم کے رفیق تھے۔ صحیح مسلم کی طرز و ہیئت پر آپ کی ایک "مستخرج" ہے۔

مزید دیکھیں:

تاریخ بغداد ٤ /۱۸٦ ، تذکرۃ الحفاظ ۲ /٦۳۷، الرسالة المستطرفة ۲۸ ، العبر ۲/۷٦

﴿الحديث الثالث والعشرون﴾ [23]

اَخْرَجَ الْبَزَّارُ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اِنِّیْ مَقْبُوْضٌ وَ اِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ: کِتَابَ اللّٰهِ وَ اَهْلَ بَیْتِیْ وَ اِنَّکُمْ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُمَا.

بزار نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا، آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میں وصال فرمانے والا ہوں اور میں نے تم میں دو بھاری یا نفیس چیزیں چھوڑی ہیں، وہ کتاب اللہ اور میرے اہل بیت ہیں، بیشک تم ان دونوں کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔

"کشف الاستار" للهیثمی ۳:۲۲۱ (۲۶۱۲)

اور اس میں ہے:

...... و انه لن تقوم الساعة حتی یبتغی اصحاب رسول اللّٰه ﷺ کما تبتغی الضالة ، فلا توجد .

اور ایسے ہی اسے "مجمع الزوائد" ۹:۱۶۳ میں روایت کیا۔

(زینهم)

مزید دیکھیں:

اسد الغابة ٤ /٩١ ، الاصابة ٢ /٥٠١ ، تاریخ بغداد ١ /١٣٣ ، تاریخ الخلفاء ١٦٦ ، تذکرة الحفاظ ١ /١٠ ، خلاصة تذهیب الکمال ٢٣٢ ، شذرات الذهب ١ /٤٩ طبقات الفقهاء ٤١ ، العبر ١ /٤٦ ، مروج الذهب ٢ /٣٥٨ ، النجوم الزاهرة ١ /١١٩

﴿الحديث الرابع والعشرون﴾ [24]

اَخْرَجَ الْبَزَّارُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ:
مَثَلُ اَهْلِ الْبَيْتِ مَثَلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ ، مَنْ رَكِبَهَا سَلِمَ وَ مَنْ تَرَكَهَا غَرِقَ.

بزار نے حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سے اخراج کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میرے اہل بیت کی مثال سفینۂ نوح کی مانند ہے جو اس پر سوار ہوا وہ سلامت اور محفوظ رہا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ غرق ہو گیا۔

"کشف الاستار" للهیثمی ۳:۲۲۲ (۲٦۱٥) اور ایسے ہی اسے "مجمع الزوائد" ۹:۱٦۸ میں روایت کیا۔

(زینهم)

مزید دیکھیں:

الکامل فی التاریخ ٤/۱۳٥ ، فوات الوفیات ۲۱۰/۱ ، تاریخ الخمیس ۲ /۳۰۱ ، حلیة الاولیاء ۳۲۹/۱ ، تاریخ الیعقوبی ۳ /۲ ، صفة الصفوة ۱ /۳۲۲ ، تاریخ الطبری ۲۰۲/۷ ، تهذیب ابن عساکر ۳۹٦/۷ ، جمهرة انساب العرب ۱۱۳-۱۱٤

﴿الحدیث الخامس والعشرون﴾ [25]

اَخْرَجَ الْبَزَّارُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :

مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ ، مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرَقَ.

بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اخراج کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میرے اہل بیت کی مثال سفینۂ نوح کی مانند ہے جو اس پر سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہا (دور اور ہٹا رہا) وہ ڈوب گیا۔

"کشف الاستار" للھیثمی ۳:۲۲۲ (۲۶۱۵) ایسے ہی اسے "مجمع الزوائد" ۹:۱۶۸ میں روایت کیا۔ طبرانی نے "المعجم الکبیر" ۳:۴۶ (۲۶۳۸) میں اور ابو نعیم نے "الحلیۃ" ۴:۳۰۶ میں روایت کیا۔

﴿الحدیث السادس والعشرون﴾ [26]

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ فِیْ قَوْمِ نُوْحٍ، مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ، وَ مَثَلُ بَابِ حِطَّۃٍ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ.

طبرانی نے حضرت ابوذر ﷺ سے اخراج کیا فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

تم میں میرے اہل بیت کی مثال قوم نوح میں سفینۂ نوح کی مانند ہے۔ جو اس پر سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو اِس سے پیچھے رہا وہ ہلاک ہو گیا، اور (میرے اہل بیت) بنی اسرائیل میں باب حطہ کی مانند ہیں۔

"المعجم الاوسط" ٤:٢٨٣ (٣٠٠٢) ٦:٢٥١ (٥٥٣٢)، "المعجم الاوسط" ١:١٣٩ اور اسے حاکم نے "المستدرك" ٢:٣٧٣ (٣٣١٢) میں، بوصیری نے "مختصر اتحاف الخیرة" ٥:٢١١ (٧٥٤٠) میں روایت کیا۔ اور اس کی نسبت ابویعلی، بزار اور ہیثمی کی "کشف الاستار" ٣:٢٢٢ (٢٦١٤) کی طرف کی۔

(زینھم) (سیدنا ابوذر غفاری ﷺ)

حضرت ابوذر الغفاری جندب بن جنادہ ﷺ، سابقین اولین میں سے ایک تھے۔ علم، زہد، جہاد صدق لہجہ و اخلاص میں سردار تھے۔ حق کا کھلے طور پر اظہار کرتے اگرچہ سچ کڑوا ہوتا۔ آپ سے حضرت انس بن مالک بن وہب ﷺ اور ایک گروہ نے حدیث بیان کی ۳۲ھ ہجری میں وصال ہوا۔

دیکھیں: اسد الغابة ١/٣٥٧، الاصابة ٤/٦٣، تذكرة الحفاظ ١/١٧، حلية الاولياء ١/١٥٦، خلاصة تذهيب الكمال ٣٨٦، شذرات الذهب ١/٣٩، صفوة الصفوة ١/٢٣٨، العبر ١/٣٣، النجوم الزاهرة ١/٨٩

﴿الحديث السابع والعشرون﴾ [27]

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ ﷛ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ:

اِنَّمَا مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ کَمَثَلِ سَفِیْنَةِ نُوْحٍ، مَنْ رَکِبَھَا نَجَا، وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرَقَ، وَ اِنَّمَا مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ بَابِ حِطَّةٍ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ، مَنْ دَخَلَهٗ غُفِرَ لَهٗ .

طبرانی نے ''الاوسط'' میں حضرت ابوسعید خدری ﷛ سے اخراج کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

میرے اہل بیت کی مثال تو کشتی نوح کی مانند ہے۔ جو اس پر سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو اِس سے پیچھے رہا وہ ڈوب گیا، اور تم میں میرے اہل بیت کی مثال تو بنی اسرائیل میں باب حطہ کی مانند ہے جو اس میں داخل ہوا اس کی بخشش ہوگئی۔

''المعجم الاوسط'' للطبرانی ٦:٤٠٦ (٥٦٦٨) ''المعجم الصغیر'' ٢:٢٢

﴿الحديث الثامن والعشرون﴾ [28]

اَخْـرَجَ ابْـنُ النَّجَّارِ فِیْ تَارِیْخِہٖ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

لِـکُلِّ شَیْءٍ اَسَاسٌ وَ اَسَاسُ الْاِسْلَامِ حُبُّ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَ حُبُّ اَھْلِ بَیْتِہٖ .

ابن النجار نے اپنی تاریخ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے اس روایت کا اخراج کیا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہر چیز کی بیناد اور جڑ ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے اور آپ کے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے محبت ہے۔

مصنف سیوطی نے "الدر المنثور" ٧:٦ میں اس کی نسبت ابن النجار کی طرف کی ہے، "تاریخ ابن النجار" عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما .

نسخوں میں جو "اَخْـرَجَ ابْنُ النَّجَّارِ" کی بجائے "اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ" کے الفاظ ہیں وہ غلط ہیں۔

(زینھم)

﴿الحديث التاسع والعشرون﴾ [29]

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ عَنْ عُمَرَ ﷜ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

كُلُّ بَنِیْ اُنْثٰی فَاِنَّ عَصَبَتَهُمْ لِاَبِيْهِمْ مَا خَلَا وُلْدِ فَاطِمَةَ ،فَاِنِّیْ عَصَبَتُهُمْ فَاَنَا اَبُوْهُمْ .

طبرانی نے حضرت عمر﷜ سے اخراج کیا آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

ہرعورت کی اولاد کا عصبہ،اُن کے باپ سے ہوتا ہے سوائے اولاد فاطمہ کے، بیشک میں اُن کا عصبہ ہوں اور میں اُن کا باپ ہوں۔

"المعجم الکبیر" ۳:۴۴ (۲۶۳۱) اوراسے ہیثمی نے "مجمع الزوائد" ۴:۲۲۴ میں روایت کیا۔

(زینهم) المعجم الوسیط میں۔

﴿الحديث الثلاثون﴾ [30]

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ(۱) عَنْ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

كُلُّ بَنِیْ آدَمَ يَنْتَمُوْنَ اِلٰی عَصَبَةٍ اِلَّا وَلَدَ فَاطِمَةَ فَاَنَا وَلِيُّهُمْ ،وَ اَنَا عَصَبَتُهُمْ . (۲)

طبرانی نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہر انسان عصبہ کی طرف منسوب ہوتا ہے، سوائے اولاد فاطمہ کے۔ میں اُن کا ولی ہوں اور میں اُن کا عصبہ ہوں۔

---

(۱) مطبوعہ نسخوں میں حدیث اس طرح وارد ہوئی ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں:

اخرج الحاكم عن جابر ...... الخ .

جیسے اکتیسویں حدیث میں اس کی مثل ہے۔ اور ایسے ہی دو خطی نسخوں میں ہے لیکن باقی نسخوں میں اسی طرح وارد ہے جس طرح ہم نے یہاں ثابت کیا ہے۔ اور یہ اس کے موافق ہے جو مصادر میں مذکور ہے۔ شاید مصنف کی طرف سے غلطی کی درستی اور اصلاح ہوگئی ہو، جس کی تصحیح اُن نسخوں میں پوری نہ ہوئی ہو جو کاتبوں کی طرف سے پھیل گئے۔ واللہ اعلم بالصواب

(۲) "المعجم الكبير" ۳:۴۴ (۲۶۳۲) ، اور اسے ابو یعلی نے ۶:۱۶۱ (۶۷۰۹) میں، خطیب بغدادی نے "تاریخ بغداد" ۱۱:۲۸۵ میں روایت کیا۔ سخاوی نے "المقاصد الحسنة" ص ۳۸۱ میں حدیث کے طرق وارد کرنے اور مصادر کی طرف نسبت کرنے کے بعد فرمایا: بعض طرق، بعض کو تقویت دیتے ہیں۔

﴿الحديث الحادي والثلاثون﴾ [31]

اَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :
لِكُلِّ بَنِیْ اُمٍّ عَصَبَةٌ يَنْتَمُوْنَ اِلَيْهِمْ اِلَّا ابْنَیْ فَاطِمَةَ ،فَاَنَا وَلِيُّهُمَا وَ عَصَبَتُهُمَا.

حاکم نے حضرت جابر ﷺ سے روایت نقل کی ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

ہرعورت کی اولاد مرد کی طرف منسوب ہوتی ہے سوائے فاطمہ کے دونوں بیٹوں کے کہ اُن دونوں کا ولی میں ہوں اور اُن کا عصبہ ہوں (یعنی یہ دونوں میری طرف منسوب ہوتے ہیں)۔

"المستدرك" ۳:۱۷۹ (٤٧٧٠) حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ذہبی نے اُن کا تعاقب کیا۔

(زینهم)

دیکھیں: المستدرک، طبع بیروت ۱۹۸۷ م

﴿الحديث الثاني والثلاثون﴾ [32]

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ لِلنَّاسِ حِیْنَ تَزَوَّجَ بِنْتَ عَلِیٍّ ﷺ: اَلَّا تَهَنُّوْنِیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ:

یَنْقَطِعُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ کُلُّ سَبَبٍ وَ نَسَبٍ، اِلَّا سَبَبِیْ وَ نَسَبِیْ.

طبرانی نے ''معجم اوسط'' میں حضرت جابر ﷺ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے سنا، آپ لوگوں سے کہتے تھے جب کہ انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بیٹی سے نکاح کیا تھا کیا تم مجھے مبارکباد نہیں دو گے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے:

قیامت کے دن ہر سبب اور نسب قطع ہو جائے گا سوائے میرے سبب اور میرے نسب کے۔

"المعجم الاوسط" ٦:٢٨٢ (٥٦٠٢) بیہقی نے اسے "السنن الکبری" ٧:١٠١ (١٣٣٩٣) ٧:١٨٥ (١٣٦٦٠) میں، طبرانی نے "المعجم الکبیر" ٣:٤٥ (٢٦٣٥) میں دولابی نے "الذریة الطاهرة" ص ١١٥ حدیث نمبر (٢١٩) میں اور طبرانی نے "المعجم الکبیر" ٣:٤٤ (٢٦٣٣) میں روایت کیا۔

دونوں نے سیدنا عمر ﷺ کے مولی اسلم ﷺ سے روایت کیا۔

﴿الحديث الثالث والثلاثون﴾ [33]

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

كُلُّ سَبَبٍ وَ نَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِیْ و نَسَبِیْ.

طبرانی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ہر سبب اور نسب قیامت کے دن قطع ہونے والا ہے سوائے میرے سبب اور میرے نسب کے۔

اسے ہیثمی نے "مجمع الزوائد" ۹:۱۷۳ میں، طبرانی نے "المعجم الکبیر" ۲۰:۲۷ (۳۳) میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اسی طرح ۳:۴۵ (۲۶۳۴) میں، "المعجم الاوسط" ۶:۲۸۲ (۵۶۰۲) میں اور بیہقی نے "السنن الکبریٰ" ۷:۱۰۲ (۱۳۳۹۴)/۱۸۵ (۱۳۶۶۰) میں روایت کیا۔

(زینهم)

المعجم الکبیر میں۔

﴿الحديث الرابع والثلاثون﴾ [34]

اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرٍ فِیْ تَارِیْخِہٖ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:
کُلُّ نَسَبٍ وَ صِھْرٍ مُنْقَطِعٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ، اِلَّا نَسَبِیْ وَ صِھْرِیْ.

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اخراج کیا ہے، آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ہر نسب اور سسرالی رشتہ قیامت کے دن قطع ہونے والی ہے سوائے میرے نسب اور سسرالی رشتہ کے۔

اسے طبرانی نے "المعجم الکبیر" ۳:۴۵ (۲۶۳۴) میں، تمام رازی نے "الفوائد" ۲:۲۳۳ (۱۶۰۳) اور بیہقی نے "السنن الکبری" ۷:۱۰۲ (۱۳۳۹۵ / ۱۳۳۹۶) میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

(زینھم)

(ابن عساکر) ابن عساکر امام کبیر، شام کے حافظ، ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن الحسین الدمشقی الشافعی۔ تاریخ دمشق، فضل اصحاب الحدیث ، اطراف السنن الاربعہ ، عوالی مالك ، غرائب مالك ، مناقب الشبان ، عوالی الثوری ، من وافقت کنیتہ کنیۃ زوجتہ ، مسند اهل داریا اور تاریخ المزۃ کے مؤلف ہیں ۴۹۹ھ ہجری میں ولادت ہوئی اور ۵۷۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ آپ کے متعلق ابن النجار نے کہا: آپ اپنے وقت کے امام المحدثین ہیں، آپ پر حفظ، اتقان، ثقاہت اور معرفت تامہ کی ریاست ختم ہوگئی۔ اور آپ کے ساتھ ہی یہ شان ختم ہوگئی۔

مزید دیکھیں: البدایۃ والنہایۃ ۱۲/ ۲۹۴ ، تذکرۃ الحفاظ ۴/ ۱۳۲۸ ، شذرات الذھب ۴/ ۲۳۹ ،طبقات السبکی ۷/ ۲۱۵ ، العبر ۴/ ۲۱۲ ، مرآۃ الجنان ۳/ ۳۹۳ ، مفتاح السعادۃ ۲/ ۳۵۲ ، المنتظم ۱۰/ ۲۶۱ ، النجوم الزاھرۃ ۶/ ۷۷ ، وفیات الاعیان ۱/ ۳۳۵

﴿الحديث الخامس والثلاثون﴾ [35]

اَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ مِنَ الْغَرَقِ، وَ اَهْلُ بَيْتِیْ اَمَانٌ لِاُمَّتِیْ مِنَ الاِخْتِلَافِ فَاِذَا خَالَفَتْهَا قَبِيْلَةٌ مِنَ الْعَرَبِ اخْتَلَفُوْا فَصَارُوْا حِزْبَ اِبْلِيْسَ.

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس روایت کا اخراج کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ستارے زمین والوں کے لیے ڈوبنے سے امان (اور بچاؤ کا سبب) ہیں اور میرے اہل بیت میری اُمت کے لیے اختلاف اور جھگڑے سے امان ہیں۔ پس جب عرب کا کوئی قبیلہ اُن (اہل بیت) کی مخالفت کرے گا تو وہ شیطان کا گروہ اور جماعت قرار پائے گا۔

"المستدرك" ٣:١٦٢ (٤٧١٥)

﴿الحديث السادس والثلاثون﴾ [36]

اَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

وَعَدَنِیْ رَبِّیْ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ ، مَنْ اَقَرَّ مِنْهُمْ بِالتَّوْحِیْدِ ،وَ لِیْ بِالْبَلَاغِ اَنْ لَّا یُعَذِّبَهُمْ .

حاکم نے حضرت انس ﷺ سے روایت نقل کی ،آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میرے رب نے میرے اہل بیت کے حق میں مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اُن میں سے جو بھی توحید کو مانتا ہوگا اور یہ اقرار کرتا ہوگا کہ میں نے اللہ کا پیغام (دنیا والوں کو) پہنچا دیا ہے اُسے عذاب نہیں دے گا۔

"المستدرك" ٣:١٦٣ (٤٧١٨)

(زينهم)

(سیدنا انس بن مالک)

حضرت انس بن مالک بن النضر ابوحمزہ الانصاری المدنی ﷺ، رسول اللہ ﷺ کے خادم۔آپ کو طویل صحبت کا شرف حاصل رہا۔آپ سے کثیر احادیث مروی ہیں ۹۳ھ ہجری میں وصال فرمایا۔

مزید دیکھیں:

اسد الغابة ١٥١/١، الاصابة ١ /٨٤ ، تذكرة الحفاظ ١ /٤٤ ، خلاصة تذهيب الكمال ٣٥ ، شذرات الذهب ١ /١٠٠، طبقات الفقهاء ٥١ ، طبقات القراء لابن الحزرى ١٧٢/١، العبر ١٠٧/١

﴿الحديث السابع والثلاثون﴾ [37]

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ فِيْ تَفْسِيْرِہٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ [الضحى ۹۳:۵]

قَالَ: مِنْ رِضَا مُحَمَّدٍ ﷺ : اَنْ لَّا يَدْخُلَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهِ النَّارَ .

ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی میں اس روایت کا اخراج کیا،

﴿وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ [الضحى ۹۳:۵]

اور بیشک عنقریب آپ کا رب آپ کو (اتنا) دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

فرمایا: سیدنا محمد ﷺ کی رضامندی سے یہ ہے کہ آپ کے اہل بیت سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہو۔

" جامع البیان" لابن جریر ۲:۶۲٤ (۳۷۱۵) اسے مصنف نے "الدر المنثور" ٦:٦١٠ میں، قرطبی نے "الجامع لاحکام القرآن" ۸٤:۱۰ میں اور دیلمی نے "الفردوس" ۲:۳۱۰ (۳٤۰۳) میں حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت کیا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَأَلْتُ رَبِّیْ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْ لَّا يُدْخِلَ اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ بَيْتِی النَّارَ ، فَاَعْطَانِيْهَا. انتهٰى

میں نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ وہ میرے اہل بیت میں سے کسی کو جہنم میں داخل نہ فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ چیز عطا فرما دی۔

(زینهم)

(جریر طبری)

محمد بن جریر بن یزید بن کثیر، الامام، العلم، الحافظ ابو جعفر الطبری چوٹی کے عالم تھے، صاحب

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر..........

گزشتہ صفحہ کا حاشیہ.........

تصانیف۔ تاریخ الاسلام ، التفسیر اور تہذیب الآثار کے مؤلف ہیں۔

۲۲۴ ہجری میں ولادت ہوئی اور ۳۱۰ ہجری میں وفات پائی۔

مزید دیکھیں:

البداية والنهاية ١١ /١٤٥ ، تاريخ بغداد ٢ /١٦٢ ، تذكرة الحفاظ ٢ / ٧١٠ ، تهذيب الاسماء واللغات ١ /٧٨ ، الرسالة المستطرفة ٤٣ ، شذرات الذهب ٢ / ٢٦٠ ، طبقات السبكى ٣ / ١٢٠ ، طبقات الفقهاء ٩٣، طبقات العبادى ٥٢ ، طبقات القراء لابن الجزرى ٢ /١٠٦ ، طبقات القراء للذهبى ١ /٢١٣ ، طبقات المفسرين للداوٗدى ٢ /١٠٦، طبقات المفسرين للسيوطى ٣٠ ، الفهرست ٢٣٤ ، اللباب ٢ / ٨١ ، لسان الميزان ٥ /١٠٠ مرآة الجنان ٢ /١٦١ ، المقفى ١ /١٨٢ ، ميزان الاعتدال ٣ /٤٩٨ ، النجوم الزاهرة ٣ /٢٠٥ الوافى بالوفيات ٢ /٢٨٤ ، وفيات الاعيان ١ /٤٥٦

﴿الحديث الثامن والثلاثون﴾ [38]

اَخْرَجَ الْبَزَّارُ وَ اَبُوْ يَعْلٰى وَالْعُقَيْلِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَ ابْنُ شَاهِيْنَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اِنَّ فَاطِمَةَ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ.

بزار، ابویعلی، عقیلی، طبرانی اور ابن شاہین نے حضرت ابن مسعود ﷺ سے اخراج کیا، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بیشک (میری بیٹی) فاطمہ نے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کی ہے (اور اپنے آپ کو پردے میں رکھا ہے) پس اللہ تعالیٰ نے اس کی اولاد کو جہنم پر حرام فرمادیا ہے۔

"كشف الاستار" للهيثمى ٣:٢٣٥ (٢٦٥١) "المعجم الكبير" للطبرانى ٣:٤١ (٢٦٢٥) "المطالب العالية" لابن حجر ٤:٢٥٨ (٣٩٠٩) میں روایت کیا، اور اس کی ابویعلی اور بزار کی طرف نسبت کی۔

اسے تمام رازی نے "الفوائد" ١:١٠٤ (٣٥٦)/١٠٥ (٣٥٧) میں، بوصیری نے "مختصر اتحاف الخيرة" ٩ك٢١٧ (٧٥٦٤) میں اور ابونعیم نے "الحلية" ٤:١٨٨ میں روایت کیا۔

(زينهم)

(عقیلی) الحافظ الامام ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد بن صاعد، كتاب الضعفاء اور القدر کے مصنف ہیں۔ ۳۲۲ ہجری میں وفات پائی۔

مزید دیکھیں: تذکرة الحفاظ ٨٣٣/٣، العبر ١٩٤/٢

(ابن شاہین) الحافظ المفید الکبیر، عراق کے محدث ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان البغدادی۔ الترغيب، التفسير، المسند، التاريخ اور الزهد کے مصنف ہیں۔ آپ نے باغندی، بغوی سے سماعت کی۔ آپ سے مالینی اور برقانی نے روایت کی۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر......)

﴿الحديث التاسع والثلاثون﴾ [39]

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِفَاطِمَةَ :اِنَّ اللّٰهَ غَیْرُ مُعَذِّبِکِ وَ لَا وَلَدَیْکِ .

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اخراج کیا، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا:

بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں اور تیرے دونوں بیٹوں کو عذاب نہیں دینے والا۔

"المعجم الکبیر" ۱۱:۲۱۰ (۱۱٦۸۵)

سابقہ حاشیہ...... ۳۸۵ھ ہجری میں وفات پائی۔

مزید دیکھیں: تاریخ بغداد ۱۱ /۲٦۵ ، تذکرۃ الحفاظ ۳ /۹۸۷ ، الرسالة المستطرفة ۳۸ ، شذرات الذهب ۳ /۱۱۷ ، طبقات القراء لابن الجزری ۱ /۵۸۸ ، طبقات المفسرين للداؤدی ۲ /۲ ، العبر ۳ /۲۹ ، لسان الميزان ٤ /۲۸۳ ، مرآة الجنان ۲ /٤۲٦ ، المنتظم ۷ /۱۵۲ ، النجوم الزاهرة ٤ /۱۷۲

(سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ) حضرت عبداللہ بن مسعود ابو عبدالرحمٰن الہذلی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور خادم، سابقین اولین، کبار بدریین اور صاحب فضیلت فقیہ قراء میں سے ایک تھے۔ آپ اُن لوگوں میں سے تھے جو ادائے حدیث میں غور کرتے اور روایت میں سختی کرتے تھے۔ ضبط الفاظ میں سستی کرنے پر اپنے شاگردوں کو ڈانٹتے۔ علم وحکمت کے برتنوں سے اور ائمہ ہدیٰ سے تھے۔

مدینہ طیبہ میں ۳۲ ہجری میں وفات پائی۔ مزید دیکھیں:

النجوم الزاهرة ۱ /۸۹ ، العبر ۱ /۳۳ ، طبقات القراء لابن الجزری ۱ /٤۵۸ طبقات القراء للذهبی ۱ /۳۳ ، طبقات الفقهاء ٤۳ ، شذرات الذهب ۱ /۳۸، اسد الغابة ۳ /۳۸٤ ، الاصابة ۲ /۳٦۰ ، تاریخ بغداد ۱ /۱٤۷، خلاصة تذهیب الکمال ۱۸۱ ، تذکرة الحفاظ ۱ /۳۱

﴿الحدیث الاربعون﴾ [40]

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَ حَسَّنَهٗ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حَجَّتِهٖ یَوْمَ عَرَفَةَ وَ هُوَ عَلٰی نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ یَخْطُبُ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ: یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَنْ [مَا] اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا: کِتَابَ اللّٰهِ وَ عِتْرَتِیْ اَهْلَ بَیْتِیْ.

ترمذی نے اس روایت کا اخراج کیا اور اسے حسن قرار دیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے حج کے موقع پر عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں، آپ فرما رہے تھے:

اے لوگو! بیشک میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے اگر تم نے اُسے پکڑا تو تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، وہ کتاب اللہ (قرآن کریم) اور میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔

"الجامع الصحیح" للترمذی ٥:٦٢١ (٣٧٨٦)

اور دیکھیں: حدیث نمبر ٦، ٧، ٨ کی تخریج۔

﴿الحديث الحادى والاربعون﴾ [41]

اَخْرَجَ الْخَطِيْبُ فِیْ "تَارِیْخِهٖ" عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
شَفَاعَتِیْ لِاُمَّتِیْ مَنْ اَحَبَّ اَهْلَ بَیْتِیْ.

خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ایک روایت نقل کی ہے، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

میری شفاعت میری اُمت کے لیے ہے (اور اُس کے لیے) جس نے میرے اہل بیت سے محبت کی۔

"تاریخ بغداد ۲:۱٤٦

(زینهم) (خطیب) الحافظ الکبیر شام اور عراق کے محدث، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی البغدادی، نفع بخش تصانیف کے مصنف ہیں۔

التاریخ، الجامع، الکفایة، السابق واللاحق، شرف اصحاب الحدیث، الفصل فی المدرج، المتفق والمفترق، تلخیص المتشابه، الذیل المکمل فی المهمل، الموضح، المهمات، الرولة عن مالك، تمییز متصل الاسانید، البسملة، الجهر بها، المقتبس فی تمییز الملتبس، الرحلة، المراسیل، مقلوب الاسماء، اسماء المدلسین، طرق قبض العلم، من وافقت کنیته اسم ابیه وغیرہ آپ کی نفع بخش تصانیف ہیں ۴۶۳ھ ہجری میں وفات پائی۔

دیکھیں: ارشاد الاریب ۱/۲٤٦، الانساب ۲۰۰ ب، البدایة والنهایة ۱۲/۱۰۱، تبیین کذب المفتری ۲٦۸، تذکرة الحفاظ ۳/۱۱۳۵، الرسالة المستطرفة ۵۲، شذرات الذهب ۳/۳۱۱، طبقات السبکی ٤/۲۹، طبقات ابن هدایة الله، ۱٦٤، العبر ۳/۲۵۳، اللباب ۱/۱۹۱، مرآة الجنان ۳/۸۷، مفتاح السعادة ۱/۲۵۸، المنتظم ۸/۲٦۵، النجوم الزاهرة ۵/۸۷، وفیات الاعیان ۱/۲۷

﴿الحديث الثاني والاربعون﴾ [42]

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :

اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعُ لَہٗ مِنْ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَھْلُ بَیْتِیْ .

طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کا اخراج کیا، آپ نے فرمایا کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن سب سے پہلا شخص جس کی میں شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہیں۔

"المعجم الکبیر" ۱۲:۳۲۱، (۱۳۵۵۰) اوراسے ہیثمی نے "مجمع الزوائد" ۱:۳۸۰ میں، خطیب بغدادی نے "الموضح" ۲:۴۵ میں، دیلمی نے "الفردوس" ۱:۲۳ (۲۹) میں اورابن عدی نے "الکامل" ۲:۷۹۰ میں روایت کیا۔

﴿الحدیث الثالث والاربعون﴾ [43]

اَخۡرَجَ الطَّبَرَانِیُّ عَنِ الۡمُطَّلِبِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ حَنۡطِبٍ عَنۡ اَبِیۡهِ ﷺ

قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ بِالۡجُحۡفَةِ فَقَالَ:

اَلَسۡتُ اَوۡلٰی بِکُمۡ مِنۡ اَنۡفُسِکُمۡ ؟

قَالُوۡا: بَلٰی،یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ !

قَالَ: فَاِنِّیۡ سَائِلُکُمۡ عَنِ اثۡنَیۡنِ ، عَنِ الۡقُرۡاٰنِ ، وَ عَنۡ عِتۡرَتِیۡ .

طبرانی نے حضرت مطلب بن عبداللہ بن حنطب ﷺ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جُحۡفَه میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

کیا میں تمہارے ساتھ تمہاری جانوں سے زیادہ قریب نہیں ہوں؟

صحابہ ﷺ نے عرض کیا؟ کیوں نہیں یارسول اللہ۔

آپ نے فرمایا: تو میں تم سے دو چیزوں کا سوال کرتا ہوں، قرآن کا اور اپنی اہل بیت (کی عزت وحرمت) کا۔

اسے ہیثمی نے "مجمع الزوائد" ۱۹۵:۵ میں روایت کیا۔

(زینهم)

(سیدنا مطلب بن عبداللہ بن حنطب ﷺ)

حضرت مطلب بن عبداللہ بن المطلب بن حنطب بن الحارث المخزومی ﷺ۔ عمر، ابوموسی الاشعری، زید بن ثابت، حضرت عائشہ اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

دیکھیں: تهذیب التهذیب ۱۷۸/۱۰-۱۷۹

﴿الحديث الرابع والاربعون﴾ [44]

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ حَتّٰی یُسْأَلَ عَنْ اَرْبَعٍ:

عَنْ عُمُرِهٖ فِیْمَا اَفْنَاهُ ،وَ عَنْ جَسَدِهٖ فِیْمَا اَبْلَاهُ ، وَ عَنْ مَالِهٖ فِیْمَا اَنْفَقَهٗ

وَ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَهٗ ، وَ عَنْ مَحَبَّتِنَا اَهْلِ الْبَیْتِ .

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کا اخراج کیا ہے، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

بندے کے پاؤں نہیں پھیلیں گے یہاں تک کہ اُس سے چار چیزوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا: اُس کی عمر کے متعلق کہ اس نے کس چیز میں صرف کی، اُس کے جسم کے بارے میں کہ کس کام میں اُسے برتا، اُس کے مال کے بارے میں کہ کس کام میں خرچ کیا اور اُسے کہاں سے کمایا اور میرے اہل بیت کی محبت کے بارے میں۔

"المعجم الکبیر" ۱۱:۸۳ (۱۱۱۷۷)، "المعجم الاوسط" ۱۰:۱۸۵ (۹۴۰۲)، اور اسے ہیثمی نے "مجمع الزوائد" ۱۰:۳۴۶ میں حضرت ابو برزہ ﷺ سے اس جیسی روایت درج کی۔ اور اس میں ان الفاظ کا اضافہ کیا:

قِیْلَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، فَمَا عَلَامَةُ حُبِّکُمْ ؟ فَضَرَبَ بِیَدِهٖ عَلٰی مَنْکِبِ عَلِیٍّ ﷺ .

عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ سے محبت کی کیا علامت ہے؟ پس آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ حضرت علی ﷺ کے کندھے پر مارا۔

اوراس کی نسبت "الاوسط" للطبرانی کی طرف کی۔

(زینهم) المعجم الصغیر میں۔

﴿الحديث الخامس والاربعون﴾ [45]

اَخۡرَجَ الدَّیۡلَمِیُّ عَنۡ عَلِیٍّ ﷺ قَالَ: سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوۡلُ: اَوَّلُ مَنۡ یَّرِدُ عَلَیَّ الۡحَوۡضَ اَهۡلُ بَیۡتِیۡ.

دیلمی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اس روایت کا اخراج کیا۔آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

پہلے وہ لوگ جو میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے وہ میرے اہل بیت ہوں گے۔

اسے علامہ متقی ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے "کنز العمال" ۱۲:۱۰۰ (۳٤۱۷۸) میں روایت کیا اور اس کی نسبت دیلمی کی طرف کی۔

(زینهم)

کتاب الفردوس میں۔

﴿الحديث السادس والاربعون﴾ [46]

اَخْرَجَ الدَّيْلَمِیُّ عَنْ عَلِیٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اَدِّبُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ :

حُبِّ نَبِیِّكُمْ ، وَ حُبِّ اَهْلِ بَیْتِهٖ ، وَ عَلٰی قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّ حَمَلَةَ الْقُرْاٰنِ فِیْ ظِلِّ اللّٰهِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ مَعَ اَنْبِیَائِهٖ وَ اَصْفِیَائِهٖ .

دیلمی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اس روایت کا اخراج کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ:

اپنے نبی (ﷺ) کے ساتھ محبت، اُن کے اہل بیت کے ساتھ محبت اور قرآن کریم کی قراءت ۔ بیشک قرآن پاک کو حفظ کرنے والے قیامت کے دن اللہ عزوجل کے سایہ کے نیچے ہوں گے جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا (یہ افراد) اُس کے انبیاء کرام اور اُس کے اصفیاء عظام کے ساتھ ہوں گے۔

اسے علامہ متقی ہندی نے "کنز العمال" ١٦:٤٥٦ (٤٥٤٠٩) میں اور عجلونی نے "کشف الخفا" ١:٧٤ (١٧٤) میں روایت کیا۔

﴿الحدیث السابع والاربعون﴾ [47]

اَخْرَجَ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اَثْبَتُكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ اَشَدُّكُمْ حُبًّا لِاَهْلِ بَيْتِي وَ اَصْحَابِيْ .

دیلمی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اس روایت کا اخراج کیا۔آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

تم میں پل صراط پر سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہو گا جسے میرے اہل بیت اور میرے صحابہ کرام سے زیادہ محبت ہوگی۔

اسے ابن عدی نے "الکامل" ٦:٢٣٠٤ میں اور علامہ متقی ہندی نے "کنز العمال" ١٢:٩٦ (٣٤١٥٧) میں روایت کیا۔

﴿الحديث الثامن والاربعون﴾ [48]

اَخْرَجَ الدَّيْلَمِیُّ عَنْ عَلِیٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اَرْبَعَةٌ اَنَا لَهُمْ شَفِیْعٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ:

اَلْمُکَرِّمُ لِذُرِّیَّتِیْ ،وَالْقَاضِیْ لَهُمْ حَوَائِجَهُمْ ،وَالسَّاعِیْ فِیْ اُمُوْرِهِمْ عِنْدَمَا اضْطَرُّوْا اِلَیْهِ ، وَالْمُحِبُّ لَهُمْ بِقَلْبِهٖ وَ لِسَانِهٖ .

دیلمی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اس روایت کا اخراج کیا۔آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

قیامت کے دن میں چار شخصوں کا شفیع ہوں گا:

جو میری اولاد کی تکریم و تعظیم کرنے والا ہوگا،

اُن کی حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہوگا،

اُن کے کاموں اور معاملات میں کوشش کرنے والا ہوگا جب وہ اُس کی طرف محتاج ہوں،(یا کسی معاملے میں پریشان ہوں)

اور اُن کے ساتھ اپنے دل اور اپنی زبان سے محبت کرنے والا ہوگا۔

طبری نے اسے "ذخائر العقبی" ص ۵۰ میں، متقی ہندی نے "کنزالعمال" ۱۲:۱۰۰ (۳٤۱۸۰) میں زبیدی نے "اتحاف السادۃ المتقین" ۷۳:۸ میں اور سمہودی نے "جواھر العقدین" ۲۸۳:۲ میں روایت کیا اور فرمایا: اس کی سند ضعیف ہے۔

﴿الحديث التاسع والاربعون﴾ [49]

اَخُرَجَ الدَّيُلَمِیُّ عَنُ اَبِی سَعِیُدٍ ؓ قَالَ:

قَالَ رَسُوُلُ اللّٰہِ ﷺ:

اِشُتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی مَنُ آذَانِی فِی عِتُرَتِی .

دیلمی نے حضرت ابوسعید ؓ سے اس روایت کا اخراج کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا غضب اُس پر سخت اور شدید ہوتا ہے جو میرے اہل بیت کو تکلیف اور دکھ دیتا ہے۔

متقی ہندی نے اسے "کنز العمال" ۱۲: ۹۳ (۳۴۱۴) میں اور طبری نے "ذخائر العقبی" ص ۸۳ میں حضرت علی ؓ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِشُتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ تَعَالٰی ، وَ غَضَبُ رَسُوُلِہٖ ،وَ غَضَبُ مَلٰئِکَتِہٖ ، عَلٰی مَنُ اِھُرَاقَ دَمَ نَبِیٍّ ، اَوُ آذَاہُ فِی عِتُرَتِہٖ .

اللہ تعالیٰ کا غضب، اُس کے رسول کا غضب اور اُس کے فرشتوں کا غضب اس شخص پر سخت ہوتا ہے جو کسی نبی کا خون بہائے یا اُسے اُس کی عترت کے بارے میں تکلیف پہنچائے۔

اور اس کی نسبت امام علی بن موسیٰ رضا ؓ کی طرف کی۔ انتھی منہ

﴿الحديث الخمسون﴾ [50]

اَخْرَجَ الدَّيْلَمِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

اِنَّ اللّٰـهَ يُبْغِضُ الْآكِلَ فَوْقَ شَبْعِهٖ ، وَالْغَافِلَ عَنْ طَاعَةِ رَبِّهٖ ،وَالتَّارِكَ لِسُنَّةِ نَبِيِّهٖ وَالْمُخْفِرَ ذِمَّتَهٗ وَالْمُبْغِضَ عِتْرَةَ نَبِيِّهٖ وَالْمُؤْذِیْ جِيْرَانَهٗ .

دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے اس روایت کا اخراج کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بیشک اللہ تعالیٰ بھوک سے زیادہ کھانے والے کو دشمن جانتا ہے،

اور اُسے جو اپنے رب کی اطاعت سے غافل ہو،

اور اُسے جو اپنے نبی کی سنت کو چھوڑنے والا ہو،

اور اُسے جو اپنے ذمہ اور وعدہ کو توڑنے والا ہو،

اور اُسے جو اپنے نبی کی عترت سے بغض رکھنے والا ہو،

اور اُسے جو اپنے ہمسائے کو ایذاء پہنچانے والے کو۔

(اللہ تعالیٰ ان سب سے نفرت کرتا ہے)

اسے متقی ہندی نے "کنز العمال" ١٦: ٨٧ (٤٤٠٢٩) میں روایت کیا اور اس کی نسبت دیلمی کی طرف کی۔

احادیث نمبر ۱۴، ۱۵، ۱۹، ۴۹ میں اس حدیث کے بعض الفاظ کے شواہد گزر گئے۔

﴿الحديث الحادي والخمسون﴾ [51]

اَخْرَجَ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

اَهْلُ بَيْتِیْ وَالْاَنْصَارُ كَرِشِیَّ وَ عَيْبَتِیْ، وَ صِحَابِیْ ، وَ مَوْضِعُ مَسَرَّتِیْ ، وَ اَمَانَتِیْ . فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَ تَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ .

دیلمی نے حضرت ابوسعید ﷺ سے اس روایت کا اخراج کیا۔آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

میرے اہل بیت اور انصار،میری جماعت ، میراجامہ دان ، میرے ساتھی ،میری خوشی کی جگہ اور میری امانت ہیں۔پس اُن کے نیکوکاروں سے نیکی کے ساتھ پیش آؤاور اُن کے بدکاروں سے درگزرکرو۔

"الفردوس" للدیلمی ۱:۴۰۷ (۱۶۴۵) ترمذی نے ۵:۶۷۱ میں حضرت ابوسعید ﷺ سے روایت کیا،انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا،آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلا اِنَّ عَيْبَتِیَ الَّتِیْ آوِیْ اِلَيْهَا اَهْلُ بَيْتِیْ ، وَ اِنَّ كَرِشِیَّ الْاَنْصَارُ ، فَاعْفُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ ، وَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ .

سن لو! میراجامہ دان جس سے میں آرام پاتا ہوں ، میرے اہل بیت ہیں اور میری جماعت انصار ہیں اُن کے بروں کو معاف کردواور اُن کے نیکوکاروں سے قبول کرو۔

اور امام ترمذی نے اس حدیث کے متعلق فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔انتہی

﴿الحدیث الثانی والخمسون﴾ [52]

اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
مَنْ اَوْلٰى رَجُلًا مِنْ بَنِىْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ مَعْرُوْفًا فِى الدُّنْيَا فَلَمْ يَقْدِرِ
الْمُطَّلِبِىُّ عَلٰى مُكَافَاتِهٖ ، فَاَنَا اُكَافِيْهِ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

ابونعیم نے حضرت عثمان بن عفان ﷺ سے روایت کیا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
جو کوئی دنیا میں بنی عبدالمطلب کے کسی فرد کے ساتھ نیکی کرے اور وہ مطلبی اس کا
بدل یا عوض دینے پر قادر نہ ہو تو میں قیامت کے دن اُس مطلبی کی طرف سے اُس شخص کو بدلہ
دوں گا۔

"حلية الاولياء" لابی نعیم ۱۰:۳٦٦

(زینهم) (ابونعیم) الحافظ الکبیر محدث عصر احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسی بن مہران المہر انی الاصبہانی الصوفی ۔ زاہد محمد بن یوسف البناء کے سبط ۔ ۳۳٦ ہجری میں ولادت ہوئی۔ آپ کی متعدد تصنیفات ہیں اُن میں کچھ یہ ہیں:

الحلية ، المستخرج البخاری ، المستخرج علی مسلم ، دلائل النبوة ، معرفة الصحابة ، تاريخ اصبهان ، فضائل الصحابة ، صفة الجنة ، الطب وغیرہ۔

محرم ۴۳۰ ہجری میں انتقال ہوا۔

مزید دیکھیں: البداية والنهاية ۱۲ /٤٥ ، تبيين كذب المفترى ٢٤٦ ، تذكرة الحفاظ ١٠٩٢/٣ شذرات الذهب ٢٤٥/٣ ، طبقات السبكى ٤ /١٨ ، طبقات القراء لابن الجزرى ٧١/١ ، طبقات ابن هداية الله ١٤١ ، العبر ١٧٠/٣ ، لسان الميزان ٢٠١/١ ، معجم البدان ٢٩٨/١

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر..........

﴿الحديث الثالث والخمسون﴾ [53]

اَخْرَجَ الْخَطِيْبُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ﷺ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِىَّ ﷺ يَقُوْلُ:

مَنْ صَنَعَ صَنِيْعَةً اِلٰى اَحَدٍ مِنْ خَلْفِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فِى الدُّنْيَا ،فَعَلَىَّ مُكَافَاتُهٗ اِذَا لَقِيَنِىْ .

خطیب نے حضرت عثمان بن عفان ﷺ سے نقل کیا ہے،

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کسی نے دنیا میں عبدالمطلب کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ کوئی نیکی کی پس اُس کا بدل دینا مجھ پر ہے جب وہ مجھ سے ملے۔

"تاریخ بغداد " ۱۰:۱۰۳ ،اوراسے طبرانی نے "المعجم الاوسط" ۲:۲۶۵ (۱۴۶۹)روایت کیا

گزشتہ صفحہ کا حاشیہ.........

المنتظم ۸/۱۰۰ ، میزان الاعتدال ۱/۱۱۱ ، النجوم الزاھرۃ ۵/۳۰ ، وفیات الاعیان ۱/۲۶

(سیدنا عثمان غنی بن عفان ﷺ)

مزید دیکھیں:

اسد الغابۃ ۳/۵۸۴ ، الاصابۃ ۲/۴۵۵ ، تاریخ الخلفاء ۱۴۷، تذکرۃ الحفاظ ۱/۸ ، خلاصۃ تذھیب الکمال ۲۲۱ ، شذرات الذھب ۱/۴۰ ، طبقات الفقھاء ۴۰ ، طبقات القراء لابن الجزری ۱/۵۰۷ ، طبقات القراء للذھبی ۱/۲۹ ، العبر ۱/۳۶ ، مروج الذھب ۲/۳۴۰ ، النجوم الزاھرۃ ۱/۹۲

﴿الحديث الرابع والخمسون﴾ [54]

اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرٍ عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

مَنْ صَنَعَ اِلٰى اَحَدٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِى يَدًا، كَافَأْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس کسی نے میرے اہل بیت میں سے کسی کی دستگیری (مدد) کی، میں اُسے قیامت کے دن بدلہ دوں گا۔

اسے علامہ متقی ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے "کنز العمال" ۱۲:۹۵ (۳۴۱۵) میں وارد کیا۔

﴿الحديث الخامس والخمسون﴾ [55]

اَخْرَجَ الْمَاوَرْدِیُّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا: کِتَابَ اللّٰهِ، سَبَبٌ طَرَفُهٗ بِیَدِاللّٰهِ ،وَ طَرَفُهٗ بِاَیْدِیْکُمْ ،وَ عِتْرَتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ ،وَ اِنَّهُمَا لَنْ یَّتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ .

ماوردی نے حضرت ابوسعید ﷺ سے اخراج کیا، آپ نے فرمایا کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میں تم میں وہ چیز چھوڑنے والا ہوں اگر تم اُسے مضبوط پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو ایک رسی کی مانند ہے جس کا ایک سرا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں ہے،

اور دوسرے میری عترت میرے اہل بیت ہیں اور یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آ پہنچیں گی۔

اسے ابن ابی عاصم نے "کتاب السنة" ۱:۶۳۰ (۱۵۵٤) میں، فسوی نے "المعرفة والتاریخ" ۱:۵۳۷ میں، طبرانی نے "المعجم الاوسط" ٤:۲٦۲ (۳٤٦۳) ۳۲۸ (۳۵٦٦) میں اور امام احمد نے "المسند" ۳:۳۸۸ (۱۰۷۲۰) میں روایت کیا۔

اور اس کی مثل حضرت زید بن ارقم ﷺ کی روایت (حدیث نمبر ٦) میں گزر چکی ہے۔

(زینهم)

ثابت وہ بخاری ہیں، اور یہ حدیث متعدد طرق سے وارد ہوئی ہے۔

﴿الحديث السادس والخمسون﴾ [56]

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِیُّ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ خَلِیْفَتَیْنِ: کِتَابَ اللّٰهِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، وَ عِتْرَتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ، وَ اِنَّهُمَا لَنْ یَّتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ.

احمد اور طبرانی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بیشک میں تم میں دو خلیفے چھوڑ رہا ہوں:

ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان لٹکتی ہوئی رسی ہے،

اور دوسرے میرے اہل بیت ہیں۔

اور یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آ پہنچیں گی۔

"المسند" ٦:٢٣٢ (٢١٠٦٨)/ ٢٤٥ (٢١١٥٣) "المعجم الكبير" ٥:١٥٤(٤٩٢٣)

﴿الحديث السابع والخمسون﴾ [57]

اَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ "شُعَبِ الْاِيْمَانِ" عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَرْفُوْعًا:

سِتَّةٌ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَ كُلُّ نَبِيٍّ مُجَابٍ: اَلزَّائِدُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰهِ، وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوْتِ، فَيُعِزُّ بِذٰلِكَ مَنْ اَذَلَّ اللّٰهُ، وَ يُذِلُّ مَنْ اَعَزَّ اللّٰهُ، وَالْمُسْتَحِلُّ لِحُرَمِ اللّٰهِ، وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ، وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِيْ.

ترمذی، حاکم اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت نقل کی۔

چھ شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اور ہر مقبول الدعا نبی نے اُن پر لعنت فرمائی ہے۔ (وہ چھ اشخاص یہ ہیں) اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا، اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا، زور اور غلبے سے حاکم بننے والا جو اُسے عزیز کرے جسے اللہ نے ذلیل کیا اور اُسے ذلیل کرے جسے اللہ نے عزیز کیا، اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھنے والا، میرے اہل بیت سے وہ چیز حلال سمجھنے والا جسے اللہ نے حرام قرار دیا اور میری سنت کو چھوڑنے والا۔

"الترمذی" ٤:٣٩٧ (٢١٥٤) "المستدرك" ١:٩١ (١٠٢) / ٢:٥٧١ (٣٩٤١) / ٤:١٠١ (٧٠١١)

(زینهم) مزید تفصیل کے لیے دیکھیں:

النجوم الزاهرة ١/ ١٥٠، العبر ١/ ٦٢، طبقات الفقهاء ٤٧، طبقات ابن سعد ٨/ ٣٩، شذرات الذهب ١/ ٦١، تذكرة الحفاظ ١/ ٢٧، الاصابه ٤/ ٣٤٨

﴿الحديث الثامن والخمسون﴾ [58]

اَخْرَجَ الدَّيْلَمِیُّ فِی "الْاَفْرَادِ" وَالْخَطِیْبُ فِی "الْمُتَّفق" عَنْ عَلِیٍّ ﷺ

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

سِتَّةٌ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَ كُلُّ نَبِیٍّ مُجَابٍ: اَلزَّائِدُ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ ،وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰهِ ، وَالرَّاغِبُ عَنْ سُنَّتِیْ اِلٰی بِدْعَةٍ ،وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِیْ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَالْمُتَسَلِّطُ عَلٰی اُمَّتِیْ بِالْجَبَرُوْتِ لِيُعِزَّ مَنْ اَذَلَّهُ اللّٰهُ وَ يُذِلَّ مَنْ اَعَزَّ اللّٰهُ ، وَالْمُرْتَدُّ اَعْرَابِيًّا بَعْدَ هِجْرَتِهٖ .

دار قطنی نے "الافراد" میں اور خطیب نے "المتفق" میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت نقل کی۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

چھ شخص ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اور ہر مقبول الدعا نبی نے لعنت فرمائی ہے۔ (وہ چھ اشخاص یہ ہیں) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا ، اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا ، میری سنت کو چھوڑ کر بدعت کی طرف رغبت کرنے والا، میرے اہل بیت سے وہ چیز حلال سمجھنے والا جسے اللہ نے حرام قرار دیا، میری اُمت پر طاقت اور زور سے مسلط ہونے والا تا کہ اُسے عزیز کرے جسے اللہ نے ذلیل کیا اور اُسے ذلیل کرے جسے اللہ نے عزیز کیا اور ہجرت کے بعد اسلام سے پھرنے والا۔

اسے دیلمی نے "الفردوس" ۲:۳۳۲ (۳۴۹۸) میں روایت کیا۔ الفاظ حدیث میں کچھ اختلاف کے ساتھ "سبعة" کا لفظ ہے۔ حاکم نے "المستدرك" ۲:۵۷۳ (۳۹۴۵) میں اور طبرانی نے "المعجم الکبیر" ۱۷:۴۳ (۸۹) میں عمرو بن سعواء الیافعی کی حدیث سے لفظ "سبعة" کے ساتھ روایت کیا۔

﴿الحديث التاسع والخمسون﴾ [59]

اَخْرَجَ الْحَاكِمُ فِیْ "تَارِیْخِهٖ" وَالدَّیْلَمِیُّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷜ قَالَ:
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
ثَلَاثٌ مَنْ حَفِظَهُنَّ حَفِظَ اللّٰهُ لَهٗ دِیْنَهٗ وَ دُنْیَاهُ، وَ مَنْ ضَیَّعَهُنَّ لَمْ یَحْفَظِ اللّٰهُ لَهٗ شَیْئًا:
حُرْمَةُ الْاِسْلَامِ، وَ حُرْمَتِیْ، وَ حُرْمَةُ رَحِمِیْ.

حاکم نے اپنی ''تاریخ'' میں اور دیلمی نے حضرت ابوسعید ﷜ سے روایت کیا ہے، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تین چیزیں ایسی ہیں جس نے ان کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اُس کے دین ودنیا میں اُس کی حفاظت فرمائے گا اور جس نے انہیں ضائع کر دیا اللہ تعالیٰ اُس کے لیے کسی چیز کی حفاظت نہیں فرمائے گا۔

(پہلی چیز) اسلام کی عزت وحرمت،
(دوسری چیز) میری عزت وحرمت اور
(تیسری چیز) میرے رشتہ وقرابت کی حرمت۔

اسے طبرانی نے "المعجم الکبیر" ۳:۱۲۶ (۲۸۸۱) میں اور "الاوسط" ۱:۱۶۲ (۲۰۵) میں روایت کیا۔

﴿الحديث الستون﴾ [60]

اَخْرَجَ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

خَيْرُ النَّاسِ الْعَرَبُ ، وَ خَيْرُ الْعَرَبِ قُرَيْشٌ ، وَ خَيْرُ قُرَيْشٍ بَنُوْ هَاشِمٍ .

دیلمی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے، آپ نے فرمایا کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لوگوں میں بہتر عرب ہیں اور عرب میں بہتر قریش ہیں اور قریش میں بہتر بنو ہاشم ہیں۔

تَمَّ بِحَمْدِ اللّٰه

وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن .

"الفردوس" ٢:١٧٨ (٢٨٩٢)

فہرس الاحادیث

فهرس الآثار

المراجع والمصادر

(۱) القرآن الحکیم

(۲) الجامع الصحیح للبخاری — الناشر المکتبۃ السلفیۃ ، القاھرۃ

(۳) الجامع الصحیح للترمذی — الناشر دار الکتب العلمیۃ ، بیروت

(۴) المعجم الکبیر للطبرانی — الناشر دار احیاء التراث العربی

(۵) المعجم الاوسط للطبرانی — الناشر دار المعارف ، الریاض

(۶) المعجم الصغیر للطبرانی — الناشر المکتبۃ العلمیۃ ، بیروت

(۷) المسند للامام احمد — الناشر دار احیاء التراث العربی

(۸) المصنف لابن ابی شیبۃ — الناشر دار الکتب العلمیۃ ، بیروت

(۹) المطالب العالیۃ لابن حجر — الناشر دار الوطن ، الریاض

(۱۰) السنن الکبری للنسائی — الناشر دار الکتب العلمیۃ ، بیروت

(۱۱) المنتخب لابن حمید — الناشر عالم الکتاب ، بیروت

(۱۲) المستدرک للحاکم — الناشر دار الکتب العلمیۃ ، بیروت

(۱۳) المعرفۃ والتاریخ للفسوی — الناشر مکتبۃ الدار ،المدینۃ المنورۃ

(۱۴) الکامل لابن عدی — الناشر دار الفکر ، بیروت

(۱۵) المسند للرویانی — الناشر مؤسسۃ قرطبۃ ، القاھرۃ

(۱۶) المقاصد الحسنۃ للسخاوی — الناشر دار الکتاب العربی ، بیروت

(۱۷) الذریۃ الطاھرۃ للدولابی — الناشر الدار السلفیۃ ، الکویت

(۱۸) الفوائد للرازی — الناشر مکتبۃ الرشید ، الریاض

(۱۹) اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی — الناشر دار الفکر ، بیروت

(۲۰) الفردوس بمأثور الخطاب للدیلمی — الناشر دار الکتب العلمیة ، بیروت

(۲۱) الدر المنثور للسیوطی — الناشر دار الکتب العلمیة ، بیروت

(۲۲) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی — الناشر دار الفکر ، بیروت

(۲۳) الشفا للقاضی عیاض — الناشر بیروت

(۲۴) شعب الایمان للبیقهی — الناشر دار الکتب العلمیة ، بیروت

(۲۵) الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان — الناشر مؤسسة الرسالة ، بیروت

(۲۶) جواهر العقدین للسمهودی — الناشر مطبعة العانی ، بغداد

(۲۷) حلیة الاولیاء لابی نعیم — الناشر دار الکتب العلمیة ، بیروت

(۲۸) تاریخ بغداد للخطیب البغدادی — الناشر دار الکتب العلمیة ، بیروت

(۲۹) ذخیرة العقبی للطبری — الناشر مکتبة الصحابة ، جدة

(۳۰) جامع البیان للطبری — الناشر دار الکتب العلمیة ، بیروت

(۳۱) کشف الاستار للهیثمی — الناشر مؤسسة الرسالة ، بیروت

(۳۲) مجمع الزوائد للهیثمی — الناشر الریان ، القاهرة

(۳۳) کنز العمال للمتقی الهندی — الناشر مؤسسة الرسالة ، بیروت

(۳۴) کتاب السنة لابن ابی عاصم — الناشر المکتب الاسلامی ، بیروت

جُزْءٌ فِيْهِ

مُسْنَدُ اَهْلِ بَیْت

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ

المتوفی سنة ١٦٤ ھ ٦٤١ م

روایة ......ابنه عبداللّٰہ بن احمد بن حنبل

﴿تحقیق و تخریج﴾

عبداللہ اللیثی الانصاری

﴿ترجمہ﴾

محمد ریاض احمد سعیدی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

مقدمة المحقق

سب خوبیاں اللہ عزوجل ہی کے لئے ہیں۔ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں۔ہم اپنے نفسوں کے شر اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت عطا فرمائے وہی ہدایت والا ہے اور جسے وہ گمراہ کرے وہ ہرگز اپنے لئے کوئی ولی اور مرشد نہیں پائے گا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ۞﴾

[آل عمران ۳:۱۰۲]

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر مسلمان ہونے کی حالت میں۔

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَ بَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا کَثِیۡرًا وَّ نِسَآءً ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَالۡاَرۡحَامَ ط اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا ۞﴾ [النساء ٤:١]

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان (آدم) سے بنایا اور اسی سے

اس کی زوجہ (حوا) کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بکثرت مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور (ڈرو) قرابتوں (میں قطع رحمی) سے بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۞ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۞﴾

[الاحزاب ۳۳:۷۱-۷۰]

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔ (اللہ) تمہارے لئے تمہارے اعمال کو درست فرمادے گا اور تمہارے لئے تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو بیشک وہ بڑی کامیابی کے ساتھ کامیاب ہوا۔

اَمَّا بَعْد:

فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ تَعَالٰی ، وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ ، وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا ، وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ ، وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ ، وَ کُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ . (۱)

بیشک سب سے سچا کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین سیرت (سیدنا) محمد ﷺ کی سیرت ہے اور سب سے برے کام دین میں نکالے ہوئے نئے نئے کام ہیں اور ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر (خلاف شرع) بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔

(۱) حدیث صحیح ہے اسے ترمذی وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہما رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ اسے "خُطْبَۃُ الْحَاجَۃِ" کہا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ اس پر محافظت فرماتے تھے۔

اَمَّا بَعْد:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿......اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا﴾

[الاحزاب ۳۳:۳۳]

اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول کے گھر والو تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرما دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کر دے۔

اہل بیت کے مناقب اور اُن کی فضیلت میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے صحیح حدیثیں آئی ہیں۔

مسلم اور احمد نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَلا وَ إِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ: أَحَدُھُمَا کِتَابُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ، ھُوَ حَبْلُ اللّٰہِ، مَنِ اتَّبَعَہٗ کَانَ عَلَی الْھُدٰی، وَ مَنْ تَرَکَہٗ کَانَ عَلَی الضَّلَالَۃِ.

وَ فِیْہِ: فَقُلْنَا: مَنْ اَھْلُ بَیْتِہٖ؟ نِسَاؤُہٗ؟

قَالَ: لَا، اَیْمُ اللّٰہِ! إِنَّ الْمَرْأَۃَ تَکُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ الْعَصْرَ مِنَ الدَّھْرِ، ثُمَّ یُطَلِّقُھَا فَتَرْجِعُ إِلٰی أَبِیْھَا وَ قَوْمِھَا، أَھْلُ بَیْتِہٖ أَصْلُہٗ، وَ عَصَبَتُہُ الَّذِیْنَ حُرِمُوا الصَّدَقَۃَ بَعْدَہٗ.(۱)

خبردار میں تمہارے درمیان دو بھاری اور اہم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔اُن میں

---

(۱) مسلم ۲/۱۰۹-۱۱۰ مسند احمد ۳/۱۴، ۱۷، ۲۶، ۵۹ - ۴/۳۶۷، ۳۷۱

اور دارمی نے اپنی سنن میں اس کا اخراج کیا، کتاب فضائل القرآن ۲/۴۳۱،۴۳۲

سے ایک اللہ عزوجل کی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی رسی ہے۔ جو اس کتاب (قرآن کریم) کی پیروی کرے گا وہ ہدایت پر رہے گا اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہی کی راہ پر چلا جائے گا۔

اور اس روایت میں یہ بھی ہے: (یزید کہتے ہیں) ہم نے پوچھا: نبی کریم ﷺ کے اہل بیت سے مراد کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج مطہرات؟

تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نہیں اللہ کی قسم! عورت تو مرد کے ساتھ کچھ عرصہ رہتی ہے پھر وہ اسے طلاق دے دیتا ہے اور وہ عورت اپنے باپ اور اپنی قوم کے پاس لوٹ آتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت آپ کے خونی رشتے دار ہیں، آپ کے وہ رشتہ دار جن پر صدقہ حرام کیا گیا ہے۔

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا ﷺ فِیْ اَهْلِ بَیْتِهٖ . (۱)

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کا خیال اور لحاظ رکھو۔

مسلم (۲) نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

قَالَتْ عَائِشَةُ : خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَیْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ، مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَأَدْخَلَهٗ ،ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ، ثُمَّ جَاءَ تْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ، ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَأَدْخَلَهٗ ، ثُمَّ قَالَ:

﴿......اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا﴾

[الاحزاب ۳۳:۳۳]

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب الحسن و الحسین، ۳۷۵۱

(۲) مسلم ، فضائل ، ۱۱۶/۲ احمد ۱۶۲/۶

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا: ایک دن نبی کریم ﷺ نے سیاہ اُون سے بنی ہوئی نقش ونگاروالی چادراوڑھی ہوئی تھی۔ (اتنے میں) حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ آئے تو نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی اس چادر میں لے لیا۔ پھر امام حسین رضی اللہ عنہ آئے اور اُن کے ساتھ چادر میں داخل ہو گئے، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو نبی کریم ﷺ نے انہیں بھی چادر میں کرلیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے انہیں بھی چادر میں داخل کرلیا۔

پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

﴿......اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول کے گھر والوتم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرما دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کردے۔

ترمذی(۱) نے حدیث انس کا اخراج کیا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حِيْنَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿......اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ يَمُرُّ بِبَابِ فَاطِمَةَ اِذَا خَرَجَ لِلصَّلَاةِ قَرِيْبًا مِنْ سِتَّةِ اَشْهُرٍ فَيَقُوْلُ: اَلصَّلَاةَ يَا اَهْلَ الْبَيْتِ ﴿......اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ [الاحزاب ۳۳:۳۳]

کہ رسول اللہ ﷺ کا چھ ماہ تک یہ طریقہ رہا کہ صبح کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے سے گزرتے ہوئے فرماتے:

اَلصَّلَاةَ يَا اَهْلَ الْبَيْتِ، اے اہل بیت! نماز۔

اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول کے گھر والوتم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرما

(۱) الترمذی من حدیث انس (بلفظه: تحفة تفسیر سورة الاحزاب :۹/۶۸)

اور دیکھیں: اس آیت کی تفسیر فتح القدیر میں : ۲۷۸/٤-۲۷۹

دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کر دے۔

نیز ترمذی نے اور حاکم نے اس حدیث کا اخراج کیا اور اس کی تصحیح کی۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ -رَبِیْبِ النَّبِیِّ ﷺ -قَالَ :لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ ، ﴿......اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا﴾ [الاحزاب ۳۳:۳۳] فِیْ بَیْتِ اُمِّ سَلَمَۃَ فَدَعَا فَاطِمَۃَ وَ حَسَنًا وَ حُسَیْنًا فَجَلَّلَھُمْ بِکِسَاءٍ وَ عَلِیٌّ خَلْفَ ظَھْرِہٖ فَجَلَّلَہٗ بِکِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَ طَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا. قَالَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ: وَ اَنَا مَعَھُمْ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ، قَالَ:اَنْتِ عَلٰی مَکَانِکِ وَ اَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ . (۱)

پروردۂ رسول حضرت عمر بن ابی سلمہ ﷛ سے روایت ہے جب نبی کریم ﷺ پر آیت کریمہ ﴿......اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ﴾ نازل ہوئی میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا گھر میں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو بلا کر انہیں چادر اوڑھا دی۔ حضرت علی ﷛ آپ ﷺ کی پشت مبارک کے پیچھے تھے آپ نے انہیں بھی چادر اوڑھا دی۔ پھر عرض کیا اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے نجاست دور رکھ اور انہیں خوب صاف ستھرا فرما دے۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم اپنی جگہ پر ہو اور بھلائی پر ہو۔

نیز ترمذی اور حاکم نے اس حدیث کا اخراج کیا اور دونوں نے اس کی تصحیح کی۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ

---

(۱) الترمذی ۹ /۶۶) ، المستدرک ۳ /۱۴۶ ، طبرانی نے اسے مختلف طرق سے "معجم الکبیر" میں روایت کیا ۳/۴۶-۵۱ نمبر ۲۶۶۳-۲۶۷۳

اور حدیث مختلف طرق اور شرح کے ساتھ فتح القدیر میں ہے: ۲۷۹/۴

﴿......نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَ اَبْنَآءَ كُمْ وَ نِسَآءَ نَا وَ نِسَآءَ كُمْ ......﴾ [آل عمران ۳:٦١]

دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيًّا وَ فَاطِمَةَ وَ حَسَنًا وَ حُسَيْنًا ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ . (۱)

حضرت عامر بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿......نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَ اَبْنَآءَ كُمْ وَ نِسَآءَ نَا وَ نِسَآءَ كُمْ ......﴾ [آل عمران ۳:٦١]

ہم بلائیں اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو۔

تو نبی کریم ﷺ نے حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین ﷺ کو بلایا اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ . یہ میرے اہل بیت ہیں۔

حاکم نے حدیث عبداللہ بن جعفر ﷺ کا اخراج کیا اور اسے صحیح قرار دیا۔ فرمایا:

لَمَّا نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الرَّحْمَةِ هَابِطَةً ، قَالَ: ادْعُوْا لِي ، اُدْعُوْا لِيْ ، فَقَالَتْ صَفِيَّةُ :مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ :أَهْلَ بَيْتِيْ عَلِيًّا ، وَفَاطِمَةَ ، وَالْحَسَنَ ، وَالْحُسَيْنَ ، فَجِيْءَ بِهِمْ ، فَأَلْقٰى عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ كِسَاءَهُ ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ :اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ آلِيْ، فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ ،

---

(۱) الترمذی ، تفسیر سورۃ آل عمران (تحفۃ:۸/۳٤۹-۳۵۰) ، مناقب علی ۲۸۸/۱۰ میں طویل بیان کیا، اور آل عمران کی آیت ٦۰ اس طرح پوری ہے: ﴿وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾ [آل عمران ۳:٦١]

اور اپنے آپ کو بھی اور تمہیں بھی پھر عاجزی سے اللہ کے حضور دعا کریں تو اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر۔

اور اس کا نام آیۃ المباہلۃ رکھا۔ لفظ مباہلہ ''الابتہال'' سے بنا ہے، اس کا معنی، دعا میں لعنت کرنے کے ساتھ کوشش کرنا ہے۔ دیکھیں تفسیر فتح القدیر میں: ۳٤٦/۱-۳٤۷ ، المستدرك :۱٤۷/۳

وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿......اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾ [الاحزاب ۳۳:۳۳] (۱)

جب رسول اللہ ﷺ نے عجز کرتے ہوئے رحمت کی طرف نظر کی تو فرمایا:

اُدْعُوْا لِیْ ، اُدْعُوْا لِیْ ، میرے پاس بلاؤ، میرے پاس بلاؤ۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ کس کو؟

فرمایا: میرے اہل بیت، علی، فاطمہ، حسن اور حسین ﷺ کو۔

انہیں آپ کے پاس لایا گیا تو نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر مبارک اُن پر ڈال دی پھر اپنے ہاتھ بلند کیے اور عرض کیا: اے اللہ: یہ میری آل ہے، تو محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما۔

اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿......اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾

اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول کے گھر والو تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرما دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کر دے۔

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس روایت کا اخراج کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ مِنَ الْغَرَقِ وَ اَهْلُ بَیْتِیْ اَمَانٌ لِاُمَّتِیْ مِنَ الاِخْتِلَافِ ...... (۲)

---

(۱) المستدرك : ۱٤۸/۳

(۲) المستدرك : ۳ /۱٤۹ ، اور اس روایت کا بقیہ اس طرح ہے، فَاِذَا خَالَفَتْهَا قَبِیْلَةٌ مِنَ الْعَرَبِ اخْتَلَفُوْا فَصَارُوْا حِزْبَ اِبْلِیْسَ . (ترجمہ، سابقہ رسالے کی حدیث نمبر ۳۵ میں گزر چکا)

ذہبی نے کہا: روایت موضوع ہے۔

ستارے زمین والوں کے لیے ڈوبنے سے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری اُمت کے لیے اختلاف اور جھگڑے سے امان ہیں......۔

امام ترمذی اور حاکم نے اس حدیث کا اخراج کیا اور کہا صحیح الاسناد ہے۔حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ ، وَ اَحِبُّوْنِیْ بِحُبِّ اللّٰهِ ،وَ اَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِیْ بِحُبِّیْ . (١)

اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں سے روزی اور غذا عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر مجھ سے محبت کرو اور میرے سبب سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

حاکم نے مستدرک میں اس روایت کا اخراج کیا اور فرمایا: مسلم کی شرط پر حدیث صحیح ہے۔حضرت ابو سعید خدری ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَا يُبْغِضُنَا اَهْلَ الْبَيْتِ اَحَدٌ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ(٢)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہمارے اہل بیت سے کوئی ایک شخص بغض نہیں رکھتا مگر اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ میں داخل کرے گا۔

حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کا اخراج کیا اور کہا صحیح الاسناد ہے۔

حضرت ابوذر ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جبکہ آپ کعبے کا دروازہ پکڑے ہوئے تھے،

مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ عَرَفَنِیْ ، وَ مَنْ اَنْكَرَنِیْ فَاَنَا اَبُوْ ذَرٍّ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ: اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِیْ فِيْكُمْ مَثَلُ سَفِينَةِ نُوْحٍ مِنْ قَوْمِهٖ ، مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَ

(١) الترمذی : تحفة ٢٩٢/١٠ المستدرك :١٥٠/٣

(٢) المستدرك :١٥٠/٣

مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ (هَلَکَ) . (١)

جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں جانتا (وہ جان لے کہ) میں ابوذر ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

آگاہ ہو جاؤ! بیشک میرے اہل بیت کی مثال تم میں سفینۂ نوح کی مانند ہے جو اس پر سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہا وہ غرق ہو گیا۔

بزار نے مسند بزار (٢) میں اور طبرانی (٢) نے اپنی تینوں معاجم میں اس حدیث کا اخراج کیا۔ بزار کی اسناد میں الحسن بن ابو جعفر الجفری اور طبرانی کی اسناد میں عبداللہ بن داہر ہے، یہ دونوں متروک ہیں اور حاکم کی اسناد میں نہیں ہیں۔

بزار (٣) اور طبرانی (٣) نے حدیث ابن عباس کا اخراج کیا، اور اس میں الحسن بن ابو جعفر الجفری مذکور ہے۔

طبرانی (٤) نے معجم کبیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ أَشْفَعُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [مِنْ أُمَّتِي] أَهْلُ بَيْتِي، ثُمَّ الْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ مِنْ قُرَيْشٍ، ثُمَّ الْأَنْصَارُ، ثُمَّ مَنْ آمَنَ بِي وَاتَّبَعَنِي مِنَ الْيَمَنِ، ثُمَّ مِنْ سَائِرِ

(١) المستدرك: ٣/١٥٠-١٥١

(٢) مجمع الزوائد اس کی سند ضعیف ہے: ٩/١٦٨، اور مستدرک کی حدیث پر یہ الفاظ زائد ہیں:

وَ مَنْ قَاتَلَ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ كَمَنْ قَاتَلَ مَعَ الدَّجَّالِ ۔

الطبرانی: الصغیر: ١/١٣١، ١٣٥، ١٣٩

(٣) نیز المجمع: ٩/١٦٨

(٤) کنز العمال: ١٢/٩٤ نمبر (٣٤١٤٥) طبرانی اور حاکم سے۔

الْعَرَبِ، ثُمَّ الْأَعَاجِمِ، وَ أَوَّلُ مَنْ أَشْفَعُ لَهُ أُولُوا الْفَضْلِ.

میں قیامت کے دن سب سے پہلے [اپنی اُمت سے] اہل بیت کی شفاعت کروں گا، پھر جو زیادہ قریب ہیں، پھر جو قریش کے زیادہ قریب ہیں، پھر انصار کے، پھر جو مجھ پر ایمان لائے اور میری پیروی کی یمن لوگوں میں سے، پھر سارے عرب سے، پھر تمام عجم سے، اور سب سے پہلے جس کی شفاعت کروں وہ فضیلت والے ہیں۔

ابن عساکر نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَنَعَ اِلٰى اَحَدٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِى يَدًا كَافَأْتُهُ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ (۱)

جس کسی نے میرے اہل بیت میں سے کسی کی اچھائی کا ہاتھ بڑھایا (مدد کی) میں اِس پر اُسے قیامت کے دن بدلہ دوں گا۔

خطیب نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

مَنْ صَنَعَ صَنِيْعَةً اِلٰى اَحَدٍ مِنْ خَلَفِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ و لَمْ يُكَافِئْهُ بِهَا فِى الدُّنْيَا فَعَلَىَّ مُكَافَاتُهُ اِذَا لَقِيَنِىْ .(۲)

جس نے عبد المطلب کے پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ کوئی نیکی کی اور وہ دنیا میں اُس کا بدلہ نہ دے سکا تو اُس کا بدلہ دینا مجھ پر ہے جب وہ مجھ سے ملاقات کرے۔

ابن عدی اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اس روایت کا اخراج کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) کنز العمال : نمبر (۳٤۱۵۲) عن ابن عساکر عن علی ۔

(۲) کنز العمال : عن (الخطیب) بلفظہ نمبر (۳٤۱۵۳) عن عثمان ۔

اَثْبَتُکُمْ عَلَى الصِّرَاطِ اَشَدُّكُمْ حُبًّا لِاَهْلِ بَيْتِیْ وَ اَصْحَابِیْ . (۱)

تم میں پل صراط پر سب سے زیادہ ثابت قدم، میرے اہل بیت اور میرے صحابہ کرام کے ساتھ زیادہ محبت کرنے والا ہے۔

ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے المستدرک میں حضرت زید بن ارقم ﷛ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین ﷛ سے فرمایا:

اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ وَ سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ ۔(۲)

میں اُس کے لیے جنگ (جنگ کرنے والا) ہوں جو تم سے جنگ کرے اور اُس سے صلح کرنے والا ہوں جو تم سے سلامتی اور صلح سے پیش آئے۔

اس حدیث کو حاکم نے المستدرک میں حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے بھی روایت کیا ہے اور فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔(۳)

احمد(٤) اور ترمذی(٤) نے حضرت علی ﷛ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) کنز العمال ، خطیب اور دیلمی سے نقل کرتے ہیں، نمبر(۳٤۱۵۷) اور اسے الاکمال میں مکرر نقل کیا، نمبر (۳٤۱٦۳)

(۲) کنز العمال ، چاروں سے راوی ہیں عن زید بن ارقم ، نمبر(۳٤۱۵۹) ، ترمذی (۳۷۲/۱۰) میں ، ابن ماجه مقدمه (٦٥/۱) میں اور المستدرك (۱٤۹/۳) میں ہے۔

(۳) کنز العمال ، عن المستدرك و احمد والطبرانی نمبر(۳٤۱٦٤) یہ وہی حدیث ہے لیکن حضرت ابو ہریرہ ﷛ کے طریق سے ہے ، المستدرك : ۱٤۹/۳

(٤) احمد ۱ /۷۷ ، الترمذی (مناقب علی بن ابی طالب) ۱۰ /۲۳۷ ، اور کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم جعفر بن محمد کی حدیث کو اسی طریق سے پہچانتے ہیں۔

کنز العمال :۹۷/۱۲ نمبر (۳٤۱٦۱)

مَنْ أَحَبَّنِیْ وَأَحَبَّ هٰذَیْنِ - یَعْنِی الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ- وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ .

جس نے مجھ سے اور ان دونوں (حسن اور حسین) سے محبت کی اور ان دونوں کے ماں باپ ﷺ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔

ابن ماجہ نے اور حاکم نے المستدرک میں حضرت انس ﷺ سے روایت نقل کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

نَحْنُ بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَادَةُ اَهْلِ الْجَنَّةِ:اَنَا وَ حَمْزَةُ وَ عَلِیٌّ وَ جَعْفَرٌ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَالْمَهْدِیُّ . (۱)

ہم بنی عبدالمطلب جنتیوں کے قائد ہیں۔ میں، (اور میرے ساتھ) حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی ﷺ ہیں۔

طبرانی نے معجم کبیر میں سیدنا علی ﷺ سے اور حاکم نے ابوسعید ﷺ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

اِنِّیْ وَ اِیَّاکِ وَ هٰذَا الرَّاقِدُ - یَعْنِیْ عَلِیًّا - وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَفِیْ مَكَانٍ وَاحِدٍ .(۲)

بیشک میں اور آپ اور یہ سونے والا یعنی علی، اور حسن اور حسین قیامت کے دن ایک

---

(۱) کنزالعمال، احمد اور ترمذی سے نمبر (۳٤۱٦۲) ابن ماجة : کتاب الفتن باب خروج المهدی : ۲/ ۵۱۹، اس کے شروع میں ہے: نَحْنُ وُلْدِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ سَادَةُ اَهْلِ الْجَنَّةِ ...... الحدیث ۔ ہم عبدالمطلب کی اولاد، جنتیوں کے سردار ہیں۔

(۲) کنزالعمال، طبرانی اور حاکم دونوں سے راوی ہیں (۳٤۱۷۲) نیز احمد نے ذکر کیا، اور المستدرك للحاکم میں ۱۳۷/۳ پر ہے۔

جگہ میں ہوں گے۔

ابونعیم نے حلیہ میں حضرت علی کرم للہ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ آذَانِیْ فِیْ اَھْلِیْ فَقَدْ آذَی اللّٰہَ .(۱)

جس نے مجھے میرے اہل کے بارے میں تکلیف دی اُس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔

طبرانی نے الاوسط میں ایسی اسناد سے روایت کیا جس میں عاصم بن عبیداللہ ہے جو کہ ضعیف ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، بیان کرتے ہیں:

آخِرُ مَا تَکَلَّمَ بِہِ النَّبِیُّ ﷺ اُخْلُفُوْنِیْ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ .(۲)

نبی کریم ﷺ نے آخری بات یہ فرمائی کہ تم میرے اہل بیت کو میرا خلیفہ سمجھو۔

طبرانی نے الاوسط میں ایسی اسناد سے روایت کیا جس کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے عبید بن طفیل کے، اور وہ ثقہ ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے ایک چادر بچھائی، اُس پر آپ ﷺ، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ نے عرض کیا: اَللّٰھُمَّ ارْضَ عَنْھُمْ کَمَا اَنَا عَنْھُمْ رَاضٍ۔ (۳)

اے اللہ! تو ان سے راضی ہو جا جیسے میں ان سے راضی ہوں۔

طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت

---

(۱) کنزالعمال عن ابی نعیم، نمبر (۳٤۱۹۷)

(۲) مجمع الزوائد عن الاوسط، اس میں عاصم بن عبیداللہ کا ضعف ہے۔ ۱۶۳/۹

(۳) مجمع الزوائد ۹ /۱٦۹، اَلشَّمْلَۃُ: وہ چادر جس میں آپ لپٹتے تھے یمن میں آج تک اس کا یہی نام ہے۔

کیا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت اُم سلمہ کے پاس تشریف فرما تھے، آپ کے پاس حضرت حسن ؓ، حضرت حسین ؓ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر ہوئے۔ آپ نے حضرت حسن ؓ کو دائیں طرف، حضرت حسین ؓ کو بائیں طرف اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گود میں کر لیا اور فرمایا:

رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ اَهْلِ الْبَيْتِ ،اِنَّهُ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .

اے اہل بیت! تم پر اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں، بیشک وہ سراہا ہوا اور بزرگ ہے۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رونے لگیں۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تمہیں کس چیز نے رُلایا؟ عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے انہیں مخصوص فرمایا ہے اور مجھے اور میری بیٹی کو چھوڑ دیا؟! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنْتِ وَابْنَتُكِ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ ۔تو اور تیری بیٹی اہل بیت سے ہو۔

اس روایت کی اسناد میں ابن لہیعہ ہے، اس میں ہلکا ضعف ہے اور اس کی حدیث غالباً حسن ہے۔(۱)

بزار(۲) نے اس روایت کا اخراج ایک ایسی سند سے کیا جس میں ایک غیر معروف راوی، شہر بن حوشب سے روایت کرتا ہے، انہوں نے کہا: خطیب لوگ حضرت علی ؓ کو گالیاں دینے لگے ہیں یہاں تک کہ اُن میں سے آخری ایک انصاری شخص تھا جسے اُنیس کہا جاتا ہے راوی نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

اِنِّیْ لَاَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَاَكْثَرَ مِمَّا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ شَجَرٍ وَ حَجَرٍ .

(۱) مجمع الزوائد :۱۶۸/۹ ، دیکھیں: اس مقصد کے ساتھ حضرت اُم سلمہ سے جو وارد ہوا ہے، (الکبیر): ۴۶/۳-۵۱

(۲) مجمع الزوائد ۱۷۰/۹-۱۷۱

بیشک میں قیامت کے دن ضرور زمین پر موجود درختوں اور پتھروں سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کروں گا۔

اللہ کی قسم! کیا کوئی رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی نہ کر کے شفاعت کی اُمید رکھ سکتا ہے؟

ابن حجر نے کہا: اس کی اسناد حسن ہے اگر شہر نے اِسے سنا ہے۔

طبرانی(۱) نے معجم کبیر میں ایسی اسناد سے اخراج کیا جس کے رجال ثقات ہیں:

ابو جمیلہ سے روایت ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو شہید کیا گیا تو آپ نے حسن بن علی ﷺ کو اپنا جانشین بنایا۔ آپ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے حملہ کرتے ہوئے خنجر آپ کے سرین پر مارا۔ جس سے آپ چند مہینے بیمار رہے۔ پھر آپ تندرست ہوئے تو منبر پر چڑھ کر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ اتَّقُوا اللّٰهَ فِينَا ، فَإِنَّا أُمَرَاؤُكُمْ وَضِيفَانُكُمْ ، وَنَحْنُ أَهْلُ الْبَيْتِ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: [الاحزاب ۳۳:۳۳]

﴿......اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

اے عراقیو! ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرو، ہم تمہارے امیر اور تمہارے مہمان ہیں، ہم اہل بیت ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿......اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول کے گھر والو تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرما دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کر دے۔

(۱) مجمع الزوائد ۱۷۲/۹، تاریخ بغداد ۱۳۸/۱ انہوں نے ذکر نہیں کیا کہ وہ نیزے کے وقت نماز پڑھ رہے تھے بلکہ اپنے خچر پر سوار تھے، اور دیکھیں: مقاتل الطالبین

اُس دن آپ کلام کرتے رہے یہاں تک کہ ہم آپ کو مسجد میں روتا ہوا پاتے۔

طبرانی نے معجم اوسط میں ایسی اسناد سے اخراج کیا جس کے رجال ثقات ہیں سوائے سُلمی بن عقبہ کے جو کہ غیر معروف ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو کون زیادہ محبوب ہے میں یا فاطمہ؟ آپ نے فرمایا: فاطمہ مجھے آپ سے زیادہ محبوب ہے اور آپ مجھے اُس سے زیادہ عزیز ہیں۔ گویا میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تو میرے حوض پر ہوگا اور لوگوں کو اُس سے ہٹائے گا۔ بیشک اُس پر آسمان کے ستاروں کی تعداد کی مانند پیالے ہیں۔ بیشک میں، آپ، حسن، حسین، فاطمہ عقیل اور جعفر ﷺ جنت میں ہوں گے۔

﴿......اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾ [الحجر ١٥:٤٧]

آپس میں بھائی بھائی ہوکر (عزت وکرامت کی) مسندوں پر روبرو (بیٹھے) ہوں گے کوئی اپنے ساتھی کی گردن میں نہیں دیکھے گا۔ (١)

طبرانی نے معجم اوسط میں ایسی اسناد سے اخراج کیا جس کے رجال ثقات ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت ثوبان ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے اپنے اہل کو بلایا تو حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما وغیرہ کا ذکر فرمایا۔ میں نے عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ؟ یارسول اللہ! کیا میں اہل بیت سے ہوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

نَعَمْ مَا لَمْ تَقُمْ عَلٰى بَابِ سُدَّةٍ اَوْ تَاْتِيْ اَمِيْرًا تَسْاَلُهٗ ۔ (٢)

ہاں! جب تک تو سدہ کے دروازے پر کھڑا نہیں ہوگا یا کسی امیر کے پاس سوال کی

(١) مجمع الزوائد : ١٧٣/٩، کنز العمال میں انہی سے مختصراً اس کا اخراج ہے: ١٠٩/١٢ (٣٤٢٢٥)

(٢) مجمع الزوائد ١٧٣/٩

غرض سے نہیں آئے گا۔

طبرانی نے معجم اوسط اور معجم کبیر میں اس روایت کا اخراج کیا اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے الحسن بن سہل کے اور وہ ثقہ ہے۔ حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے انہوں نے حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے سنا، آپ لوگوں سے کہتے تھے جب کہ انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بیٹی سے نکاح کیا تھا، کیا تم مجھے مبارکباد نہیں دو گے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے:

يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كُلُّ سَبَبٍ وَ نَسَبٍ اِلَّا سَبَبِىُ وَ نَسَبِىُ .

قیامت کے دن ہر سبب اور نسب قطع ہو جائے گا سوائے میرے سبب اور میرے نسب کے۔ (۱)

طبرانی نے معجم کبیر میں اس روایت کا ایسی سند سے اخراج کیا جس میں ابراہیم بن زکریا العبدسی ہے جو غیر معروف الحال ہے۔ حضرت اُم بکر بنت المسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن بن علی ﷺ نے مسور بن مخرمہ کو اُن کی بیٹی سے منگنی کا پیغام بھیجا انہوں نے شادی کر دی اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

كُلُّ سَبَبٍ وَ نَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِىُ وَ نَسَبِىُ . (۲)

قیامت کے دن ہر سبب اور نسب قطع ہو جائے گا سوائے میرے سبب اور میرے

---

(۱) مجمع الزوائد ۹ /۱۷۳، المعجم الکبیر :۳ /۳٦ نمبر ۲٦۳۳، ۲٦۳٤، ۲٦۳۵ ۔ حاکم نے المستدرک میں اس کا اخراج کیا: ۳/۱۷۲، اور کہا: صحیح الاسناد ہے۔ ذہبی نے اُن کا یہ کہہ کر تعاقب کیا کہ میں کہتا ہوں: منقطع ہے۔

عبدالرزاق نے اسے اپنی مصنف ۱۰۳۵٤ میں روایت کیا۔

(۲) مجمع الزوائد ۹/۱۷۳-۱۷٤، مسند احمد: عن المسور : ۳۳۲/٤

نسب کے۔

طبرانی (۱) نے معجم کبیر میں اس روایت کا ایسی سند سے اخراج کیا جس کے رجال ثقہ ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ سَبَبٍ وَ نَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِىْ وَ نَسَبِىْ.

قیامت کے دن ہر سبب اور نسب قطع ہو جائے گا سوائے میرے سبب اور میرے نسب کے۔ (۲)

---

(۱) مجمع الزوائد ۱۷۳/۹، المعجم الکبیر، احمد : کنزالعمال:۳۴۲۲۳،
اور لفظ "صھوی" "قرابت، کا اضافہ کیا۔

(۲) "در السحابة فی مناقب القرابة و الصحابة" علامہ محمد بن علی الشوکانی
تحقیق الدکتور حسین بن عبداللہ العمری۔ الناشر: دارالفکر۔ دمشق

حالات زندگی

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ (۱)

(اپنے والد ماجد کی طرف سے راوی)

نام، نسب، مولد:

آپ کا نام عبداللہ بن احمد بن حنبل بن ہلال ہے: امام، حافظ، ناقد، محدث بغداد، ابوعبدالرحمٰن ابن شیخ العصر ابی عبداللہ الذہلی الشیبانی المروزی، ثم بغدادی ۲۱۳ ہجری میں ولادت ہوئی۔ آپ اپنے بھائی صالح بن احمد سے چھوٹے تھے۔

شیوخ:

آپ نے اپنے والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بہت کچھ روایت کیا۔ اُن میں مکمل

---

(۱) ترجمہ کے مصادر:

تاریخ بغداد للخطیب البغدادی (۳۷۵/۹)
سیر اعلام النبلاء (۵۱۶/۵)
تذکرۃ الحفاظ للذہبی (۶۶۵/۲)
البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر (۹۶/۱۱)
شذرات الذہب لابن العماد (۲۰۳/۲)
تہذیب الکمال للمزی 'مخطوط' (۶۶۴)
طبقات الحنابلۃ (۱۸۰/۱)
طبقات القراء لابن الجزری (۴۰۸/۱)
العبر للذہبی (۸۶/۲)
تہذیب التہذیب لابن حجر (۱۴۱/۵)
طبقات الفقہاء للشیرازی (ص ۱۶۹)
تذہیب التہذیب للذہبی 'مخطوط' (۱۲۹/۲)
الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم (۷/۵)
المنتظم لابن الجوزی (۳۹/۶)

"المسند "اور' 'الزهد" ہے۔شعبہ کے شاگرد یحییٰ بن عبدویہ سے روایت کیا۔مسئلۃ القرآن میں توقف کی وجہ سے علی بن الجعد سے حدیث روایت کرنے سے رک گئے۔

مزید شیوخ یہ ہیں:

شیبان بن فروخ، حوثرۃ بن اشرس، سوید بن سعید، یحییٰ بن معین، محمد بن الصباح الدولابی، الہیثم بن خارجہ، عبدالاعلیٰ بن حماد، ابوالربیع الزہرانی، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابراہیم بن الحجاج السامی، عبیداللہ القواریری، محمد بن جعفر الورکانی، احمد بن محمد بن ایوب، احمد ابن ابراہیم الموصلی، اسحاق بن موسیٰ الخطمی، ابومعمر اسماعیل بن ابراہیم الہذلی، اسماعیل بن عبید بن ابی کریمہ، الحکم بن موسیٰ القنطری، خلف بن ہشام البزار، داؤد بن رُشید، داؤد بن عمرو الضبی، ابو خیثمہ، سریج بن یونس، عباد بن یعقوب، عبداللہ بن عون الخراز، عبیداللہ ابن معاذ،

کامل بن طلحہ، محمد بن ابان الواسطی، محمد بن ابان بلخی، محمد بن عباد المکی، محمد بن عبداللہ بن عمار، محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب، منصور بن ابی مزاحم، وہب بن بقیہ، احمد الدورقی، احمد بن ایوب بن راشد، احمد بن بدیل، احمد بن جناب، احمد بن الحسن بن جنیدب، احمد بن الحسن بن خراش، احمد بن خالد الخلال، احمد بن سعید الدارمی، احمد بن حمید، احمد بن حاتم، احمد ابن عبدہ البصری، احمد بن عمر الوکیعی، ابن عیسیٰ التستری، احمد بن محمد بن المغیرہ، الحمصی، احمد بن محمد بن یحییٰ القطان، ابراہیم بن الحسن الباہلی، ابراہیم بن زیاد سَبلان،

ابراہیم بن سعید الجوہری، ابراہیم بن عبداللہ بن بشار الواسطی، ابراہیم بن نصر۔اور وہ ابن ابی اللیث ہیں، اسحاق بن اسماعیل الطالقانی، اسحاق الکوسج، اسماعیل بن ابراہیم الترجمانی، اسماعیل ابن محمد المعقب، اسماعیل بن مہدی، اسماعیل بن موسیٰ، حمید، جعفر بن محمد بن فضیل، جعفر بن مہران بن السباک، جعفر بن ابی ہریرہ، حجاج بن الشاعر، الحسن بن قزعہ،

الحسن بن ابی الربیع، ابو مسلم الخلیل بن سلم (عبدالوارث سے ملاقات کی)، خلاد بن اسلم، روح بن عبدالمومن، زکریا بن یحیٰ زحمویہ، زکریا بن یحیٰ الرقاشی، زیاد بن ایوب، سعید بن ابی الربیع السمّان، سعید بن محمد الجرمی، سعید بن یحیٰ الاموی، سفیان بن وکیع،

سلیمان بن ایوب صاحب البصری، ابو الربیع الزہرانی، سلیمان بن محمد المبارک، شجاع بن مخلد، صالح بن عبداللہ الترمذی، صلت بن مسعود، عاصم بن عمر المقدمی، عباس العنبری عباس الدوری، عباس بن الولید النرسی، عبداللہ بن ابی زیاد، عبداللہ بن سالم المفلوج، عبداللہ ابن سعد الزہری، عبداللہ بن صندل، عن الفضل بن عیاض، عبداللہ ابن عامر بن زُرارہ، عبداللہ بن مُشکَدَانہ، عبداللہ بن عمران الرازی، عبدالواحد بن غیاث، القواریری، عثمان بن ابی شیبہ، عقبہ بن مکرم العمی، علی بن اِشکاب، ابوالشعثاء علی بن الحسن، علی ابن حکیم، علی بن مسلم،

عمران بن بکار الحمصی، عمرو الفلاس، عمرو الناقد، عیسٰی بن سالم، ابو کامل الفضیل الجحدَرِیّ، فطر بن حماد، قاسم بن دینار، قتیبہ بن سعید کتابۃً، قَطَن بن نُسیر، کثیر بن یحیٰ الھمی، لیث بن خالد البلخی، ابو بکر الصاغانی، محمد بن اسحاق المسیبی، بندار، محمد بن ابی بکر المقدمی، محمد بن بکار مولی بنی ہاشم، محمد بن تمیم النہشلی، محمد بن ثعلبہ بن سواء، محمد بن حسان السَّمتی، محمد بن اِشکاب، محمد لُوَین، محمد بن صُدران، محمد بن عبداللہ، محمد بن عبداللہ المخرمی، محمد ابن عبداللہ بن نمیر، محمد بن عَبداللہ الرُزِّی، محمد بن عبدالرحیم صاعقہ، محمد بن عبید بن حسان،

محمد بن عبید المحاربی، محمد بن عثمان العثمانی، محمد بن الحسن بن شقیق، محمد بن عمرو الباہلی، ابو کریب محمد بن العلاء، محمد بن ابی غالب، محمد بن المثنی، محمد بن المنہال حجاج کے بھائی، محمد بن یحیٰ ابن سعید القطان، محمد بن یحیٰ بن ابی سمینہ، محمد بن یزید العجلی، محمد بن یعقوب ابو الہیثم۔ معتمر سے سماعت کی، المحرز بن عون، مخلد بن الحسن، مصعب الزبیری، معاویہ بن عبداللہ بن

معاویہ الزبیری، سلام ابوالمنذر، نصر بن عبداللہ، نوح بن حبیب، ہارون بن معروف، ہدیہ بن خالد، ہدیہ بن عبدالوہاب، ہدیم بن عبدالاعلیٰ، ہناد، یحییٰ بن ایوب البلخی،

یحییٰ بن داؤد الواسطی، یحییٰ بن عثمان الحربی، یعقوب بن اسماعیل بن حماد بن زید، یوسف بن یعقوب الصفار، ابوعبداللہ البصری العنبری گویا وہ محمد بن عبدالرحمٰن ہیں، ابوعبیدہ بن الفضیل، ابوموسیٰ الہروی، اسحاق بن ابراہیم۔

اپنے والد کی ''المسند'' میں ان تمام محدثین سے حدیث لی سوائے بعض احمدین سے۔(۱)

تلامذہ:

امام نسائی نے اپنی سنن میں آپ سے دو حدیثیں روایت کیں۔ بغوی، ابن صاعد، ابوعوانہ الاسفرائینی، الخضر بن المثنی الکندی، ابوبکر بن زیاد، محمد بن مخلد، المحاملی، دعلج، اسحاق بن احمد الکاذی، ابوبکر النجاد، سلیمان الطبرانی، ابوعلی الصواف، ابواحمد العسال، قاسم بن اصبغ، احمد بن کامل، ابوبکر الشافعی، ابوبکر القطیعی اور خلق کثیر نے آپ سے روایت لی۔

علمی مقام اور علما کا خراج تحسین:

عباس الدوری کہتے ہیں ایک دن میں امام احمد بن حنبل کے پاس حاضر تھا۔ اتنے میں آپ کا بیٹا عبداللہ آیا۔ امام احمد نے مجھے فرمایا: اے عباس! (میرے بیٹے) ابوعبدالرحمٰن نے کثیر علم محفوظ کیا ہے۔ اسماعیل الخطمی سے ہے، کہا مجھے ابوزرعہ سے معلوم ہوا ہے انہوں نے بتایا کہ مجھے امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ میرا بیٹا علم حدیث سے بہرہ ور ہوا ہے۔ خطمی کو شک ہے کہ مِنْ عِلْمِ الْحَدِیْثِ فرمایا یا مِنْ حِفْظِ الْحَدِیْثِ فرمایا۔ وہ مجھ سے ایسی چیز میں مذاکرہ نہیں کرتا مگر جو مجھے محفوظ نہیں ہے۔ (۲)

(۱) سیر اعلام النبلاء (۵۱۷-۵۲۰)

(۲) تاریخ بغداد ۹/۳۷۶

ابوعلی بن الصواف نے بیان کیا: عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جو کچھ میں کہتا ہوں جسے مجھے میرے والد نے بتایا ہے، بیشک میں نے اُسے دو مرتبہ اور تین مرتبہ سنا ہے اور ایسا کم ہوا ہے کہ میں نے کوئی چیز ایک بار سنی ہو۔(۱)

ابن ابی حاتم نے کہا: حضرت عبداللہ (بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ) نے اپنے والد ماجد کے مسائل اور حدیث کی علل میری طرف لکھیں۔(۲)

خطیب نے فرمایا: حضرت عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ، ثقہ، ثبت اور سمجھدار تھے۔

بدر بن ابی بدر البغدادی نے کہا: عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ تعالیٰ، نقاد بن نقاد تھے۔

ابواحمد بن عدی نے کہا: عبداللہ بن احمد اپنے والد ماجد کے سبب شریف و نجیب تھے علم میں اُن کا اپنا ایک مقام تھا۔ اپنے باپ کے علم کو اُن کی مُسند سے زندہ کیا۔ جسے انہوں نے کسی اور پر پڑھنے سے پہلے خصوصاً اپنے بیٹے پر پڑھا۔

عبداللہ نے حدیث کے راویوں کے متعلق اپنے والد سے سوال کیا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو رُوات حدیث بتائے۔ اس چیز کا امام احمد کے بیٹے کے علاوہ کسی اور نے سوال نہ کیا۔ حضرت عبداللہ نے کسی اور سے بھی (روایت حدیث کے متعلق) نہیں لکھا سوائے اُس شخص کے جن سے امام احمد نے لکھنے کا فرمایا ہو۔(۳)

ابوالحسین احمد بن جعفر بن المنادی نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن احمد سے بڑھ کر دنیا میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے جس نے اپنے باپ سے اس قدر احادیث روایت کی ہوں کیونکہ انہوں نے امام احمد سے ''المسند'' کی سماعت کی ہے اور وہ تیس ہزار احادیث ہیں۔ ''التفسیر'' اور وہ ایک لاکھ بیس ہزار احادیث ہیں۔ جن سے انہوں نے اسی ہزار سنیں اور

(۱) تاریخ بغداد ۹/۳۷٦ (۲) الجرح والتعدیل ۵/۷

(۳) سیر اعلام النبلاء ۵/۵۲۳

باقی وجادہ ہیں۔

الناسخ والمنسوخ،التاریخ ، حدیث شعبه ، المقدم والمؤخر فی کتاب الله ، جوابات القرآن ، المناسک الکبیر ، الصغیر اور حدیث الشیوخ وغیرہ تصانیف کی سماعت کی۔

ابوالحسین المنادی نے کہا: ہم ہمیشہ اپنے شیوخ کے اکابر کو دیکھتے تھے کہ وہ معرفت رجال، علل حدیث، الاسماء والکنی اور عراق وغیرہ میں طلب حدیث پر ہیشگی پر آپ کے حق میں گواہی دیتے تھے۔ اوراس چیز کا آپ کے اسلاف سے آپ کے لیے اقرار کا ذکر کرتے تھے یہاں تک کہ اُن میں سے بعض تو آپ کی تعریف کرنے میں حد سے تجاوز کرتے تھے کہ آپ کو معرفت اور حدیث کے لیے سماع کی زیادتی میں اپنے والد پر فوقیت ہے۔(۱)

ذہبی نے فرمایا: آپ محفوظ، دین دار اور سچے تھے۔ حدیث اور اتباع والے تھے، رجال پر نظر تھی، غیر حدیث میں دخل نہیں دیا۔(۲)

مؤلفات:

ذہبی نے فرمایا: حضرت عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک کتاب **الرد علی الجهمية** ایک جلد میں اور ایک کتاب "**الجمل**" تھی۔ اپنے والد کی مسند میں اُن کی کثیر زیادات اپنے شیوخ کی عوالی سے واضح ہیں۔(۳)

زرکلی نے کہا(٤): اپنے والد کی کتاب "**الزهد**" پر اُن کی ایک کتاب "**الزوائد**"

---

(۱) تهذیب التهذیب ١٤٢/٥-١٤٣

(۲) سیر اعلام النبلاء ٥٢٤/٥

(۳) سیر اعلام النبلاء ٥٢٤/٥

(٤) معجم المؤلفین ٦٥/٤

ہے۔ایک کتاب ''زوائد المسند '' ہے، جس میں اپنے والد ماجد کی مسند پر تقریباً دس ہزار احادیث کا اضافہ کیا۔ تیموریہ کے قدیم مجموعہ میں ایک کتاب ''مسند اھل بیت - خ'' ہے اور ''الثلاثیات خ'' جس کے ۸۵ اوراق ہیں ۶۵۴ھ میں شستر بیتی میں لکھی گئی، نمبر ۳۴۸۷۔

وفات:

اسماعیل الخطمی نے بیان کیا:

۲۹۰ھ ہجری میں جمادی الآخرہ کے نو دن باقی تھے کہ حضرت عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اتوار کے دن وصال فرمایا۔ دن کے آخری حصے میں دفن کئے گئے۔ آپ کے بھتیجے زہیر بن صالح نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کو باب التبن (۱) کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ نماز جنازہ پر بے شمار لوگوں کا جم غفیر تھا جنہیں شمار کرنا دشوار تھا۔

کہا جاتا ہے کہ عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا کہ اُنہیں وہاں دفن کیا جائے۔ اور فرمایا مجھے پتہ چلا ہے کہ وہاں ایک نبی کا مزار ہے اس لیے کسی نبی کا جوار اور پڑوس مجھے اپنے والد کے پڑوس سے زیادہ محبوب اور پسند ہے۔ (۲)

---

(۱) باب التبن: ایک بڑا محلہ، جو بغداد میں قطیعہ اُم جعفر کے بالمقابل تھا۔ یاقوت نے کہا: وہاں عبداللہ بن احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔ آپ کی وصیت کے سبب آپ کو وہاں دفن کیا گیا۔ (معجم البلدان)

(۲) تاریخ بغداد ۳۷۵/۹ سیر اعلام النبلاء ۵۲۳/۵

امام ابن امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کتاب کی صحت کا ثبت

[1] یہ کتاب ابو بکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک القطیعی کی روایت سے ہے جو انہوں نے قطیعہ اُم جعفر میں اُن کی مسجد میں اُن کے پاس پڑھی اور اسے برقرار رکھا۔ یہ محرم ۳۶۶ ہجری میں ہوا۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ قطیعی، عبداللہ بن الامام احمد سے مسند کے راوی ہیں۔

[2] اس مسند کو امام عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے دیوان کبیر (مسند الامام احمد) میں اپنے والد سے روایت کیا۔ یہ جلد اول کے صفحہ ۱۹۹ سے ہے۔

[3] "تاریخ اِربل" (۲۲۳/۱) میں "ابن ہلالۃ المغربی ت ۶۱۷ھ" کے حالات زندگی میں واقع ہے، انہوں نے طلب حدیث میں نیشا پور اور خوارزم وغیرہ کی طرف سفر کیا، اپنے مشائخ سے سماعت کی اور تمام اصول حاصل کیے، پھر واپس آئے، اِربل میں وارد ہوئے۔ اور فقیر ابوسعید کوکبوری بن علی بن بکتکین سے "مسند اہل بیت" کا سماع کیا۔

[4] ڈاکٹر صلاح الدین المنجد نے اپنے کتاب "مُعجَمٌ مَا اُلِّفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ" (ص ۲۶۲ الطبعة الاولیٰ) میں اس کا ذکر کیا۔

ڈاکٹر المنجد نے کہا:

مسند اہل بیت ﷺ، عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل (۲۹۰ھ) کی ہے۔ اور اس میں مسند الامام الحسن، الامام الحسین، جناب ابو طالب کے دو بیٹے عقیل اور جعفر، اور عبداللہ بن جعفر کی مسندیں ہیں۔ (خ: تیمورية، مجموع ۲۸۰، ورقة ۱۲۹ ...)۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

شیخ امام اجل عالم ضیاء الدین ابو بکر یحییٰ ابن سعدون بن تمام الازدی القرطبی نے (اللہ تعالیٰ اُن کی تائید فرمائے) صفر ۵۶۵ھ ہجری میں موصل میں قراءت کی ہمیں خبر دی۔

انہوں نے فرمایا: ہمیں رئیس اجل امین الحضرۃ ابو القاسم ہبۃ اللہ بن محمد بن عبدالواحد بن الحصین نے مدینۃ السلام کی جامع القصر میں ۶ صفر ۵۲۰ھ جمعہ کے دن ہمیں خبر دی۔

انہوں نے کہا: ہمیں ابو علی الحسن بن علی رحمہ اللہ نے حدیث بیان کی۔

انہوں نے کہا: ہمیں ابو بکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک القطیعی نے قطیعہ اُم جعفر میں اپنی مسجد میں حدیث کی قراءت کی اور اسے برقرار رکھا۔ یہ محرم ۳۶۶ھ میں ہوا۔

انہوں نے کہا: ہمیں ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث بیان کی۔

انہوں نے کہا:..........

اب اگلا صفحہ ملاحظہ فرمائیں:

[1]حَدَّثَنَا اَبِیْ -رَحِمَهُ اللّٰهُ- ،قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ،قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ [بُرَيْدِ] بْنِ أَبِی مَرْيَمَ السَّلُوْلِيِّ ، عَنْ أَبِی الْحَوْرَاءِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ :

عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُوْلُهُنَّ فِی الْوِتْرِ :

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ، وَ عَافِنِیْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَ تَوَلَّنِیْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَ بَارِكْ لِیْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ، وَ قِنِیْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا يُقْضَی عَلَيْكَ، إِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ .

حضرت امام حسن بن علی ﷺ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ ایسے کلمات سکھائے ہیں جنہیں میں وتروں کی دعائے قنوت میں پڑھتا ہوں (اور وہ کلمات یہ ہیں)

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ، وَ عَافِنِیْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَ تَوَلَّنِیْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَ بَارِكْ لِیْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ، وَ قِنِیْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا يُقْضَی عَلَيْكَ، إِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ .

اے اللہ: اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں مجھے بھی ہدایت عطا فرما، اپنی بارگاہ سے عافیت ملنے والوں میں مجھے بھی عافیت عطا فرما، جن لوگوں کی تو سرپرستی فرماتا ہے اُن میں میری بھی سرپرستی فرما۔ جو تو نے مجھے نعمتیں عطا فرمائیں اُنہیں میرے لئے مبارک فرما، اپنے فیصلوں کے شر سے مجھے بچا، بیشک تو فیصلہ کرتا ہے لیکن تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، اُسے کوئی ذلیل نہیں کرسکتا جس کا تو دوست ہو جائے، تو برکت والا ہے اور برتر ہے۔

....

[الاسناد]

وکیع: وہ ابن الجراح ہیں، ثقہ امام ہیں۔

عنقریب اُن سے حدیث نمبر۲،۳، ۱۳، ۱۴ اور ۴۳، آرہی ہیں۔

یونس بن ابی اسحاق: ابن معین نے انہیں ثقہ کہا۔

نسائی اور ابن مہدی نے کہا: اُن میں کوئی حرج نہیں۔

احمد نے کہا: اُن کی حدیث مضطرب ہے۔

ابوحاتم نے کہا: سچ بولنے والے ہیں اُن سے احتجاج نہ کیا جائے۔

ابن خراش نے کہا: وہ اپنی حدیث میں نرم ہیں۔ (المیزان: ۴۸۲/۴-۴۸۳)

اور ابن حجر نے التقریب میں کہا: سچے ہیں، تھوڑا وہم ہوتا ہے۔

اس حدیث پر اُن کی متابعت سفیان الثوری نے کی ہے۔ اس بات میں دلالت ہے کہ یونس بن ابی اسحاق نے اسے محفوظ کیا ہے۔

اس حدیث کے اور بھی طرق ہیں جیسا کہ ابھی آئے گا۔

بُرَید بن ابی مریم السَّلُولی: ابومریم کا نام: مالک بن ربیعہ ہے۔

ابن معین، ابوزرعہ اور نسائی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ (تہذیب الکمال، نمبر ۶۶۰)

عجلی، ابن شاہین، ابن حبان اور ذہبی نے انہیں ثقہ قرار دیا۔ (حاشیۃ التہذیب: ۵۳/۴)

ابو الحَوْرَاء: ربیعہ بن شیبان السعدی، حاء مہملہ کا فتح اور اس کے بعد واؤ۔

نسائی اور ابن حبان نے انہیں ثقہ قرار دیا۔

الجوزجانی نے کہا: مجہول ہے۔ اور وہ ثقہ تابعی ہیں۔

اصحاب السنن (ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ) نے اُن سے روایت لی ہے۔

....

[التخريج]

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا (۴۶۴)، اسی طریق سے بغوی نے (شرح السنہ ٦٤٠) میں، ابوداؤد نے (۳۲۹/۱) میں اور نسائی نے (۲۴۸/۳) میں روایت کیا۔

سب نے قتيبة عن ابی الاحوص عن ابی اسحاق کی سند سے روایت کیا۔

سوائے ابوداؤد کے، انہوں نے قتیبہ کے ساتھ احمد بن جواش الحنفی کو ملایا ہے۔

دارمی نے (۳۷۳/۱) میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح (۵۱۳،۵۱۲) میں شعبة عن برید بن ابی مریم عن ابی الحوراء کے طریق سے طویل روایت کیا۔

اور مسند میں نمبر (۱۷۲۳، ۱۷۲۷) ہے۔ تحقیق شاکر۔

اس حدیث کو ابن نصر نے "قیام اللیل" میں اسحاق عن وکیع، عن یونس بن ابی اسحاق کے طریق سے روایت کیا، (ص ۱۳۵، ۱۳۸۔ مختصرہ)

دارمی نے (۳۷۴،۳۷۳/۱) میں اسرائیل عن ابی اسحاق اور یحییٰ بن حسان، عن ابی الاحوص، عن ابی اسحاق کے طریق سے روایت کیا۔

ابوداؤد نے (۳۲۹/۱) میں زهير، عن ابی اسحاق کے طریق سے روایت کیا۔

ابن ماجہ نے (۱۱۷۸) میں اور ابن ابی عاصم نے "السنۃ" (۳۷۴) میں ابو بکر بن ابی شیبة، ثنا شریک، عن ابی اسحاق کے طریق سے روایت کیا۔

طیالسی نے اس حدیث کو اپنی مسند (۱۱۷۹) میں شعبة، عن بُرید کے طریق سے روایت کیا۔ ابن الجارود نے المنتقی (ص۱۴۲) میں یونس بن ابی اسحاق اور ابو اسحاق کے طریق سے روایت کیا۔

بیہقی نے (۲۰۹/۲) میں ابواسحاق کے طریق سے روایت کیا۔

[نقلا من تعليق الشيخ شاكر على "المحلى": ١٤٧/٤]

حاکم نے (۱۷۲/۳) میں اور ابن ابی عاصم نے "السنۃ" نمبر (۳۷۵) میں اسماعیل بن

ابراهیم بن عقبة ، عن عمه موسیٰ بن عتبة ، عن هشام بن عروة ، عن ابیه ، عن عائشة ، عن الحسن کے طریق سے روایت کیا۔پس اسے هشام بن عروة ، عن ابیه ، عن عائشة کی مسند سے بنایا ہے اور وہ ضعیف ہے۔

پس محفوظ ابو الحوراء ، عن الحسن کی حدیث ہے، اور (اوپر مذکور) سند صحیح نہیں ہے۔اسے حاکم نے بھی محمد بن جعفر بن ابی کثیر ، عن موسی بن عتبة ، عن ابی اسحاق عن برید ، عن ابی الحوراء کے طریق سے روایت کیا۔

نسائی نے (۲۴۸/۳) میں یحییٰ بن عبداللہ کے طریق سے روایت کیا اور اس میں ان الفاظ کی زیادتی کی ''وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ'' اور یہ زیادتی منکرہ ہے۔

یحییٰ کے بارے میں ابن حبان نے ''الثقات'' میں کہا: سچ بولنے والے ہیں کبھی غرائب ونوادر بیان کرتے ہیں اور یہ اُن کے غرائب سے ہے۔پس حدیث، ابی الحوراء کے طریق سے محفوظ ہے۔اور اُن سے برید روایت کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، ہم اسے اسی طریق یعنی ابوالحوراء السعدی کی روایت سے پہچانتے ہیں۔وتر کی دعائے قنوت کے بارے میں ہم نبی کریم ﷺ سے منقول دعاؤں میں سے اس سے زیادہ اچھی دعا نہیں جانتے۔سنن الترمذی (۳۲۸/۲)

حاکم نے مستدرک میں اسے صحیح قرار دیا اور ذہبی نے اُن کی موافقت کی۔

[2]حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ، حَدَّثَنِی اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیعٌ ، عَنْ شَرِیْکٍ، عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَیْرَةَ قَالَ (۱): خَطَبَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ ﷛ فَقَالَ:

لَقَدْ فَارَقَکُمْ رَجُلٌ بِالْأَمْسِ لَمْ یَسْبِقْهُ الْأَوَّلُوْنَ بِعِلْمٍ ، وَ لَا یُدْرِکُهُ الْآخِرُوْنَ ، کَانَ یَبْعَثُهُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالرَّایَةِ جِبْرَائِیْلُ عَنْ یَمِیْنِهٖ، وَ مِیکَائِیْلُ عَنْ شِمَالِهٖ ، لَا یَنْصَرِفُ حَتّٰی یُفْتَحَ لَهٗ .

ہبیرہ کہتے ہیں ایک مرتبہ سیدنا حسن بن علی ﷛ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:
کل تم سے ایک ایسا شخص جدا ہو گیا ہے کہ پہلے لوگ علم میں اُن سے سبقت نہ لے جا سکے اور نہ بعد والے اُن کا مرتبہ پا سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں جھنڈا دے کر بھیجا کرتے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اُن کی دائیں طرف اور حضرت میکائیل علیہ السلام اُن کی بائیں طرف ہوتے تھے۔ وہ فتح اور کامیابی کے بغیر واپس نہیں آتے تھے۔

[الاسناد]

وکیع: ان کا ذکر اِس سے پہلی والی حدیث میں گزر چکا ہے۔

شریک: وہ ابن عبداللہ النخعی القاضی ہیں۔ برے حافظہ کی وجہ سے انہیں ضعیف کہا جاتا ہے
حافظ ابن رجب نے کہا: کثیر الوہم تھے، خصوصاً قاضی بننے کے بعد۔ (شرح العلل:۹۶)
ذہبی نے (المیزان:۲۷۰۲) میں ان کے طویل حالات زندگی بیان کئے ہیں۔
اِن کا ذکر حدیث نمبر (۱۸) میں آئے گا۔

ابو اسحاق: وہ عمرو بن عبداللہ ہیں۔ ثقہ ہیں، اُن سے ایک جماعت نے روایت لی ہے،

(۱) مطبوعہ مسند سے لفظ (قَالَ) ساقط ہے۔

....

اختلاط کی تہمت گئی ہے۔

حافظ ابن حجر نے فرمایا: اختلاط سے پہلے معتبر علما میں سے ایک تھے۔(ہدی الساری: ۴۳۱)

ذہبی نے کہا: کوفہ کے ائمہ تابعین اور اُن کے معتبر علما سے ہیں، مگر یہ کہ بوڑھے ہو گئے اور بھول جاتے تھے اختلاط کا شکار نہیں تھے۔ اُن سے سفیان بن عیینہ نے سماعت کی ہے، قدرے تغیر ہو گیا تھا۔ (المیزان: ۲۷۰/۳)

میں کہتا ہوں: ابتداء میں جنہوں نے اُن سے سُنا ہے اُس کی صحت میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور ابو اسحاق کی روایات اُن کے صدق و حفظ پر دلالت کرتی ہیں اور معتبر ثقہ سے بھی کبھی کوئی خطا ہو جاتی ہے۔

حافظ ابن رجب نے وکیع پر رد کرتے ہوئے کہا: ابو اسحاق، اعمش اور منصور وغیرہم ثقہ اور صدق و امانت والوں سے کہاں ہیں؟ (شرح العلل: ۷۵)

هبيرة: وہ ابن یریم الشیبانی ہیں۔

ذہبی نے کہا: ابو اسحاق اور ابو فاختہ کے سوا اُن سے کسی نے روایت نہیں کی۔

ابن ابی حاتم سے اُن کا قول نقل کیا گیا ہے کہ (ہبیرہ) مجہول کی مثل ہیں۔

نسائی نے کہا: قوی نہیں ہیں۔

احمد نے فرمایا: اُن کی حدیث میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (المیزان: ۲۹۳/۴)

اور حق یہ ہے کہ معروف ہیں۔ شاید صحیح بات وہ ہے جو حافظ ابن حجر نے "التقریب" میں کہی ہے: ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن حبان نے اُن کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔

[التخريج]

اس کی اسناد صحیح ہے۔ جیسا کہ الشیخ شاکر نے اِسے مقرر رکھا ہے۔ (۱۷۱۹)

اور اگلی حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

[3] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیعٌ ، عَنْ (شَرِیْکٍ)(١)، عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُبْشِيٍّ قَالَ: خَطَبَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بَعْدَ قَتْلِ عَلِيٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ:

لَقَدْ فَارَقَکُمْ رَجُلٌ بِالْاَمْسِ، مَا سَبَقَهُ الْأَوَّلُوْنَ بِعِلْمٍ ،وَ لَا أَدْرَکَهُ الْآخِرُوْنَ، إِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیَبْعَثُهُ وَ یُعْطِیْهِ الرَّایَةَ، وَ لَا یَنْصَرِفُ حَتّٰی یُفْتَحَ لَهُ ،وَ مَا تَرَکَ مِنْ صَفْرَاءَ وَ لَا بَیْضَاءَ ،إِلَّا سَبْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ مِنْ عَطَایَاهُ ، کَانَ یَرْصُدُهَا لِخَادِمِ أَهْلِهٖ .

حضرت عمرو بن حبشی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کے بعد حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

کل تم سے ایک ایسا شخص جدا ہو گیا ہے کہ پہلے لوگ علم میں اُن سے سبقت نہ لے جا سکے اور نہ بعد والے اُن کا مرتبہ پا سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں بھیجتے تھے اور انہیں جھنڈا عطا فرماتے تھے۔ وہ فتح اور کامیابی حاصل کئے بغیر واپس نہیں آتے تھے۔ انہوں نے اپنے ترکے میں کوئی سونا اور چاندی نہیں چھوڑا سوائے اپنے وظیفے کے سات سو دراہم کے جو انہوں نے اپنے گھر کے خادم (نوکر) کے لئے رکھے ہوئے تھے۔

[الاسناد]

وکیع: اِس سے پہلے اُن پر تبصرہ گزر چکا ہے۔

اسرائیل: ابن یونس بن ابی اسحاق السبیعی۔

ابوداؤد نے کہا: میں نے سیدنا احمد بن حنبل سے پوچھا: اسرائیل جب حدیث میں منفرد ہو تو کیا

(١) المسند طبعۃ الحلبی میں ایسے ہی ہے۔ اور الشیخ شاکر کی تحقیق یہ ہے کہ "اسرائیل" ہے اور یہی صحیح ہے۔

....

اس سے احتجاج کیا جائے، (انہیں حجت اور دلیل بنایا جائے)؟ فرمایا: اسرائیل حدیث میں پختہ ہے۔

یحییٰ بن معین نے کہا: ثقہ ہے۔

ابو حاتم نے کہا: مضبوط ثقہ ہے۔ (تہذیب الکمال وحاشیتہ، ترجمہ ۴۰۲)

بعض علما نے اسرائیل کے متعلق کلام کیا ہے۔ ذہبی نے اُس کلام کو رد کر دیا اور فرمایا: بخاری اور مسلم نے اُصول میں اسرائیل پر اعتماد کیا ہے۔ اور وہ ستون کی طرح پختہ ہے۔ لہذا جس نے اُنہیں ضعیف کہا ہے اُن کی تضعیف کی طرف التفات وتوجہ نہیں کی جائے گی۔ (المیزان ۲۰۹/۱)

اور حق وہی ہے جو ذہبی نے کہا ہے کہ اسرائیل ثقہ ہیں۔ اگرچہ اُن کی بعض خطائیں ہیں۔ پس اُن خطاؤں کی وجہ سے اُن پر عیب نہیں لگایا جائے گا کیونکہ وہ کثیر روایات کے حافظ ہیں۔

ابن عدی کہتے ہیں: اسرائیل کی اخبار کثیر ہیں، حدیث پر اُن کی استقامت غالب ہے اور اُن لوگوں میں سے ہیں جن کی حدیث لکھی جاتی ہے اور اُنہیں حجت بنایا جاتا ہے۔

ابو اسحاق: اس سے پہلے والی حدیث میں اُن پر تبصرہ گزر چکا ہے۔

عمرو بن حُبشی الزُبیدی: ابن حبان نے ان کا ذکر ''الثقات'' میں کیا اور خزرجی نے ''الخلاصۃ'' میں کہا: قابل اعتبار ہے۔

الشیخ شاکر نے کہا: ثقہ تابعی ہے۔ ابن ابی حاتم نے ''الجرح والتعدیل'' (۲۲۶/۱/۳) میں ان کے حالات زندگی لکھے، انہوں نے اُن کے بارے میں کوئی جرح بیان نہیں کی۔

[التخریج]

مجمع الزوائد (۱۴۶/۹) میں کہا: احمد نے اسے بہت اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے۔ احمد کی اسناد اور بزار اور طبرانی کبیر میں بعض طرق حسان ہیں۔

اس پر الشیخ شاکر نے نشاندہی کی کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ ان دو روایتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

ہیثمی نے اسے ''کشف الاستار'' (۲۰۵/۳) میں **ابی جعفر احمد بن موسی التمیمی ، ثنا القاسم بن الضحاک ، ثنا یحیی بن سلام ، عن ابی الجارود ، عن منصور ، عن ابی**

رزین کے طریق سے وارد کیا۔

ابورزین نے بیان کیا کہ حضرت حسن بن علی ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا جب آپ کے والد ماجد کو شہید کیا گیا، آپ پر سیاہ عمامہ تھا، آپ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! کل رات تم سے ایک ایسا شخص جدا ہو گیا ہے کہ پہلے لوگ اُن سے سبقت نہ لے جا سکے اور نہ بعد والے اُن کا مرتبہ پا سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں میدان جنگ میں بھیجتے تھے اور انہیں جھنڈا عطا فرماتے تھے۔ جب لڑائی کا شور بلند ہوتا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کی دائیں جانب قتال کرتے اور حضرت میکائیل علیہ السلام آپ کی بائیں طرف قتال کرتے۔ آپ فتح حاصل کئے بغیر واپس نہیں لوٹتے تھے۔

آپ اس حال میں چلے گئے کہ آپ نے (اپنے ترکے میں) کوئی سونا اور چاندی نہیں چھوڑا سوائے اپنے زائد وظیفے کے سات سو دراہم کے۔ آپ کا ارادہ تھا کہ اُن سے اپنے گھر والوں کے لیے ایک خادم خریدیں۔ آپ اُس رات وفات پا گئے جس رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا۔ وہ رمضان کی اکیسویں رات تھی۔

بزار نے کہا: ہم صرف یہی جانتے ہیں جو ابورزین نے حسن بن علی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

[4] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ ، قَالَ اَخْبَـرَنَا سُفْیَانُ ، عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ ، (عَنْ بُرَیْدِ بْنِ اَبِیْ) (۱) مَرْیَمَ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيّ ﷺ :

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّـمَـهُ اَنْ یَّقُوْلَ فِی الْوِتْرِ...... فَذَکَرَ مِثْلَ حَدِیْثِ یُوْنُسَ .

برید بن ابی مریم سے روایت ہے کہ حضرت حسن بن علی ﷺ نے فرمایا:
رسول اللہ ﷺ نے انہیں سکھایا کہ وہ وتر میں یہ دعا پڑھیں ......پھر حدیث یونس کی مثل حدیث ذکر کی۔

[الاسناد]

عبدالرزاق: مشہور حافظ، صاحب المصنف الجامع ہیں۔
ابھی نمبر (۱۱، ۱۶) میں ان کا ذکر آئے گا۔
سفیان الثوری: حافظ اور سردار ہیں۔
ان کا ذکر حدیث نمبر (۱۳) میں آئے گا۔
خطیب نے کہا: دین کے بلند پایہ افراد میں سے تھے۔
باقی اسناد حدیث نمبر (۱) میں گزری ہے۔

[التخریج]

اس کی اسناد صحیح ہے۔اور دیکھیں: حدیث نمبر (۱)

(۱) مسند طبعۃ الحلبی میں ۔اور طبعۃ الشیخ شاکر میں "عن ابی الحوراء" ہے اور یہی درست ہے۔

[5] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ ، قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ .

أَنَّهُ مَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ، فَقَامَ الْقَوْمُ وَلَمْ يَقُمِ الْحَسَنُ، فَقَالَ الْحَسَنُ: مَا صَنَعْتُمْ ؟ إِنَّمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ تَأَذِّيًا بِرِيْحِ الْيَهُوْدِ .(۱)

سیدنا محمد بن علی ﷺ، حضرت حسن بن علی ﷺ سے مروی ہیں کہ ایک بار ایک جنازہ گزرا۔ لوگ کھڑے ہو گئے لیکن حضرت حسن ﷺ کھڑے نہ ہوئے، پھر آپ نے فرمایا: یہ تم کیا کر رہے ہو؟ رسول اللہ ﷺ تو اس یہودی میت کی بد بو سے (ایذاء محسوس کرتے ہوئے) تنگ آ کر کھڑے ہوئے تھے۔

[الاسناد]

عفان: ابن مسلم الانصاری الصفار، ثقہ امام ہیں۔ ابو حاتم نے کہا: امام ثقہ مضبوط ہیں۔ ابن عدی نے کہا: وہ بہت ثقہ ہیں اس بات سے کہ اُن کے بارے میں کچھ کہا جائے۔

(الخلاصۃ: ۲۶۸)

حماد: وہ ابن سلمہ ہیں۔ حجاج بن ارطاۃ کے طریق سے حماد بن زید کے ساتھ روایت میں شریک ہوتے ہیں مگر عفان، حماد بن زید سے روایت نہیں کرتے مگر وہ انہی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور کبھی حماد بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں تو اُن کی طرف منسوب نہیں کرتے، جیسا کہ حافظ مزی نے اسے مقرر رکھا ہے۔ (تہذیب الکمال: ۲۶۹/۶) اور حماد ثقہ فاضل نبیل ہے۔

عنقریب اُن کے حالات زندگی حدیث نمبر (۳۰، ۴۰) میں آئیں گے۔

الحجاج بن ارطاۃ: علمانے اُن کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ اور اُن پر تدلیس کا عیب

(۱) طبعۃ الشیخ شاکر میں "الْيَهُوْدِی" ہے۔

....

لگایا ہے۔اُن کی حدیث جب عنعنہ سے ہوتو وہ ایسی نہیں ہوگی کہ اُس کے ساتھ احتجاج کیا جائے۔واللہ اعلم

حافظ نے ''تقریب'' (۱۵۲/۱) میں کہا: سچے ہیں بہت خطائیں اور تدلیس کرتے ہیں۔

ابن عدی نے کہا: لوگوں نے اُن پر زہری وغیرہ سے تدلیس کرنے کا عیب لگایا ہے، اور بسا اوقات بعض روایات میں خطا کر جاتے ہیں۔ بہر حال دانستہ جھوٹ نہیں بولتے، اور یہ اُن لوگوں میں ہیں جن کی احادیث لکھی جاتی ہیں۔(الکامل: ۶۴۶/۲)

محمد بن علی: ابن الحسین بن علی بن ابی طالب، ابو جعفر الباقر۔

ایک جماعت نے اُن سے روایت لی ہے، اور ابن سعد نے کہا: ثقہ کثیر الحدیث ہیں۔

احمد محمد شاکر نے کہا: تابعی ثقہ ہیں لیکن اپنے والد ماجد کے چچا حضرت حسن بن علی ﷛ کو نہیں پایا۔

کیونکہ آپ سنہ ۵۶ ہجری میں پیدا ہوئے اور حضرت امام حسن ﷛ نے سنہ ۵۰ ہجری میں وفات پائی۔

[التخریج]

منقطع ہونے کی وجہ سے اس کی اسناد ضعیف ہے۔ سیدنا محمد الباقر ﷬ نے اپنے والد ماجد کے چچا حضرت حسن بن علی ﷛ کو نہیں پایا۔ اور مسند الحسین کی حدیث نمبر (۱۶) آئے گی۔ اور کہا کہ محمد بن علی نے سیدنا حسین ﷛ اور ابن عباس ﷛ سے یا دونوں میں سے ایک سے روایت کیا حالانکہ انہوں نے اپنے دادا سیدنا حسین کو بچپن میں ہی پایا ہے پس اُن سے سنا نہیں ہے۔ اُن کی روایت حضرت ابن عباس ﷛ سے متصل ہے۔ لیکن اس حدیث میں جزم و یقین نہیں ہے کہ یہ انہوں نے اُنہی سے سنی ہے۔ کیونکہ اگر اُنہی سے سنی ہوتی تو یہ نہ کہتے ''اَوْ عَنْ اَحَدِهِمَا'' یا اُن دونوں میں سے ایک سے۔ اور اسے شک پر روایت نہ کرتے، لہذا اسیاق اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث انہیں اُنہی (ابن عباس ﷛) سے پہنچی ہے۔

ایسے ہی تھوڑے تصرف کے ساتھ الشیخ شاکر نے بیان کیا ہے۔

اور یہ حدیث طبرانی نے ''المعجم الصغیر'' (۱۱۹/۱) میں معلق روایت کی ہے۔ اور وہ ضعیف ہے۔

حافظ نے اس کی نسبت طبرانی اور بیہقی کی طرف کی ہے اور کہا کہ اس کی اسانید صحت میں دوسری اسناد کا مقابلہ نہیں کرتیں۔ امام بیہقی نے السنن الکبری (۲۱/۴) میں جنازے کے لیے کھڑے ہونے کی احادیث نسخ وارد کی ہیں۔ وہاں رجوع کرنا چاہیے۔

[6] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ،قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَ بْنُ سَعِیْدٍ، (۱) قَالَ حَدَّثَنِیْ بُرَیْدُ بْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ ، عَنْ أَبِی الْحَوْرَاءِ السَّعْدِیِّ ،

قَالَ:قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ﷺ : مَا تَذْکُرُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟

قَالَ:اَذْکُرُ اَنِّیْ أَخَذْتُ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ، فَاَلْقَیْتُهَا فِیْ فِمِیْ ، فَانْتَزَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلُعَابِهَا ، فَاَلْقَاهَا فِی التَّمْرِ ، فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ:مَا عَلَیْکَ لَوْ اَکَلَ هٰذِهِ التَّمْرَةَ ؟ قَالَ: إِنَّا لَا نَأْکُلُ الصَّدَقَةَ .

قَالَ: وَ کَانَ یَقُوْلُ :دَعْ مَا یَرِیْبُکَ إِلٰی مَا لَا یَرِیْبُکَ ، فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَانِیْنَةٌ ، وَ اِنَّ الْکَذِبَ رِیْبَةٌ . قَالَ: وَ یُعَلِّمُنَا هٰذَا الدُّعَاءَ .

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ ، وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ ، وَ تَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ ، وَ بَارِکْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَیْتَ ، وَ قِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ ، إِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَالَیْتَ . وَ رُبَّمَا قَالَ (۲): تَبَارَکْتَ وَ تَعَالَیْتَ .

ابوالحوارا‏ء سعدی نے کہا کہ میں نے حضرت حسن بن علی ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کی کیا باتیں یاد ہیں؟

انہوں نے فرمایا: ایک مرتبہ میں نے صدقہ کی ایک کھجور اُٹھائی اور اپنے منہ میں رکھ لی۔ رسول اللہ ﷺ نے تھوک سمیت اُسے باہر نکال لیا اور اُسے دوسری کھجوروں میں ڈال دیا۔ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا: اگر یہ (بچہ) ایک کھجور کھالیتا تو کیا ہو جاتا؟

فرمایا: ہم صدقہ (کا مال) نہیں کھاتے۔

(۱) مسند میں "یحیی بن سعید ، عن شعبة " ہے اور یہی درست ہے۔ اسی طرح "المسند" تحقیق شاکر میں ہے۔ (۲) مطبوعہ المسند میں ساقط ہے۔

حضرت حسن بن علی ﷺ نے (یہ بھی) فرمایا: رسول اللہ ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے تھے
شک وشبہ والی چیز چھوڑ کر بے شبہ چیزوں کو اختیار کرو۔ بیشک سچائی میں اطمینان وسکون ہے اور
جھوٹ شک ہے۔

آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ دعا بھی سکھایا کرتے تھے،

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِی فِیْمَنْ هَدَیْتَ ، وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ ، وَ تَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ ، وَ بَارِکْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَیْتَ ، وَ قِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ ، إِنَّهُ لَا یَذِلُّ مَنْ وَالَیْتَ . وَ رُبَمَا قَالَ : تَبَارَکْ وَ تَعَالَیْتَ .

اے اللہ: اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں مجھے بھی ہدایت عطا فرما، اپنی بارگاہ سے عافیت ملنے والوں میں مجھے بھی عافیت عطا فرما، جن لوگوں کی تو سرپرستی فرماتا ہے اُن میں میری بھی سرپرستی فرما۔ جو تو نے مجھے نعمتیں عطا فرمائیں اُنہیں میرے لئے مبارک فرما، اپنے فیصلوں کے شر سے مجھے بچا، بیشک وہ ذلیل نہیں ہوسکتا جس کا تو دوست ہو جائے،
اور کبھی آپ یہ الفاظ کہتے: تو برکت والا ہے اور بلند و برتر ہے۔

[الاسناد]

یحییٰ بن سعید: بن فَرُّوْخ (فاء کے فتحہ، راء مشدد مضموم اور واؤ ساکن پھر خاء معجمہ)
التمیمی، ابوسعید القطان البصری، ثقہ متقن حافظ، امام مقتداء، حافظ العلم اور جرح وتعدیل والے ہیں۔

شعبة: ابن حجاج بن الورد العتکی، ابو بسطام الواسطی پھر بصری، ثقہ حافظ متقن ہیں۔
ثوری فرمایا کرتے تھے: وہ حدیث میں امیر المومنین ہیں، وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عراق میں رجال کی تفتیش کی اور سنت کا دفاع کیا۔ عبادت گزار تھے۔

سند کے باقی رجال کے حالات زندگی حدیث نمبر (۱) میں گزر چکے ہیں۔

....

[التخریج]

یہ حدیث کتبِ سنت میں متفرق اور بعض میں طوالت کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔ میں نے اسے متفرق بیان کرنا مناسب جانا۔ اور ابھی طوالت کے ساتھ نمبر (۱۰) میں آئے گی۔

[ا] سیدنا حسن ؓ کے کھجور کھانے کا قصہ حدیث نمبر (۷،۸) میں آئے گا اور ہم اس کے متعلق آنے والی حدیث میں بیان کریں گے۔

[ب] قوله: دَعْ مَا يُرِيبُكَ ...... الحديث.

اسے ترمذی نے (۲۵۱۸) میں، نسائی نے (۳۲۷/۸) میں، اسی طریق سے بغوی نے شرح السنۃ (۱۷/۸) میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح (۵۱۲۔ موارد الظمآن) میں، سب نے شعبۃ بن الحجاج کے طریق سے روایت کیا ہے۔

حاکم نے (۱۳/۲)، (۹۹/۴) میں اس کا اخراج کیا۔ اور کہا: صحیح الاسناد ہے ذہبی نے اُن کی موافقت کی۔ اس کا اخراج ابوداؤ د طیالسی نے بھی مسند (۱۱۸۷) میں کیا ہے۔

ابن حبان اور حاکم کی روایت میں ہے "فَإِنَّ الْخَيْرَ" اور ایک روایت میں ہے: "اَلصِّدْقُ طُمَانِيْنَةٌ، وَالشَّرُّ رِيْبَةٌ"۔

حسن بن عبیداللہ نے بُرید بن ابی مریم کے طریق سے اُن کی متابعت کی۔

حاکم اور طبرانی نے اس کا اخراج کیا اور یہ بھی صحیح ہے۔

امام احمد کے نزدیک (۱۵۳/۳) میں حدیث انس بن مالک کے عبداللہ الاسدی کے طریق سے اس کے شواہد ہیں۔ خلاصہ کلام یہ حدیث صحیح ہے، کثیر علما نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

"رِيْبَةٌ" قلق اور اضطراب کے معنی میں ہے۔

اس حدیث کا معنی، شبہات کے وقت رکنا اور اُن سے بچنا ہے۔ پس حلال پاکیزہ سے مومن کے دل میں کسی قسم کا اضطراب پیدا نہیں ہوتا۔ الخ (جامع العلوم والحکم)

[ج] بہر حال دعا: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِىْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ ......، اس کی تصحیح اور اس پر کلام حدیث نمبر (۱) میں گزر چکا ہے۔

[7] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیُ اَبِیُ ، قَالَ حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بُنُ بَکُرٍ ، قَالَ اَخبَرَنَا ثَابِتُ بُنُ عُمَارَۃَ ، قَالَ حَدَّثَنِیُ رَبِیُعَۃُ بُنُ شَیُبَانَ اَنَّہُ قَالَ لِلُحَسَنِ بُنِ عَلِیٍّ ؓ مَا تَذُکُرُ مِنُ رَسُوُلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیُہِ وَ سَلَّمَ ؟

قَالَ: اَدُخَلَنِیُ غُرُفَۃَ الصَّدَقَۃِ ،فَأَخَذُتُ مِنُهَا تَمُرَۃً، فَأَلُقَیُتُهَا فِیُ فَمِیُ .

فَقَالَ رَسُوُلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیُہِ وَسَلَّمَ أَلُقِهَا فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِرَسُوُلِ اللّٰہِ وَ لَا لِأَحَدٍ مِنُ أَهُلِ بَیُتِہٖ .

ربیعہ بن شیبان نے حضرت حسن بن علی ؓ سے پوچھا: کہ کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ کی کچھ باتیں یاد ہیں؟

انہوں نے فرمایا: ایک مرتبہ آپ نے مجھے صدقہ کے (سامان والے) کمرے میں داخل کیا تو میں نے صدقہ کی کھجوروں سے ایک کھجور اُٹھائی اور اپنے منہ میں رکھ لی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے پھینک دے کیونکہ یہ رسول اللہ (ﷺ) اور اُن کے اہل بیت میں سے کسی کے لیے حلال نہیں ہے۔

[الاسناد]

محمد بن بکر البُرسانی: حافظ ہیں۔ ابوداؤد، ابن سعد اور ابن معین نے انہیں ثقہ قرار دیا۔

ثابت بن عمارہ: ثقہ ہیں۔ ان کے حالات کا ذکر ہم نے حدیث نمبر (۱۴) میں کیا ہے۔ یہ ابو الحوراء سے زیادہ ثقہ اور زیادہ احادیث کے راوی ہیں۔ حدیث میں باقی اسناد وہی ہے جو اس سے پہلے والی حدیث میں ہے، اُن میں سے اکثر کے حالات گزر چکے ہیں۔

[التخریج]

ہیثمی نے مجمع الزوائد (۹۰/۳) میں کہا: اسے احمد نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

اور الشیخ شاکر نے (۱۷۲۴) میں کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔

[8] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ ھُوَ الزُّبَیْرِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ حَدَّثَنَا بُرَیْدُ بْنُ أَبِی مَرْیَمَ ،عَنْ أَبِی الْحَوْرَاءِ قَالَ :

کُنَّا عِنْدَ حَسَنِ بْنِ عَلِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا ،فَسُئِلَ مَا عَقَلْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ؟أَوْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ؟

قَالَ: کُنْتُ أَمْشِیْ مَعَہٗ فَمَرَّ عَلٰی جَرِیْنٍ مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَۃِ ، فَأَخَذْتُ تَمْرَۃً فَأَلْقَیْتُھَا فِیْ فِیَّ، فَأَخَذَھَا بِلُعَابِیْ،

فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ:وَ مَا عَلَیْکَ لَوْ تَرَکْتَھَا؟

قَالَ: إِنَّا آلُ مُحَمَّدٍ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَۃُ .

قَالَ: وَعَقَلْتُ مِنْہُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ.

برید بن ابی مریم نے ابوحوراء سے روایت کیا کہ ہم حضرت حسن بن علی ؓ کے پاس حاضر تھے۔آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ سے کیا کچھ یاد ہے؟

انہوں نے فرمایا: ایک مرتبہ میں آپ کے ساتھ جا رہا تھا۔آپ ﷺ صدقے کی کھجوریں خشک کرنے کی جگہ سے گزرے۔میں نے ایک کھجور اُٹھائی اور اپنے منہ میں ڈال لی۔آپ ﷺ نے اس کھجور کو میرے تھوک سمیت نکال دیا۔

کسی نے عرض کیا: اگر آپ یہ ایک کھجور چھوڑ دیتے تو کیا ہو جاتا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ہم آل محمد ہیں ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔

سیدنا حسن ؓ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ سے پانچ نمازیں یاد رکھی ہیں۔

[الاسناد]

ابو احمد الزبیری: محمد بن عبداللہ بن الزبیر، ثقہ حافظ ہیں۔
ایک جماعت نے اُن سے روایت لی ہے، عجلی نے انہیں ثقہ قرار دیا۔
نسائی نے کہا: اُن میں کوئی حرج نہیں ہے۔

العلاء بن صالح: التیمی الکوفی ہیں۔
ابن معین اور ابوداؤد نے اُنہیں ثقہ کہا،
ابوزرعہ اور ابوحاتم نے کہا: اُن میں کوئی حرج نہیں۔
ابن المدینی نے کہا: انہوں نے احادیث مناکیر روایت کی ہیں۔ (المیزان: ۱۰۱/۳)
اسناد کے باقی رجال کے حالات گزر چکے ہیں۔

[التخریج]

ہیثمی نے اسے مجمع الزوائد (۹۰/۳) میں وارد کیا اور کہا:
اسے احمد، ابویعلی اور طبرانی نے الکبیر میں روایت کیا اور احمد کے رجال ثقہ ہیں۔
احمد شاکر نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے اور حدیث، ماقبل حدیث کے معنی میں ہے۔ (۱۷۲۵)

[9] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ ، قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِی ابْنَ إِبْرَاهِيمَ وَهُوَ التُّسْتَرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ:

نُبِّئْتُ أَنَّ جَنَازَةً مَرَّتْ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ -رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا- ، فَقَامَ الْحَسَنُ وَ قَعَدَ ابْنُ عَبَّاسٍ ،فَقَالَ الْحَسَنُ لِابْنِ عَبَّاسٍ :أَلَمْ تَرَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ ! ،

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَلٰى ،وَ قَدْ جَلَسَ. فَلَمْ يُنْكِرِ الْحَسَنُ مَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

یزید بن ابراہیم تستری نے بیان کیا کہ ہم سے محمد رحمہ اللہ نے یہ بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن اور حضرت عبداللہ بن عباس رضوان اللہ علیہما کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے رہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے تھے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں، لیکن بعد میں آپ بیٹھے رہنے لگے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا (یہ سن کر) حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کوئی نکیر نہ فرمائی۔

[الاسناد]

عفان: ان پر تبصرہ حدیث نمبر (۵) میں گزر چکا ہے۔

یزید بن ابراهیم التُستری: احمد، ابوحاتم، ابن معین اور وکیع نے انہیں ثقہ کہا۔

ان پر خاص اس حدیث کی وجہ سے عیب لگایا گیا ہے جو انہوں نے قتادہ سے روایت کی ہے۔ اور جس میں خطا کریں اس سے بچنا درست ہے۔ پس یزید، ثقہ نبیل ہیں، ائمہ کرام نے اُن کی تعریف

وتوصیف کی ہے۔

ابوقطن نے کہا:(حدثنا یزید بن ابراھیم التستری الذھب المصفی)

محمد: ابن سیرین، مشہور تابعی ہیں، اُن کا ذکر کسی بھی توثیق سے بے پرواہ ہے۔

[التخریج]

محمد بن سیرین کے قول میں ایک راوی کے ابہام (مبہم ہونے) کی وجہ سے اس کی اسناد ضعیف ہے۔اور وہ ہے، (نُبِئْتُ أَنَّ جَنَازَةً) پس یہ راوی مبہم ہے جس نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کو خبر دی۔

لیکن حدیث، ثقات راویوں کے ساتھ موصولاً نمبر (۱۱) میں آئے گی، اور اس اسناد کے ذریعے اُس حدیث کی علت بیان ہو جاتی ہے۔

لیکن اسے نسائی نے (۴۶/۴) میں روایت کیا ہے جو اس کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔جیسا کہ ہم وہاں ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔

[10] حَدَّثَنَا اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، قَالَ سَمِعْتُ بُرَيْدَ بْنَ أَبِیْ مَرْيَمَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِی الْحَوْرَاءِ ، قَالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ :مَا تَذْكُرُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟

قَالَ: اَذْكُرُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنِّیْ أَخَذْتُ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ ، فَجَعَلْتُهَا فِیْ فِیَّ ، قَالَ فَنَزَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلُعَابِهَا ، فَجَعَلَهَا فِی التَّمْرِ.

فَقِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كَانَ عَلَيْکَ مِنْ هٰذِهِ التَّمْرَةِ لِهٰذَاالصَّبِيِّ ؟

قَالَ: إِنَّا آلُ مُحَمَّدٍ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ .

قَالَ : وَ كَانَ يَقُوْلُ: دَعْ مَا يَرِيْبُکَ إِلٰى مَا لا يَرِيْبُکَ ، فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَانِيْنَةٌ ، وَ اِنَّ الْكَذِبَ رِيْبَةٌ .

وَ كَانَ يُعَلِّمُنَا هٰذَا الدُّعَاءَ :

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ ، وَعَافِنِیْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ ، وَ تَوَلَّنِیْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ ، وَ بَارِکْ لِیْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ ، وَ قِنِیْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ ، إِنَّکَ تَقْضِیْ وَ لَا يُقْضٰى عَلَيْکَ ، إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ .

قَالَ شُعْبَةُ وَ اَظُنُّهُ قَدْ قَالَ هٰذِهٖ اَيْضًا : تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ .

برید بن ابی مریم نے ابوحوراء سے روایت کیا کہ میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ سے کیا کچھ یاد ہے؟

انہوں نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ سے یاد ہے کہ (ایک مرتبہ) میں نے صدقہ کی ایک کھجور لی اور اپنے منہ میں ڈال لی۔ فرمایا: تو آپ ﷺ نے اس کھجور کو اس کے تھوک سمیت

نکال کراُسے کھجوروں میں رکھ دیا۔

عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اگر آپ یہ کھجور اس بچے کے لیے چھوڑ دیتے تو کیا ہو جاتا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ہم آلِ محمد ہیں ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔

نیز سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے بتایا: آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

دَعْ مَا يَرِيْبُكَ إِلٰى مَا لا يَرِيْبُكَ ، فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَانِيْنَةٌ ، وَ إِنَّ الْكَذِبَ رِيْبَةٌ .

شک وشبہ والی چیز چھوڑ کر بے شبہ چیزوں کو اختیار کرو۔ بیشک سچائی میں اطمینان و سکون ہے اور جھوٹ شک ہے۔

(پھر فرمایا:) رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ دعا بھی سکھایا کرتے تھے،

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِىْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ ، وَعَافِنِىْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ ، وَ تَوَلَّنِىْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ ، وَ بَارِكْ لِىْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ ، وَ قِنِىْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ ، إِنَّكَ تَقْضِىْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ ، إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ .

اے اللہ: اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں مجھے بھی ہدایت عطا فرما، اپنی بارگاہ سے عافیت ملنے والوں میں مجھے بھی عافیت عطا فرما، جن لوگوں کی تو سرپرستی فرماتا ہے اُن میں میری بھی سرپرستی فرما۔ جو تو نے مجھے نعمتیں عطا فرمائیں اُنہیں میرے لئے مبارک فرما، اپنے فیصلوں کے شر سے مجھے بچا، کیونکہ تو فیصلہ کر سکتا ہے، تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ بیشک وہ ذلیل نہیں ہو سکتا جس کا تو دوست ہو جائے،

شعبہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ الفاظ بھی کہے:

تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ .

اے ہمارے رب! تو برکت والا ہے اور بلند و برتر ہے۔

شعبہ نے کہا: یہ حدیث مجھ سے اُس شخص نے بیان کی ہے جس نے اُن سے سنی ہے پھر شعبہ نے اس حدیث کا مخرج مہدی کی طرف کیا ہے اُن کے باپ کی وفات کے بعد، پس انہوں نے (تَبَارَکْتَ وَ تَعَالَیْتَ) کے الفاظ میں شک نہیں کیا۔

شعبہ سے پوچھا گیا: آپ اس میں شک کرتے ہیں۔

انہوں نے کہا: اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

[الاسناد]

محمد بن جعفر: غندر سے ملقب ہیں، حافظ، ثقہ اور صاحب فضیلت ہیں۔

اسناد کے باقی رجال پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔

[التخریج]

اس کی اسناد صحیح ہے۔

اسے دارمی نے (۱/۳۷۳) میں روایت کیا۔ ثنا عثمان بن عمر، عن شعبة بہ کی سند سے، ابو یعلی نے اپنی مسند (۴۸۸۔ زوائدہ) میں عبدالملک ابی عامر العقدی، عن شعبة کے طریق سے روایت کیا۔

ابو یعلی کی سند میں ہے: عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ نے کھجور کیوں نکالی؟

حدیث نمبر (۶) میں گزرا، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: مَا عَلَیْکَ لَوْ اَکَلَ هٰذِهِ التَّمْرَةَ؟

ایک شخص نے آپ سے عرض کیا: اگر آپ یہ ایک کھجور چھوڑ دیتے تو کیا ہو جاتا؟

حدیث نمبر (۸) میں گزرا، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: وَ مَا عَلَیْکَ لَوْ تَرَکْتَهَا؟

کسی نے عرض کیا: اگر آپ یہ ایک کھجور چھوڑ دیتے تو کیا ہو جاتا؟

اس حدیث کو بخاری، مسلم، امام احمد، دارمی اور بغوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

اوراس قصے میں کسی شخص کا اعتراض نہیں ہے۔ خطاب تو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے تھا۔

میں نے نمبر (۱۴) میں ان کتابوں میں اس حدیث کی تخریج کا ذکر کر دیا ہے۔

اُن کے نزدیک اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ ،

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : كَخٍ كَخٍ ، اِرْمِ بِهَا ، اَمَا عَلِمْتَ اَنَّا لَا نَاْكُلُ الصَّدَقَةَ ۔

یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے زکوۃ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اپنے منہ میں ڈال لی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے تھوک دو، اسے تھوک دو، کیا تم نہیں جانتے ہم زکوۃ کا مال نہیں کھاتے۔

اور سب نے اسے متعدد طرق سے روایت کیا ہے۔

عن شعبة ، عن محمد بن زیاد ، عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ۔

[11] حَدَّثَنا عَبْدُاللهِ ، قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ ،قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ،قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ(١) عَنِ ابْنِ سِيْرِينَ :

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرَّتْ بِهِمَا جَنَازَةٌ ، فَقَامَ أَحَدُهُمَا وَجَلَسَ الْآخَرُ، فَقَالَ الَّذِیْ قَامَ: أَمَا تَعْلَمُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ ؟ قَالَ : بَلَى وَ قَعَدَ .

سیدنا ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔اُن میں سے ایک (یعنی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ) کھڑے ہو گئے اور دوسرے صاحب (یعنی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ) بیٹھے رہے۔

جو کھڑے ہوئے انہوں نے پوچھا: کیا آپ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے تھے؟

(بیٹھے ہوئے شخص یعنی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے) کہا کیوں نہیں، لیکن بعد میں آپ بیٹھے رہنے لگے تھے۔

[الاسناد]

عبدالرزاق: آپ ابن ہمام حافظ ثقہ ہیں۔نمبر (۴) میں گزر گیا ہے۔

معمر: ابن راشد الازدی، الیمانی چوٹی کے عالم۔نسائی نے کہا: ثقہ مأمون ہیں۔

ایوب: ابن کیسان ابوبکر البصری، سختیانی کے نام سے مشہور ہیں۔

(۱) "المسند" میں ہے: حدثنا معمر ، عن ایوب ، عن ابن سیرین ۔ اور یہی درست ہے۔ مخطوطہ سے 'ایوب' ساقط ہے۔اس کے بعد والی حدیث میں آئے گا۔اسی طرح نسائی میں ایک اور طریق سے ہے۔

....

سفیان بن عیینہ نے کہا: میں نے اپنے زمانے میں سب سے زیادہ ثقہ دیکھا، (المعرفۃ والتاریخ)

ابن معین نے کہا: ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا: ثقہ اور حدیث میں پختہ تھے۔ جامع، کثیر علم والے اور حجت عادل تھے۔ ابوحاتم نے کہا: ثقہ ہیں، اس طرح کے شخص کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا۔

نسائی نے کہا: ثقہ مضبوط ہیں۔

ابن سیرین : آپ کا نام محمد ہے۔ آپ کے متعلق حدیث نمبر (۹) میں گزر چکا ہے۔

[التخریج]

اسے نسائی نے (۴/۴۶-۴۷) میں روایت کیا۔ **اخبرنا قتیبة عن حماد ، عن ایوب به** اور ذکر کیا کہ "اَلْقَائِم" کھڑے شخص، سیدنا حسن ﷺ اور "اَلْقَاعِد" بیٹھے شخص، سیدنا ابن عباس ﷺ تھے۔

پھر اسے **یعقوب بن ابراهیم ، عن هشیم ، أنبانا منصور ، عن ابن سیرین** کے طریق سے روایت کیا۔ اور یہ دونوں سندیں صحیح ہیں۔

اسے امام احمد نے، **ثنا هشیم به** کے طریق سے روایت کیا۔ (۱/۳۳۸)

پھر اسے نسائی نے (۴۷/۱) میں **یعقوب بن ابراهیم ، عن اسماعیل بن علیة ، عن سلیمان التیمی ، عن ابی مجلز** (اور وہ لاحق بن حمید ہیں)، **عن ابن عباس والحسن** کے طریق سے روایت کیا۔

اور یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ اور ابن سیرین کے لیے ابومجلو سے جید متابعت ہے۔ اور یہ حدیث کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔ **والحمد لله رب العالمین۔**

اور اسے امام احمد نے روایت کیا ہے جیسا کہ نمبر (۱۲) میں **عبدالوهاب الثقفی ، عن ایوب** کے طریق سے آئے گا۔

نسائی کے پہلے طریق میں حماد، وہ ابن زید ہیں۔ **والله اعلم**

حافظ الدنیا ابوالحجاج المزی نے کہا: حماد بن زید سے روایت میں منفرد ہیں، وہ احمد ابن عبدة الضبی، ابوالربیع الزہرانی اور قتیبہ ...... ہیں اھ۔ (۶/۲۶۹)

اور ابو مجلز، وہ لاحق بن حمید ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ انہوں نے حضرت ابن عباس اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو پایا ہے۔ المزی نے 'التہذیب' میں اُس کی روایت ان دونوں سے ذکر کی ہے۔ اور اُن کے رُوات میں اسے (مجلز کو) شمار کیا ہے۔

حدیث میں جنازہ کیلئے قیام چھوڑنے پر دلیل ہے اور بندے کو اس میں اختیار ہے کہ وہ چاہے تو کھڑا ہو، خواہ بیٹھا رہے۔ اُس کے لیے کھڑا ہونا مستحب ہے کیونکہ احادیث میں اس کے بارے میں آیا ہے

اور امام احمد نے اس کا فرمایا ہے۔ اُن سے ترمذی نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے: اگر چاہے تو کھڑا ہو جائے اور اگر چاہے تو نہ کھڑا ہو۔ اور نبی کریم ﷺ سے روایت کی گئی احادیث سے استدلال کیا ہے۔ اسحاق بن راہو یہ یہی فرماتے ہیں جیسا کہ سنن ترمذی (۳۵۳/۳) میں آیا ہے۔

بہر حال قیام کے نسخ کا قول غیر صحیح ہے۔ کیونکہ اس باب میں جو وارد ہوا ہے اور جس کی سند صحیح ہے وہ نسخ پر دلالت نہیں کرتا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے حال کا بیان ہے کہ آپ جنازہ کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے پھر اس کے بعد بیٹھنے لگے۔ یہ بیٹھنے کے جواز پر دلیل ہے۔

اور جو حدیث، مجھے عدمِ نسخ میں زیادہ راجح محسوس ہوتی ہے وہ حدیث ہے جسے بخاری نے (۱۰۸/۲) میں اور مسلم نے (۵۸/۳) میں روایت کیا ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ. فَقَالَ: أَلَيْسَتْ نَفْسًا؟ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا پس آپ کھڑے ہو گئے، آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے تو آپ نے فرمایا: کیا یہ (نفس) ذی روح نہیں ہے۔

پس آپ کا قول (**أَلَيْسَتْ نَفْسًا؟**) قیام کے سبب کے لیے تعلیل ہے۔ اور یہ علت جنازہ سے منقطع نہیں ہوتی اور نہ مخالف ہے۔ اور حکم معلل میں نسخ داخل نہیں ہوتا مگر اُس سے علت کی نفی کے لیے اسی لیے میں نے ترجیح دی ہے کہ یہ امر محکم ہے۔ اور جو اس میں ثابت ہے اس کی وجہ سے میں نے اس سے وجوب کی نفی کی ہے۔ اور ان روایات میں وہ بھی ہے جسے مسلم نے **کتاب الجنائز، باب نسخ القیام للجنازۃ** (۵۸/۳) میں روایت کیا ہے۔

[12] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ ،قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ عَنْ أَیُّوْبَ ، عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَأَیَا جَنَازَةً، فَقَامَ أَحَدُهُمَا وَ قَعَدَ الْآخَرُ، فَقَالَ الَّذِیْ قَامَ: أَ لَمْ یَقُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ وَ قَالَ الَّذِیْ قَعَدَ: بَلٰی وَ قَعَدَ .

سیدنا محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ سیدنا حسن بن علی اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک جنازہ دیکھا۔اُن میں سے ایک (یعنی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ) کھڑے ہو گئے اور دوسرے صاحب (یعنی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ) بیٹھے رہے۔

جو کھڑے ہوئے انہوں نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ کھڑے نہیں ہو گئے تھے؟

(بیٹھے ہوئے شخص یعنی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے) کہا کیوں نہیں، لیکن بعد میں آپ بیٹھے رہنے لگے تھے۔

[الاسناد]

عبدالوهاب الثقفی: آپ عبدالوہاب بن عبدالمجید بن صلت ہیں۔

ابن معین نے کہا: ثقہ ہیں ثقہ ہیں۔

ذہبی نے کہا: اُن کی ثقاہت پر گواہی دی گئی ہے۔ذہبی نے ''المیز ان'' میں اُنکی حمایت کی ہے عبدالوہاب سے بخاری اور مسلم نے احتجاج کیا ہے۔

[التخریج]

یہ حدیث ماقبل حدیث کے معنی میں ہے، میں نے وہاں حدیث نمبر (۱۱) میں اس پر کلام کیا ہے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، یہ دوسرا طریق ہے جس سے حدیث کی صحت مؤکد ہو جاتی ہے جیسا کہ گزرا۔

فصل

مناقب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما (١)

امام سید حسن بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف، ریحانۃ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے نواسے، جنتی نوجوانوں کے سردار، ابومحمد القرشی المدنی الشہید۔

---

(١) حالات زندگی کے مصادر:

(١) طبقات خليفة بن خياط (١/١١-٢٨٠-٤٠١-٤٤٥)، (٢/٥٧٩-٦٣٩)

(٢) التاريخ الكبير للبخارى (٢/٢٨٦) (٣) مقاتل الطالبين (٣١)

(٤) تاريخ الطبرى (٥/١٥٨-١٦٠-١٦٢-١٧٠)

(٥) الحرح والتعديل لابن ابى حاتم (٣/١٩) (٦) تهذيب التهذيب (٢/٢٩٥)

(٧) مروج الذهب للمسعودى (٣/١٨١) (٨) صفة الصفوة (١/٣١٩)

(٩) سير اعلام النبلاء للذهبى (٣/٢٤٥) (١٠) الحلية لابى نعيم (٢/٣٥)

(١١) تاريخ بغداد للخطيب البغدادى (١/١٣٨) (١٢) الكامل لابن الاثير (٣/٤٦٠)

(١٣) وفيات الاعيان لابن خلكان (٢/٦٥) (١٤) العقد الثمين (٤/١٥٧)

(١٥) تهذيب الاسماء واللغات للنووى (١/١/١٥٨)

(١٦) الوافى بالوفيات للصفدى (١٢/١٠٧) (١٧) تاريخ اليعقوبى (٢/١٩١)

(١٨) البداية والنهاية لابن كثير (٨/١٤، ٣٣، ٤٠) (١٩) الاستيعاب لابن عبدالبر (١/٣٨٣)

(٢٠) شذرات الذهب لابن العماد الحنبلى (١/٢٥٥) (٢١) الاصابة لابن حجر (٢/١١/١٣)

(٢٢) تهذيب تاريخ ابن عساكر (٤/٢٠٢-٢٣١) (٢٣) تاريخ الاسلام (٢/٢١٦)

(٢٤) العبر فى خير من غبر للذهبى (١/٥٥) (٢٥) مرآة الجنان لليافعى (١/١٢٢)

ان کے علاوہ کئی مصادر ہیں جو آپ کی سیرت طیبہ عطرہ پر مشتمل ہیں۔

آپ کی ولادت شعبان سنہ ۳ھ ہجری میں ہوئی۔اور کہا گیا ہے: اس سنہ کے نصف رمضان میں۔آپ کے نانا جان ﷺ نے آپ کی طرف سے ایک دُنبہ عقیقہ کیا۔

آپ نے اپنے نانا جان ﷺ، اپنے والد ماجد سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور والدہ ماجدہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کچھ احادیث محفوظ کی ہیں۔

آپ سے آپ کے بیٹے الحسن بن الحسن، سوید بن غفلہ، ابوالحوراء السعدی، شعبی، ہبیرہ بن یریم، اصبغ بن نباتہ اور مسیب بن نجبہ رضی اللہ عنہ نے احادیث روایت کی ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان ﷺ کے مشابہ تھے۔

[۱] بخاری اور مسلم وغیرہما نے تخریج کی ہے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے کندھے پر سوار تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ ۔(۱)

اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں سو تو اس سے محبت فرما۔

[۲] بخاری اور مسلم وغیرہما نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تخریج کی ہے، الفاظ یہ ہیں،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّ حَسَنًا فَاَحِبَّهٗ وَ اَحِبَّ مَنْ یُحِبُّهٗ . (۲)

اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں سو تو اس سے محبت فرما، اور اُس سے محبت فرما جو اس سے محبت کرے۔

---

(۱)البخاری (۷/۷٦)، مسلم (۲/۲/۱۱٦)

(۲)البخاری (۷/۷٦)، مسلم (۲/۲/۱۱۵)

[۳] بخاری نے حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:

صَلّٰی اَبُوْ بَکْرٍ صَلَاۃَ الْعَصْرِ ثُمَّ خَرَجَ یَمْشِیْ وَ مَعَہٗ عَلِیٌّ ، فَرَأٰی الْحَسَنَ یَلْعَبُ مَعَ الصِّبْیَانِ ، فَحَمَلَہٗ عَلٰی عَاتِقِہٖ ، وَ قَالَ: بِاَبِیْ شَبِیْہٌ بِالنَّبِیِّ ، لَیْسَ شَبِیْہٌ بِعَلِیٍّ وَ عَلِیٌّ یَضْحَکُ ۔(۱)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نمازِ عصر پڑھی۔ پھر نکلے اور چلنے لگے آپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، آپ نے انہیں اپنے کندھوں پر اُٹھا لیا اور فرمایا: اِن پر میرے والد فدا اور قربان ہوں یہ نبی کریم ﷺ کے مشابہ ہیں علی کے مشابہ نہیں ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہنس رہے تھے۔

[۴] امام احمد نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کی پشت مبارک اور آپ کی گردن پر سوار ہو جاتے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں نرمی سے اٹھاتے تا کہ وہ نہ روئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ حسن کے ساتھ وہ کرتے ہیں جو کسی اور کے ساتھ نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا:

اِنَّہٗ رَیْحَانَتِیْ مِنَ الدُّنْیَا ، وَ اِنَّ اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ ، وَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ ۔(۲)

---

(۱) البخاری (۷/ ۷۷) ، امام احمد (۱ /۸) ، الحاکم فی المستدرك (۳/ ۱۶۸) ، الطبرانی فی المعجم الکبیر (۳/۵/ ۲۵۲۷)

(۲) احمد (۵/ ۳۷-۳۸) ، الطبرانی فی الکبیر (۳/ ۲۲/ ۲۵۹۱) ، مجمع الزوائد (۹/ ۱۷۵) اور کہا: اسے احمد، بزار اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور احمد کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے مبارک بن فضالہ کے، اور اس کی توثیق کی گئی ہے۔

بیشک یہ دنیا سے میرا خوشبودار پھول ہے، اور میرا یہ بیٹا سید ہے، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے۔

[۵] طبرانی نے حضرت علی ﷜ سے سند جید کے ساتھ تخریج کی ہے، آپ نے فرمایا:

اَشْبَهُ النَّاسِ بِالنَّبِيِّ ﷺ مَا بَيْنَ رَأْسِهٖ اِلٰى نَحْرِهٖ "اَلْحَسَنُ". (۱)

سر سے گلے تک نبی کریم ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ حسن (﷜) ہے۔

[٦] بزار نے ایسی سند سے روایت کیا جس کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے ہاشم بن البرید کے اور وہ ثقہ ہیں۔ رجاء بن ربیعہ سے مروی ہیں انہوں نے فرمایا: میں مدینہ منورہ میں مسجد رسول ﷺ میں ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا جس میں حضرت ابوسعید اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ (اس دوران) حضرت حسن بن علی ﷜ وہاں سے گزرے اور سلام کیا۔ سب نے اُن کے سلام کا جواب دیا لیکن حضرت عبداللہ بن عمرو ﷜ خاموش رہے۔ پھر حضرت حسن ﷜ کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا: وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰه۔ پھر کہا: یہ زمین سے آسمان تک کے رہنے والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اللہ کی قسم میں نے اُن سے (واقعہ صفین) کے دن سے بات نہیں کی۔ ابوسعید نے فرمایا: آپ اُن کے پاس حاضر ہو کر معذرت کیوں نہیں کر لیتے؟ کہا: ہاں (یہ ٹھیک ہے)۔

پھر حضرت عبداللہ بن عمرو ﷜ کھڑے ہوئے۔ پس حضرت ابوسعید ﷜ سیدنا حسن ﷜ کے پاس گئے اور (حاضری کی) اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت دے دی، پھر عبداللہ کے لیے اجازت طلب کی، وہ بھی داخل ہو گئے۔ حضرت ابوسعید ﷜ نے حضرت عبداللہ بن عمرو ﷜ سے کہا: تُو وہ بات کر جو تُو نے اُس وقت کی تھی جب حضرت حسن ﷜ گزرے تھے۔

---

(۱) المعجم الکبیر (۳/۹۸-۹۹)، مجمع الزوائد (۹/۱۷٦)

انہوں نے کہاہاں! میں تمہیں وہ بات بتا تا ہوں، بیشک یہ (سیدنا حسن ﷺ) زمین سے آسمان تک کے رہنے والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

(رجاء بن ربیعہ نے) کہا: سیدنا حسن ﷺ نے انہیں فرمایا: جب آپ جانتے ہیں کہ میں زمین سے آسمان تک کے رہنے والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہوں، پھر آپ نے ہم سے جنگ کیوں کی یا صفین کے دن کیوں زیادتی کی؟

حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں نے زیادتی نہیں کی اور نہ میں نے اُن کے ساتھ تلوار اُٹھائی لیکن میں اپنے باپ کے ساتھ حاضر تھا، (یا اسی قسم کی کوئی بات کہی)

سیدنا حسن ﷺ نے فرمایا: کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی؟

انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں! لیکن میں رسول اللہ ﷺ کے مبارک عہد میں لگاتار روزے رکھ رہا تھا تو میرے باپ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس میری شکایت لگائی کہ یارسول اللہ! (میرا بیٹا) عبداللہ بن عمرو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم فرمایا: تو روزہ رکھ اور افطار بھی کر۔ (یعنی کسی دن چھوڑ دیا کر) تو نماز پڑھ اور سویا بھی کر۔ تو اب میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، میں روزے رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا۔

نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: يَا عَبْدَ اللهِ ! اَطِعْ اَبَاکَ۔(۱)

اے عبداللہ! اپنے باپ کی اطاعت کر۔

---

(۱) مجمع الزوائد (۱۷۷-۱۷۶/۹) اور اسے بزار کے طریق کے سوا اور طریق سے روایت کیا، طبرانی نے المعجم الاوسط میں روایت کیا۔ اور ذکر کیا کہ اس کی اسناد میں علی بن سعید بن بشیر ہے۔ اور اس میں ہے کہ وہ "لین" ہے۔ (۱۸۷/۱۸۶/۹)

پس میرے والد (صفین کے دن) نکلے اور میں اُن کے ساتھ نکلا۔

[۷] امام احمد نے حضرت معاویہ ﷺ سے اس روایت کی تخریج کی، آپ نے فرمایا:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمُصُّ لِسَانَهُ أَوْ قَالَ شَفَتَهُ يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَ إِنَّهُ لَنْ يُعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (۱)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت حسن بن علی ﷺ کی زبان یا فرمایا آپ کے ہونٹ چوستے ہوئے دیکھا ہے، اور اُس زبان یا اُن ہونٹوں کو ہرگز عذاب نہیں دیا جائے گا جنہیں رسول اللہ ﷺ نے چوسا ہے۔

[۸] حاکم نے حضرت جبیر بن نفیر ﷺ سے اخراج کیا، انہوں نے فرمایا: میں نے سیدنا حسن ﷺ سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ خلافت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

قَدْ كَانَ جَمَاجِمُ الْعَرَبِ فِيْ يَدِيْ يُحَارِبُوْنَ مَنْ حَارَبْتُ، وَ يُسَالِمُوْنَ مَنْ سَالَمْتُ تَرَكْتُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَ حُقْنِ دِمَاءِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

[ثُمَّ ابْتَزَّهَا بِاَتْيَاسِ اَهْلِ الْحِجَازِ]

عرب کے رؤساء اور سردار میرے قبضے (ہاتھ) میں ہوتے تھے وہ اس سے جنگ رکھتے تھے جس سے میری جنگ ہوتی اور اُس سے دوستی رکھتے تھے جس سے میری دوستی ہوتی، میں نے تو اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اور اُمت محمدیہ کے خون کی حفاظت کی خاطر چھوڑ دیا ہے۔ [پھر اس کو حجاز والوں کے بیلوں نے اُتار لیا]۔ (۲)

---

(۱) الامام احمد فی المسند (۴/ ۹۳)، امام ہیثمی نے مجمع الزوائد (۹/ ۱۷۷) میں کہا: اسے احمد نے روایت کیا اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے عبدالرحمٰن بن ابی عوف کے اور وہ ثقہ ہیں۔

(۱) اسے حاکم نے المستدرك (۳/ ۱۷۰) میں روایت کیا۔ انہی کی طرف سے اضافہ ہے۔ ابونعیم نے الحلیة (۲/ ۳۶-۳۷) میں روایت کیا۔

حدیث

الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہما

[13] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ وَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ، قَالَا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ یَعْلَی بْنِ أَبِیْ یَحْیٰی ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ حُسَیْنٍ ، عَنْ اَبِیْهَا ،

قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ :حُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ ﷜ : قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَ لَوْ جَآءَ عَلٰی فَرَسٍ .

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سائل کا حق ہے اگر چہ وہ گھوڑے پر (سوار ہو کر) آئے۔

[الاسناد]

وکیع: حدیث نمبر(۱) میں گزر چکا ہے۔

عبدالرحمن: ابن مہدی امام العلم،

ابوحاتم نے کہا: امام ثقہ، القطان سے زیادہ اثبت اور وکیع سے زیادہ مضبوط ہیں۔

سفیان: آپ ثوری ہیں۔ حدیث نمبر(۴) میں گزر چکا ہے۔

مصعب بن محمد : ابن عبدالرحمٰن بن شرحبیل المکی۔

ابن معین نے انہیں ثقہ قرار دیا۔ ابوحاتم نے کہا: ان کی حدیث لکھی جائے گی اور اُن سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔ (الخلاصہ ص ۳۷۸)

یعلی بن ابی یحییٰ: ابوحاتم نے کہا: مجہول ہے۔ ذہبی نے ''المیزان'' (۴۵۸/۴) میں

....

انہیں ثابت رکھا ہے۔ابن حبان نے اُن کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔

امام بخاری نے ''التاریخ الکبیر'' (۴/۲/۴۱۶) میں اُن کا ذکر کیا اور اُن میں کوئی جرح وتعدیل ذکر نہیں کی۔

فاطمة بنت الحسین: ابن حبان نے انہیں ثقہ قرار دیا جیسا کہ الخلاصة (۴۹۴) میں ہے۔حافظ نے ''التقریب'' میں کہا: درجہ رابعہ سے ثقہ ہیں۔اپنے چچا حسن بن علی کے بیٹے کی زوجہ محترمہ تھیں۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

[التخریج]

اس حدیث کو ابوداؤد نے سنن (۱/۳۸۷) میں روایت کیا۔ ثنا محمد بن کثیر ، عن مصعب بن محمد ، عن یعلٰی بن ابی یحییٰ کے طریق سے، جیسے احمد کی اسناد ہے۔نیز اس میں یعلی بن ابی یحیٰ ہے۔

اور اسے یحیٰی بن آدم ، عن زھیر ، عن شیخ کے طریق سے روایت کیا۔فرمایا: میں نے اُن کے پاس سفیان کو دیکھا، عن فاطمة بنت الحسین ، عن ابیھا ، عن علی (ھو ابن ابی طالب) ، عن النبی ﷺ .

اور یہ حضرت علی بن ابی طالب ﷺ کے طریق سے غریب ہے۔اور میرا گمان ہے کہ وہ شیخ جن سے زہیر نے روایت کیا، اور سفیان کو اُن کے پاس دیکھا وہ خود مصعب ہیں واللہ اعلم۔الشیخ شاکر نے المسند پر اپنی تعلیق میں اس کا خیال ظاہر کیا ہے اور یہ ضعیف اسناد ہے۔(الامام الراوی و جماعته) اور اگر یہ صحیح ہے کہ وہ مصعب ہیں تو پھر حدیث، پہلی سند کی طرف لوٹے گی جس میں یعلی مجہول ہے۔

حدیث کے دو اور طرق ہیں جن کا ذکر حافظ عراقی نے ''التقیید والایضاح'' میں کیا ہے۔

الاوّل: حدیث ابن عباس سے،

اسے ابن عدی نے (الکامل) میں اس طریق سے روایت کیا، ابراھیم بن عبدالسلام عن ابراھیم بن یزید ، عن سلیمان الاحول ، عن طاؤوس ، عن ابن عباس ان النبی ﷺ

....

قال مثله ۔

اور یہ سند باطل ہے۔

ابراہیم بن عبدالسلام: ابن عبداللہ القرشی المخزومی۔

ابن عدی نے کہا: معروف نہیں ہے۔ مناکیر حدیث بیان کی ہیں۔ میرے نزدیک یہ حدیثیں چرانے والوں سے ہیں۔

[تہذیب الکمال ترجمۃ: ۲۰۶] انہوں نے کامل سے ابراہیم کے حالات میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے جیسا کہ اس بات کا ذکر عراقی نے کیا ہے۔ حافظ ذہبی نے (دیوان الضعفاء) میں (ورقۃ: ۹) پر ان کے بارے میں کہا: ضعیف متہم ہے۔

اگر ان سے حدیث تسلیم کر لی جائے تو ان کے شیخ ابراہیم بن یزید ہیں، القرش جو الخوزی کے نام سے معروف ہے وہ متروک الحدیث ہے۔

احمد بن حنبل نے ان کے بارے میں فرمایا: متروک الحدیث ہے۔

ابوزرعہ اور ابوحاتم نے کہا: منکر الحدیث اور ضعیف الحدیث ہے۔

بخاری نے فرمایا: محدثین نے اس کے متعلق سکوت کیا ہے۔

نسائی نے کہا: متروک الحدیث ہے۔ (الضعفاء: ترجمۃ: ۱۴)

دارقطنی نے کہا: منکر الحدیث ہے۔ (الضعفاء: ترجمۃ: ۱۳)

ابن حبان نے کہا: بہت مناکیر اور سخت اوہام روایت کیے۔ یہاں تک کہ دل میں یہ بات آتی ہے کہ انہوں نے ان چیزوں کو جان بوجھ کر روایت کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل اس کے بارے میں بری رائے رکھتے تھے۔ (المجروحین ۱/۱۰۰)

پس یہ حدیث اس سند سے باطل ہے صحیح نہیں ہے کہ یہ شاہد بنے اور نہ اس کا اعتبار کیا جائے گا۔

اسی وجہ سے پہلا ضعیف طریق تقویت نہیں پائے گا۔

الثانی: حدیث الہرماس بن زیاد سے،

....

طبرانی نے اسے روایت کیا۔جیسا کہ ''التقیید والایضاح'' میں اس طریق سے ہے، عثمان بن فائد ، عن عکرمة ابن عمار ، عن الهرماس بن زیاد قال: قال رسول الله ﷺ فذکرہ۔

عثمان بن فائد القرشی ابولبابہ، متروک الحدیث متہم ہے۔

ابن معین نے کہا: کوئی شے نہیں ہے، ابن عدی نے کہا: جو عام چیز روایت کرے وہ غیر محفوظ ہے۔(المیزان ۵۲/۳)

ابن حبان نے کہا: ثقات سے اشیاء معضلات لاتا ہے یہاں تک کہ دل میں آتا ہے کہ یہ انہیں دانستہ کرتا ہے۔اس سے احتجاج جائز نہیں ہے۔اھ (المجروحین ۱۰۱/۲)

اور ذہبی نے امام ابن حبان کی اس اتہام پر موافقت کی ہے۔

ذہبی نے حدیث ذکر کی: كَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ بِالْعَرَبِيَّةِ......اہل جنت کا کلام عربی ہے۔

اور ذہبی نے کہا: یہ موضوع ہے اور آفت عثمان ہے۔پھر امام بخاری کا ذکر کیا کہ انہوں نے فرمایا: اس میں نظر ہے۔پھر اس کی بعض منکرہ باطلہ احادیث ذکر کیں۔اور امام بخاری کے اس قول پر بات ختم کی، ان احادیث کے وضع کی تہمت عثمان پر ہے۔ایسا کم ہوتا ہے کہ امام بخاری کے نزدیک کسی شخص میں نظر ہو مگر وہ متہم ہوتا ہے۔(المیزان ۵۱/۳)

اس قسم کے راوی کی حدیث کو شاہد نہیں بنایا جاتا کیونکہ یہ متہم، صاحب اباطیل ہے۔

پس یہ حدیث ان اسناد اور طرق سے ضعیف ہے۔احمد اور ابوداؤد کا طریق اس کے امثل ہے اور آپ نے جان لیا ہے کہ اس میں یعلی بن ابی یحییٰ ہے جنہیں ابوحاتم نے مجہول قرار دیا ہے۔

اس وجہ سے حافظ عراقی کا (التقیید) میں ''اِسْنَادٌ جَيِّدٌ '' والا قول صحیح نہیں ہے۔اور ان کا قول ''جس سے ابوداؤد سکوت کریں وہ ان کے نزدیک صالح ہوتا ہے'' اسے بھی رد کیا جاتا ہے کہ کبھی ابوداؤد جس سے سکوت کرتے ہیں وہ ضعیف اور منکر ہوتا ہے بلکہ بعض رواۃ اُن کے نزدیک غیر ثقہ ہوتے ہیں۔ اور اس کی تلاش وجستجو طویل ہو جائے گی۔

علامہ سیوطی نے عراقی کا کلام (اللآلی المصنوعة) میں نقل کیا ہے، اُن سے نقل کرتے ہوئے

فرمایا:

بہرحال حدیث حسین، اس کی سند جید ہے اس کے رجال ثقات ہیں۔(اللآلی:۱۴۰/۲-۱۴۱)

عراقی کے کلام میں ''رجالہ ثقات'' کے الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ انہوں نے کہا: یہ اسناد جید ہے اور جس سے ابوداؤ دسکوت کریں وہ اُن کے نزدیک صالح ہے، اور اس یعلی کا ذکر، ابن حبان نے ثقات میں کیا ہے اور ابوحاتم نے انہیں مجہول قرار دیا ہے اور اس کے باقی رجال ثقہ ہیں......اھ

علامہ سیوطی نے اس حدیث کے متعلق (ذیل القول المسدد: ص ۶۸-۷۰) میں کلام کیا جیسا کہ تعلیق شاکر میں ہے اور ذکر کیا کہ ضیاء المقدسی نے ''احادیث المختارة'' میں اس کی تخریج کی۔

جیسا کہ الفتح الربانی ترتیب مسند احمد الشیبانی (۱۲۲/۹) سے استنباط کیا جاتا ہے۔

اس حدیث کو امام مالک نے (الموطا) میں زید بن اسلم سے مرسلا روایت کیا ہے۔

(ص ۶۱۵، کتاب الصدقة باب الترغیب فی الصدقة ط-دار الشعب بمصر)

امام ابن عبدالبر نے فرمایا: میں اس حدیث کے ارسال میں امام مالک سے خلاف نہیں جانتا۔ اور جو میں جانتا ہوں اس میں کوئی ایسی سند نہیں جس سے احتجاج کیا جائے۔

اور حدیث کو الشیخ شاکر نے احمد کے طریق سے صحیح قرار دیا ہے لیکن یعلی بن ابی یحیٰ مجہول ہے۔

اس حدیث کی عدم صحت کی ترجیح، جس کی طرف ہم گئے ہیں، شاید ابن عبدالبر کے قول میں کوئی ایسی چیز ہو جو اُسے مؤکد کرے۔

[14] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ، قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ ، قَالَ حَدَّثَنَا ثَـابِتُ بْنُ عُمَارَةَ عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ شَیْبَانَ قَالَ:قُلْتُ لِلْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ ﷜ مَا تَعْقِلُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ صَعِدْتُ غُرْفَةً فَأَخَذْتُ تَمْرَةً، فَاَكَلْتُهَا فِیْ فِیَّ،
فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : اَلْقِهَا فِإنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ .

ربیعہ بن شیبان رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا امام حسین ﷜ سے پوچھا کہ کیا آپ کو نبی کریم ﷺ سے کوئی بات یاد ہے؟

انہوں نے فرمایا:ایک مرتبہ میں اس بالا خانے پر چڑھ گیا (جہاں صدقہ کا مال و اسباب اور صدقہ کی کھجوریں پڑی تھیں) میں نے وہاں سے ایک کھجور اُٹھا کر اپنے منہ میں چبانا شروع کیا۔ (یہ دیکھ کر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے پھینک دو کیونکہ ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔

[الاسناد]

وکیع: وہ ابن الجراح، ثقہ امام ہیں۔ حدیث نمبر (۱) میں گزر چکا ہے۔

ثابت بن عمارہ: الحنفی ابو مالک البصری۔

احمد نے فرمایا: ان میں کوئی نقص نہیں۔ ابن معین نے کہا: ثقہ ہیں۔ نسائی نے کہا: اُن میں کوئی نقص نہیں۔ (التہذیب) اور اس کے حاشیہ میں ہے: دار قطنی اور ابن حبان نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ ذہبی نے کہا: سچے ہیں۔ اھ [تہذیب الکمال:۳۶۷/۴]

نیز اس (المیزان) میں ہے: ابو حاتم نے کہا: میرے نزدیک متین نہیں ہے۔ اھ

میں کہتا ہوں: ابو حاتم متشدد ہیں جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے۔ شاید ابو حاتم اُن بعض احادیث پر مطلع ہوئے ہوں جن میں ثابت بن عمارہ نے خطا کی ہے۔ لیکن وہ ایسے شخص ہیں جن کی توثیق کی گئی ہے جو

....

آپ دیکھ رہے ہیں اور علمانے انہیں قبول کیا ہے۔

ربیعہ بن شیبان: ابوالحوراء۔ حدیث نمبر(۱) میں گزر چکا ہے۔

[التخريج]

درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث الحسن بن علی ہے۔ اور کھجور نکالنے اور پھینکنے کا قصہ آپ کے ساتھ ہوا تھا۔ اور یہ بات حدیث نمبر(۶)،(۷)،(۸)،(۱۰) میں گزر چکی ہے۔

اسے امام بخاری نے (۱۵۷/۲) کتاب الزکوۃ، (۹۰/۴) جہاد میں، باب من تكلم بالفارسية ،اور مسلم نے (۱۷۷/۳) کتاب الزکوۃ، باب: تحريم الزكوة على رسول الله ﷺ و على آله ، و هم بنو هاشم و بنو مطلب ، میں، بغوی نے شرح السنۃ (۹۹/۶) میں، دارمی نے اپنی سنن (۳۸۶/۱-۳۸۷) میں امام احمد نے المسند (نمبر۷۷۴۴) میں روایت کیا، سب نے حضرت ابو ہریرہ ؓ کی حدیث سے روایت کیا۔

سب نے اس بات کا ذکر کیا کہ قصہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ تھا۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ سیدنا حسن ؓ سے اس حدیث کی تخریج پر شیخین کا اتفاق ہے۔ اگر چہ امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا حسن ؓ اور سیدنا حسین ؓ کے درمیان شک کی بنا پر یہ حدیث ایک اور سند سے بھی روایت کی ہے۔ (۱۵۶/۲) کتاب الزکوۃ، باب: اَخْذِ صَدَقَةِ التَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ ، وَ هَلْ يُتْرَكُ الصَّبِيُّ فَيَمَسُّ تَمْرَ الصَّدَقَةِ ۔

یہ ۔اس روایت میں مؤثر نہیں ہے جسے ثقات نے روایت کیا ہے کہ یہ واقعہ سیدنا حسن کے ساتھ ہوا تھا۔ یہ بات حدیث نمبر(۸) میں گزر چکی ہے۔

الشیخ شاکر نے کہا: اسے محمد بن بکر نے ثابت سے روایت کیا، پس اسے حدیث حسن قرار دیا۔ اور یہاں اسے وکیع نے ثابت سے روایت کیا تو اسے حدیث حسین قرار دیا۔ ظاہر یہ ہے کہ خطا ثابت سے سرزد ہوئی ہے۔ وہ بھول گئے اور انہوں نے سیدنا حسن ؓ کے بدلے سیدنا حسین ؓ کا نام ذکر کر دیا۔ اھ (۱۷۴/۳)۔ الشرح: دیکھیں حدیث نمبر(۶،۷)

[15] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیُ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَ يَعْلٰى قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ يَعْنِي ابْنَ دِيْنَارٍ الْوَاسِطِيَّ ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

إِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ قِلَّةَ الْكَلَامِ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ .

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
انسان کے حسن کی خوب اور اچھائی یہ ہے کہ وہ بے کار اور فضول کاموں میں کم از کم بات کرے (اور انہیں چھوڑ دے)

[الاسناد]

ابن نمیر: عبداللہ بن نمیر الہمدانی، ثقہ فاضل ہیں، ایک جماعت نے اُن سے روایت لی ہے۔ آپ مسلم کے اُن شیوخ میں ایک ہیں جن سے مسلم نے اکثر روایات لی ہیں۔

یعلی: ابن عبید الطنافسی ثقہ ہیں۔

ابن معین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

ابوحاتم نے کہا: سچے ہیں۔

امام احمد نے فرمایا: صحیح الحدیث ہیں۔

الحجاج بن دینار الواسطی: ابن مبارک، ابوخیثمہ زہیر بن حرب، یعقوب بن شیبہ اور احمد العجلی نے انہیں ثقہ قرار دیا۔

احمد اور ابن معین نے کہا: اُن میں کوئی نقص نہیں۔

ابوزرعہ نے کہا: نیک، سچے اور حدیث کو خوب جاننے والے ہیں، ان میں کوئی نقص نہیں۔

ترمذی نے کہا: ثقہ، مقارب الحدیث ہیں۔ (۳۷۹/۵)

ابو حاتم نے کہا: اُن کی حدیث لکھی جائے لیکن اُن سے استدلال نہ کیا جائے۔

ابن خزیمہ نے کہا: (فی القلب منہ) لیکن اکثر نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر بشار نے اُن میں سے کچھ کا ذکر کیا ہے: ابوداؤد، ابن عمار اور ابن مدینی وغیرہم۔

ذہبی سے ان کا یہ قول نقل کیا: کہ وہ سچے ہیں۔

حافظ ابن حجر نے فرمایا: ان میں کوئی نقص نہیں۔

یہ اقوال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ شخص جیسا کہ بیان کیا گیا ہے سچے ہیں، ان کی حدیث میں کوئی حرج نہیں، یہ ان حالات کے ساتھ زیادہ لائق اور اُن کثیرین سے بہتر ہیں جن کی احادیث کی تصحیح کی جاتی ہیں۔

شعیب بن خالد: البجلی الرازی۔

العجلی نے انہیں ثقہ کہا۔

نسائی نے کہا ان میں کوئی نقص نہیں۔

[التخريج]

الشیخ شاکر نے کہا: انقطاع کی وجہ سے اس کی اسناد ضعیف ہے۔ شعیب ثقہ ہے لیکن متاخر ہے ممکن نہیں ہے کہ انہوں نے سیدنا حسین ؓ کا زمانہ پایا ہو۔ کیونکہ وہ زہری، اعمش اور اُن کے طبقہ سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث، نمبر (۲۰) میں آئے گی۔

یہ حضرت ابوہریرہ، سیدنا علی بن الحسین اور زید بن ثابت ؓ سے بھی وارد ہوئی ہے۔ ہم وہاں اس کے متعلق کلام کریں گے۔

الشرح: دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)

[16] حَدَّثَنا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، قَالَ حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ:

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ یَزْعُمُ عَنْ حُسَیْنٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَوْ عَنْ أَحَدِهِمَا أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَجْلِ جَنَازَةِ یَهُوْدِیٍّ مُرَّ بِهَا عَلَیْهِ فَقَالَ: آذَانِیْ رِیْحُهَا.

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن علی سے سنا، وہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یا اُن دونوں میں سے ایک سے گمان کرتے کہ انہوں نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ، یہودی کے جنازے کی وجہ سے کھڑے ہو گئے جو آپ کے پاس سے گزرا، پھر آپ نے فرمایا:

اس یہودی (میت) کی بدبو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔

[الاسناد]

عبدالرزاق: ابن ہمام حمیری الصنعانی،

حدیث نمبر (۴) میں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

[التخریج]

اس کے بارے میں قول، حدیث نمبر (۵) میں گزر چکا ہے۔

[17] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ، قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ وَ عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَا :اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ اَبِیْ هِشَامٍ .

قَالَ عَبَّادٌ:اِبْنُ زِیَادٍ عَنْ (١)فَاطِمَةَ ابْنَةِ الْحُسَیْنِ ، عَنْ أَبِیْهَا الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :

مَا مِنْ مُسْلِمٍ وَ لَا مُسْلِمَةٍ یُصَابُ بِمُصِیْبَةٍ فَیَذْکُرُهَا وَ اِنْ طَالَ عَهْدُهَا (قَالَ عَبَّادٌ: قَدُمَ عَهْدُهَا)،فَیُحْدِثُ لِذٰلِکَ اسْتِرْجَاعًا، اِلَّا جَدَّدَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ عِنْدَ ذٰلِکَ ، فَاَعْطَاهَا مِثْلَ یَوْمَ اُصِیْبَ بِهَا .

سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا اپنے والد ماجد سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس مسلمان مرد یا عورت کو کوئی مصیبت پہنچے، اُسے وہ مصیبت یاد آئے اگر چہ اُس مصیبت کو گزرے ہوئے طویل زمانہ گزر چکا ہو، (یاد آنے پر) وہ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہہ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے اس پر وہی اجر و ثواب عطا فرمائے گا جو اس مصیبت پہنچنے کے دن عطا فرمایا تھا۔

[الاسناد]

یزید: ابن ہارون مشہور ثقہ ہیں۔ عنقریب حدیث نمبر (۳۰) میں آئیں گے۔

عباد بن عباد المهلبی :احمد کے شیوخ میں سے ایک ہیں۔

ذہبی نے کہا: سچے ہیں، مشہور علمائے بصرہ سے ہیں۔ (المیزان ۳۶۷/۲)

هشام بن ابی هشام : ہشام بن زیاد۔ ان کی کنیت زیاد ابو ہشام ہے۔

(۱) "المسند" میں ہے: عن امه ، عن فاطمة ۔

....

اور وہ بہت ضعیف متروک ہے۔

بخاری نے فرمایا: علما اُن کے متعلق کلام کرتے ہیں۔ (التاریخ الصغیر۲/۱۸۰)

نسائی نے کہا: متروک ہے۔ (الضعفاء ص: ۱۰۵)

ابن حبان نے کہا: یہ اُن لوگوں میں سے ہے جو ثقات سے موضوعات اور معتبر محدثین سے مقلوبات روایت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ سننے والے کے دل کی طرف یہ بات سبقت کرتی ہے کہ یہ چیزیں دانستہ روایت کی ہیں۔ (لہذا) اس سے استدلال جائز نہیں ہے۔ یہ وہی ہے جس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور انہوں نے حضرت فاطمہ بنت حسین سے...... اور یہاں اُن کی حدیث ذکر کی۔

(المجروحین: ۳/۸۸)

اُس کی کنیت: مطبوعہ مجروحین میں ''عن ابیہ'' کے الفاظ ہیں اور ایک روایت میں ''عن امه'' کے الفاظ ہیں۔ جیسا کہ ''المسند'' یا ''ابن ماجہ'' میں ہے۔

اور اس ہشام کو امام ترمذی نے اپنی جامع (۵/۱۶۳) میں ضعیف کہا ہے۔

دارقطنی نے اُسے ضعیف قرار دیا جیسا کہ الضعفاء والمتروکین (۵۶۲) میں ہے۔

فاطمة بنت الحسين: حدیث نمبر (۱۳) میں ان کے حالات گزر گئے۔

[التخريج]

اسے ابن ماجہ نے (نمبر ۱۶۰۰) پر اس سند سے روایت کیا ہے،

ثنا ابو بكر بن ابى شيبة ، ثنا وكيع بن الجراح ، عن هشام بن زياد عن امه ، عن فاطمة بنت الحسين ، عن ابيها۔

ابن حبان نے اسے (المجروحین ۳/۸۸) میں اس طریق سے روایت کیا۔

اخبرنا الفضل بن الحباب ، ثنا عبدالرحمن بن سلام الجمحى عن هشام به .

اور اسناد بہت ضعیف ہے جیسا کہ الشیخ شاکر نے ''المسند'' پر اپنی تعلیق (۱۷۳۴) پر اسے مقرر رکھا ہے۔

[18] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیُ اَبِیُ، قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیُدُ ، قَالَ اَخُبَرَنَا شَرِیُکُ بُنُ عَبُدِاللّٰهِ ، عَنُ اَبِیُ اِسُحَاقَ ، عَنُ یَزِیُدِ بُنِ اَبِیُ مَرُیَمَ ، عَنُ اَبِیُ الُحَوُرَاءِ ، عَنِ الُحُسَیُنِ بُنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنُهُمَا قَالَ :

عَلَّمَنِیُ جَدِّیُ ، اَوُ قَالَ : النَّبِیُّ ﷺ کَلِمَاتٍ ،اَقُوُلُهُنَّ فِی الُوِتُرِ -

فَذَکَرَ الُحَدِیُثَ - .

ابوالحوراء نے سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا،آپ بیان کرتے ہیں کہ میرے نانا جان ﷺ -یا فرمایا نبی کریم ﷺ- نے مجھے کچھ ایسے کلمات سکھائے ہیں جنہیں میں وتروں کی دعائے قنوت میں پڑھتا ہوں۔

پھر پوری حدیث ذکر کی۔

[الاسناد]

یزید : ابن ہارون اس سے پہلے والی حدیث میں مذکور ہے۔

شریک بن عبداللہ : یہ راوی حدیث نمبر(۲) میں گزر چکا ہے۔

ابو اسحاق : السبیعی ،وہ عمرو بن عبداللہ ہے، ثقہ ہے۔

حدیث نمبر(۲،۳،۴) میں گزر چکا ہے۔

باقی الاسناد : حدیث نمبر(۴) میں گزر چکی ہے۔اور دیکھیں نمبر(۱) ہم نے وہاں اس کے متعلق کلام کیا ہے۔

[التخریج]

یہ حدیث مسند الحسن بن علی ﷺ میں نمبر(۱،۴،۶،۱۰) میں گزر چکی ہے۔

[19] حَـدَّثَـنَـا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ عَمْرٍو وَأَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَا :

حَـدَّثَـنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ،عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ ، عَنْ أَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ ، عَنْ أَبِيْهِ ﷺ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ :

اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ.

قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ: (فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ) ﷺ كَثِيْرًا .

حضرت علی ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا:

بخیل (کنجوس) وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

ابوسعید نے کہا: (ایک روایت میں ہے) پس وہ مجھ پر کثرت سے درود نہ بھیجے۔

[الاسناد]

عبد الملک بن عمرو : ابوعامر العقدی البصری حافظ ہیں۔ایک جماعت نے اُن سے روایت لی۔نسائی نے کہا: ثقہ مأمون ہیں اور وہ مشہور ثقہ ہیں۔ سنہ ۲۰۴ھ ہجری میں وفات پائی۔

ابـو سـعـيد : مولیٰ ابن ہاشم، ان کا نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبید، اور اُن کا لقب جردمہ ہے۔ابن معین نے انہیں ثقہ قرار دیا۔ابوحاتم نے کہا: امام احمد انہیں پسند کرتے تھے، ان میں کوئی نقص نہیں ہے۔حافظ ابن رجب نے کہا: امام احمد نے فرمایا: کثیر الخطاء تھے ان کی حدیث ترک نہ کی جائے۔

(ہدی الساری ص ۴۱۶ ، شرح العلل لابن رجب ص ۹۴-۹۵)

اور یہ حدیث عبدالملک العقدی ثقہ کی روایت سے ہے اور ابوسعید کی روایت اس کی متابع ہے،

سليمان بن بلال : التیمی ابومحمد المدنی۔معتبر ثقات سے ایک ہیں۔ایک جماعت نے اُن سے روایت کی۔احمد اور ابن معین نے انہیں ثقہ کہا۔ بخاری نے کہا: سنہ ۱۷۷ھ ہجری میں وفات پائی۔

....

حافظ نے مقدمہ فتح الباری میں فرمایا: مشہور ثقات سے ایک ہیں۔ابن سعد، خلیلی اور دوسروں نے انہیں ثقہ قرار دیا۔(ہدی الساری ص ۴۰۵)

عمارة بن غزية : ابن الحارث بن عمرو الانصاری المدنی ہیں۔

احمد، ابوزرعہ اور ابن سعد نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

مسلم اور اربعہ نے اُن سے روایت لی۔ سنہ ۱۴۰ہ ہجری میں وصال ہوا۔

عبداللّٰه بن علی بن الحسین : ابن حبان نے اُن کا ذکر ''الثقات'' میں کیا۔

ترمذی اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا۔

ابـــوه : علی بن الحسین، لقب، زین العابدین ثقہ تابعی ہیں۔ایک جماعت نے اُن سے روایت لی ہے۔آپ کی اسناد **عن ابیه الحسین ، عن جده علی بن ابی طالب** کے طریق سے ہے۔بعض حفاظ کے نزدیک تمام اصح اسانید سے معتبر ہے۔

الحسن بن رشیق نے کہا: نسائی نے ہمیں کہا: رسول اللہ ﷺ سے جو اسانید روایت کی جاتی ہیں اُن میں سب سے زیادہ اچھی چار ہیں۔اُن میں سے ایک سند یہ ہے: **الزهری ، عن علی بن الحسین ، عن ابیه الحسین ، عن علی ابن ابی طالب ، عن رسول اللّٰه** ﷺ۔

(کتاب الطبقات ص ۱۲۵) الضعفاء کے ساتھ طبع ہوئی۔

حاکم نے ذکر کیا: ابوبکر بن ابی شیبہ کا بیان ہے کہ یہ اصح الاسانید ہے۔جیسا کہ (معرفۃ علوم الحدیث: ص ۵۳) میں ہے۔

[التخريج]

اسے ترمذی نے (۳۵۴۶) پر، ابن حبان نے نمبر: (۲۳۸۸-زوائدہ) میں ابی عامر العقدی [عبدالملک بن عمرو] کے طریق سے روایت کیا۔

ابن السنی نے (عمل الیوم واللیلۃ) میں (نمبر ۳۸۴) پر **خالد بن مخلد ، عن سلیمان بن بلال** کے طریق سے روایت کیا۔

....

اسی طریق سے اسے حاکم نے المستدرک (۱:۵۴۹) میں روایت کیا جیسا کہ المسند پر شاکر کی تعلیق میں ہے۔

اس کے بعض الفاظ میں ہلکا سا اختلاف ہے۔اس حدیث کے بارے میں ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین (بخاری و مسلم) نے اس کی تخریج نہیں کی۔ذہبی نے اُن کی موافقت کی۔

الشرح:

حدیث اس بات پر اُبھارتی ہے کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہو آپ پر درود شریف پیش کیا جائے۔جو شخص رسول اللہ ﷺ کی قدر و منزلت، عظمت شان، اپنی اُمت پر آپ کا حریص ہونا پہچانتا ہے اور یہ کہ آپ مومنوں کے ساتھ رؤوف و رحیم ہیں وہ آپ پر درود و سلام پیش کرنے میں پیچھے نہیں ہٹے گا اور جب بھی آپ کا ذکر کیا جائے وہ نہیں اُکتائے گا۔اور جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کی محبت عطا فرمائی ہے، اور جس نے اپنے نفس اور اپنے دل میں اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت جمع کر لی ہے (درود و سلام کا یہ پاکیزہ عمل) نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کی بنا پر اُس کی زبان پر آسان ہو گا۔

اے اللہ! تو ہمیں نبی کریم کی محبت کا وافر حصہ عطا فرما اور ہمارے لیے آپ پر درود و سلام پیش کرنا آسان فرما جب بھی لوگ آپ کا ذکر کریں یا اس سے غافل ہوں۔

بندے کی طرف سے یہ بخل ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا ذکر ہو تو وہ آپ پر صلاۃ و سلام پیش کرنے میں کنجوسی سے کام لے اور آسان عمل سے منہ موڑے۔یہ عمل اُس شخص پر شاق اور گراں ہو گا جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ کام آسان نہیں بنایا۔

آپ پر اللہ تعالیٰ کی صلاۃ اور سلام ہو، اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی محبت اور آپ کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے اور ہمارے لیے آپ کے اخلاق و آداب سے آراستہ ہونا آسان بنائے۔آمین

[20] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِی اَبِی، قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَی بْنُ دَاوُدَ ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ ، عَنْ اَبِیْهِ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْهِ.

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ اپنے والد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کے حسن کی خوب یہ ہے کہ وہ فضول کام چھوڑ دے۔

[الاسناد]

موسی بن داؤد : وہ الضبی الکوفی طرسوس کے قاضی ہیں۔

ابن نمیر، ابن سعد اور العجلی نے انہیں ثقہ کہا۔ دار قطنی نے کہا: وہ کثرت سے تصنیف کرنے والے مامون ومحفوظ تھے۔ ذہبی نے کہا: سچے ہیں اُن کی توثیق کی گئی ہے۔ (الخلاصۃ ص ۳، المیز ان ۲۰۴/۴)

عبداللّٰہ بن عمر : ابن حفص بن عاصم العمری، علما نے اُن کے بارے اختلاف کیا ہے۔ اُن میں راجح یہ ہے کہ وہ اُن میں ہیں جن کے حفظ پر اطمینان نہیں ہے۔ اور غالب اُن میں ضعف ہے۔

ابن معین نے کہا: اُن میں کوئی حرج نہیں ہے۔ احمد نے کہا: صالح ہیں کوئی نقص نہیں۔

ابن عدی نے کہا: وہ فی نفسہ سچے ہیں۔ (نقلاً عن المیز ان ۴۶۵/۲)

نسائی نے کہا: قوی نہیں ہیں۔ (الضعفاء: ترجمۃ ۳۳۵)

بخاری نے کہا: یحیٰی بن سعید انہیں ضعیف کہتے تھے۔ (الضعفاء الصغیر ترجمۃ ۱۸۸)

ترمذی نے کہا: (۴۷۹/۴) اُن کے متعلق یحیٰی بن سعید نے اُن کے حفظ کی طرف سے کلام کیا ہے۔ نیز کہا: محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہیں۔ اور آپ سچے ہیں۔ اور یحیٰی بن سعید نے اُن کے حفظ کے حوالے سے کلام کیا ہے۔ (۳۲۳/۱) نیز کہا: بعض محدثین نے اُن کے حفظ کے حوالے سے انہیں ضعیف کہا ہے۔ اُن میں یحیٰی بن سعید القطان ہیں۔ (جامعہ ۱۷۹/۲)

امام ابو حاتم بن حبان نے کہا: اُن لوگوں میں سے تھے جن پر صلاح اور عبادت غالب تھی۔

....

اخبار کے ضبط اور آثار کے عمدہ حفظ سے غافل تھے۔پس آپ کی روایت میں مناکیر واقع ہوگئیں۔جب آپ کی خطا فحش ہوگئی تو ترک کے مستحق ہیں۔(المجروحین ۲/۷)

حافظ ابن رجب نے کہا: حافظ نہیں ہیں۔ذہبی نے المیزان میں کہا: اُن کے حفظ میں کچھ ہے۔حافظ نے ''التقریب'' میں کہا: ضعیف، عابد ہیں۔اھ

ابن شهاب : محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب، الزہری کے نام سے معروف ہیں۔ائمہ میں سے ایک، ثقہ، حجاز اور شام کے عالم۔ایک جماعت نے اُن سے روایت لی۔ شیخین (بخاری و مسلم) نے اُن سے استدلال کیا۔(دیکھیں: نمبر ۲۳)

علی بن الحسین: آپ زین العابدین ہیں۔اس سے پہلے حدیث نمبر (۱۹) میں آپ کے حالات گزر چکے ہیں۔

[التخريج]

اس کی اسناد، عبداللہ بن عمر العمری کی وجہ سے ضعیف ہے۔انہوں نے اس میں خطا کی۔پس اسے **عن علی ، عن ابیه الحسین ، عن النبی** ﷺ کے طریق سے موصولاً روایت کردیا۔اور درست **عن علی بن الحسین** کے طریق سے مرسلاً ہے۔جیسا کہ ''موطا'' میں امام مالک کی روایت سے آئے گا۔بخاری اور ترمذی وغیرہما کا قول مرسلہ روایت کی ترجیح میں ہے۔

اس حدیث کو ''موطا'' (ص ۷۸۷) میں امام مالک نے **باب ما جاء فی حسن الخلق** کے ضمن میں **الزهری ، عن علی بن الحسین** کے طریق سے مرسل روایت کیا۔مالک کے طریق سے اسے ترمذی نے (۲۳۱۸) میں اور بغوی نے **ابی مصعب ، عن مالک** کے طریق سے روایت کیا۔

اسے ترمذی نے (۲۳۱۷) میں، ابن ماجہ نے (نمبر ۳۹۷۶) میں، بغوی نے (۱۴/۳۲۰) میں **الاوزاعی ، عن قرة بن عبدالرحمن ، عن الزهری ، عن ابی سلمة بن عبدالرحمن ، عن ابی هریرة** ﷺ کے طریق سے مرفوعاً روایت کیا۔قرۃ بن عبدالرحمٰن، ابن حیوئیل ہیں۔احمد نے کہا: منکر الحدیث ہے۔ابن معین نے کہا: ضعیف ہے۔ابو حاتم نے کہا: قوی نہیں ہے۔(المیزان ۳/۳۸۸)

....

ابن حبان نے ''الثقات'' میں اُن کا ذکر کیا ہے۔ حافظ نے ''التقریب'' میں اُن کے بارے کہا: سچے ہیں، اُن کے کچھ مناکیر ہیں۔ شاید انہوں نے اس حدیث میں خطا کی اور اسے مسند ابو ہریرہ ﷛ سے الزہری، عن ابی سلمۃ کی روایت بنا دیا۔ حالانکہ یہ علی بن الحسین ﷛ کی روایت ہے۔

ترمذی نے اسے ترجیح دی اور حدیث ابو ہریرہ کے بعد کہا: غریب ہے ہم اسے ابو سلمہ عن ابی ہریرۃ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے اسی طریق سے جانتے ہیں۔

پھر علی بن حسین کی حدیث مرسل کے بعد کہا: اور اس طرح زہری کے کئی اصحاب نے علی بن حسین سے مالک کی روایت کے ہم معنی روایت نقل کی ہے۔

اور یہ ہمارے نزدیک حدیث ابو سلمہ اور حدیث ابو ہریرۃ ﷛ سے زیادہ صحیح ہے۔ اور علی بن حسین نے سیدنا علی بن ابو طالب کا زمانہ نہیں پایا۔ الخ (۵۵۸، ۵۵۹)

اسی طرح ترمذی نے حدیث زین العابدین کی مرسل کو ترجیح دی ہے، پھر ذکر کیا کہ علی نے سیدنا علی بن ابو طالب ﷛ کو نہیں پایا پس وہ نبی کریم ﷺ کا زمانہ کیسے پائیں گے؟

بخاری، احمد، دارقطنی اور ابن معین نے مرسل کو ترجیح دی ہے۔ اسی طرح اُن سے حافظ ابن رجب حنبلی نے (جامع العلوم والحکم میں) نقل کیا ہے۔ حدیث ابو ہریرہ کے بعد کہا: بہر حال اکثر ائمہ نے کہا یہ اس اسناد کے ساتھ محفوظ نہیں ہے۔ یہ الزھری، عن علی ابن الحسین، عن النبی ﷺ سے مرسل محفوظ ہے۔ اسی طرح اسے ثقات نے زہری سے روایت کیا۔ اُن میں امام مالک نے ''الموطا'' میں فرمایا: یہ حدیث علی بن حسین سے مرسل ہی صحیح ہے۔

امام احمد اور دارقطنی نے کہا: اس حدیث کی اسناد میں ضعفاء خلط ملط ہو گئے ہیں۔ زہری سے خلط فاحش کے ساتھ۔ اور صحیح اس میں مرسل ہے۔ اھ (جامع العلوم والحکم ۹۷)

امام احمد نے اسے (نمبر ۱۵) پر روایت کیا۔ اور اس کی اسناد، شعیب بن خالد اور حسین بن علی کے درمیان انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

حافظ ابن رجب نے عبداللہ العمری کی حدیث (یعنی نمبر ۲۰) کے متعلق کلام کے بعد کہا: احمد

....

نے حسین سے ایک اور طریق سے اس کی تخریج کی ہے۔(یعنی نمبر ۱۵) اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اسے اس وجہ سے ضعیف قرار دیا اور کہا: یہ علی بن حسین کے طریق سے مرسل ہی صحیح ہے۔اھ

پھر میں نے دیکھا کہ ابوحاتم کا رجحان بھی اُسی طرف ہے جیسا میرا گمان ہے، اُن کے بیٹے نے بتایا کہ میں نے اپنے والد سے اُس حدیث کے متعلق پوچھا جسے ابونمیر نے روایت کیا ہے اور باقی سند ذکر کر دی جیسے المسند (۱۵) پر ہے، تو میرے والد نے کہا: اگر شعیب بن خالد الرازی ہے تو ان دونوں کے درمیان الزہری ہے اور میں نہیں جانتا وہ ہیں یا نہیں۔(علل الحدیث ۲۲۱۵)

اور شعیب وہ الرازی ہے جیسا کہ ہم نے نمبر (۱۵) میں ذکر کیا۔ پس ابوحاتم اس بات کو ترجیح دیتے تھے کہ ان کے درمیان زہری ہے۔

اس حدیث کو طبرانی نے المعجم الصغیر (۴۳/۲، المصریۃ ،۱۸۳، الہندیۃ) میں محمد بن کثیر بن مروان، عن عبدالرحمن بن ابی الزناد، عن ابیہ، عن خارجۃ بن زید بن ثابت، عن ابیہ، عن النبی ﷺ کے طریق سے روایت کیا۔

اور یہ بہت ضعیف اسناد ہے۔ محمد بن کثیر کے بارے ابن معین نے کہا: ثقہ نہیں ہے۔ ابن عدی نے کہا: اس نے بواطیل روایت کی ہیں اور مصیبت اس کی طرف سے ہے۔(المیزان ۲۰/۴)

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی اخطا ہیں۔ اگرچہ وہ اپنے فن میں سچے ہیں۔ ان کے متعلق علما نے اختلاف کیا ہے۔ صالح بن محمد نے کہا: یہ اپنے باپ سے ایسی چیزیں روایت کرتے ہیں جو ان کے علاوہ کسی اور نے روایت نہیں کیں۔(المیزان ۵۷۵/۲) شرح علل الترمذی: ۳۳۱، تہذیب التہذیب: ۱۷۰/۶

ابوذر، ابوبکر، امام علی، اور حارث بن ہشام سے حدیث کے کچھ اور طرق ہیں۔ جیسا کہ علامہ سیوطی کی الجامع الصغیر میں ہے۔

حافظ ابن رجب نے کہا: نبی کریم ﷺ سے کچھ اور وجوہ وطرق سے بھی روایت کی گئی ہے وہ سب ضعیف ہیں۔اھ (جامع العلوم: ص ۹۷) بخاری، احمد، ابن معین اور دارقطنی نے کہا: درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔

[21] حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ (۱) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ ،عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَـقِيْلٍ قَالَ :تَزَوَّجَ عَقِيْلُ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا، فَقُلْنَا: بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِيْنَ ، فَقَالَ: مَهْ، لَا تَقُوْلُوْا ذٰلِکَ. فَإِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَدْ نَهَانَا عَنْ ذٰلِکَ وَ قَالَ:
قُوْلُوْا بَارَکَ اللّٰهُ فِيْکَ وَ بَارَکَ لَکَ وَ بَارَکَ لَکَ فِيْهَا.

عبداللہ بن محمد رضی اللہ عنہ کہتے کہ جب حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی شادی ہوئی ، ہم نے انہیں مبارکباد دیتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ اتفاق پیدا کرے اور آپ کو بیٹے عطا فرمائے۔انہوں نے فرمایا: رکو! اس طرح نہ کہو۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس طرح کہنے سے منع فرمایا ہے۔اور (اس طرح کہنے کا حکم) فرمایا ہے،بَارَکَ اللّٰهُ فِيْکَ وَ بَارَکَ لَکَ وَ بَارَکَ لَکَ فِيْهَا
اللہ تعالیٰ تم میں برکت پیدا فرمائے، تمہیں برکت دے اور تمہارے لیے اس بیوی میں برکت عطا فرمائے۔

[الاسناد]

الحکم بن نافع : ابوالیمان الحمصی ، بخاری کے شیخ ہیں۔احمد نے فرمایا: ثقہ ہیں،اس میں کوئی شک نہیں۔ذہبی نے کہا: ثقات ائمہ میں سے ایک ہیں۔
ابن حجر نے کہا: اُن کے ثقہ ہونے پر اجماع ہے۔(المیزان:۵۸۱/۱،ہدی الساری:ص۳۹۶)

اسماعیل بن عیاش : ان میں اختلاف کیا گیا ہے۔اُن کے بارے میں درست بات یہ ہے کہ اُن کی وہ حدیث قبول کی جائے گی جو اپنے شہر کے شامیوں سے روایت کریں اور ان سے اُن احادیث کے ساتھ استدلال چھوڑ دیا جائے گا جو اہل حجاز اور اہل عراق سے روایت کریں۔

(۱) اصل میں ہے: الحکم و نافع۔

بخاری نے فرمایا: اہل حجاز اور اہل عراق سے منکر احادیث روایت کرتے ہیں۔اسماعیل کی یہ حدیث اہل شام سے ہے۔

ابو عیسٰی ترمذی نے فرمایا: شامیوں سے اسماعیل کی روایت زیادہ صلاحیت رکھتی ہے۔اُن کی اہل حجاز اور اہل عراق سے مناکیر ہیں۔اھ (جامع الترمذی:۱/۲۳۷،۳/۴۶۸)

ابن معین نے اس کے قریب اور ملتی جلتی بات کہی ہے جیسا کہ (المجروحین:۱/۱۲۴،۱۲۵) میں ہے۔اور یہ اُن کے متعلق سب سے زیادہ عدل والا قول ہے کہ اہل شام سے اسماعیل کی حدیث میں کچھ منفرد چیزیں ہیں جن سے بچنا واجب ہے۔

سالم بن عبدالله : شیخ شاکر اس بات کی ترجیح کی طرف گئے ہیں کہ سالم بن عبداللہ المکی ہیں اور وہ ثقہ ہیں۔

عبدالله بن محمد بن عقيل : اُن کی حدیث مرتبہ حسن میں ہے جیسا کہ ذہبی نے کہا ہے اور وہ سچے ہیں، اُن کی کچھ خطائیں اور منفرد چیزیں ہیں۔

ترمذی نے کہا: وہ سچے ہیں۔بعض اہل علم نے اُن کے حفظ کے حوالے سے کلام کیا ہے۔میں نے محمد بن اسماعیل کو کہتے ہوئے سنا کہ احمد، اسحاق بن ابراہیم اور حمیدی، عبداللہ بن محمد بن عقیل کی حدیث سے استدلال کرتے تھے۔محمد نے کہا: وہ مقارب الحدیث ہیں۔اھ (جامع الترمذی ۱/۹)

عبداللہ اور اُن کے دادا عقیل کے درمیان انقطاع ہے۔اور یہ بات بعید ہے کہ اُن کی شادی کا کوئی گواہ موجود ہو جیسا کہ حدیث میں ہے، جیسا کہ اسے شیخ احمد شاکر نے المسند پر اپنی تعلیق میں لکھا ہے۔اور اسناد میں اشکال ہے پس وہاں رجوع کریں۔

[التخريج]

یہ اسناد ضعیف ہے، جیسا کہ انقطاع اور اشکال ہے۔اور اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو ضعیف ہو گی۔کیونکہ یہ حجازیوں سے اسماعیل کی روایت سے ہے۔جب ثابت ہو گیا کہ ان کے شیخ حجازی ہیں جیسا کہ کما حقہ جان لیا گیا۔اس کے بعد آنے والی حدیث دیکھیں اس میں (اس تکلف سے) کفایت ہے۔

[22] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، حَدَّثَنَا اَبِی، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ،وَ هُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ ، قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ ، عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عَقِيلَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ ﷺ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ بَنِیْ جُشَمَ ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالُوْا: (بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِيْنَ)

فَقَالَ: ذٰلِكُمْ !

قَالُوْا: فَمَا نَقُوْلُ يَا أَبَا يَزِيْدَ؟

قَالَ: قُوْلُوْا: (بَارَکَ اللّٰهُ لَكُمْ ، وَ بَارَکَ عَلَيْكُمْ)

إِنَّا كَذٰلِکَ كُنَّا نُؤْمَرُ .

سیدنا حسن کہتے ہیں کہ حضرت عقیل بن ابو طالب ﷺ کی شادی بنوجشم کی ایک عورت سے ہوئی۔لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے، (اور کہنے لگے) اللہ تعالیٰ اتفاق پیدا کرے اورآپ کو بیٹے عطافرمائے۔

آپ نے کہا:تم !(یعنی اس طرح کیوں کہتے ہو؟)

لوگوں نے پوچھا:اے ابو یزید پھر ہم کیا کہیں؟

آپ نے فرمایا:اس طرح کہو: بَارَکَ اللّٰهُ لَكُمْ ، وَ بَارَکَ عَلَيْكُمْ .

اللہ تعالیٰ تم میں برکت پیدا فرمائے،اور تمہیں اپنی بیوی کے لیے مبارک فرمائے۔

بیشک ہمیں اسی طرح کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

[الاسناد]

اسماعیل بن عُلَيَّة : ثقہ امام ہیں،ائمہ کرام نے ان کی تعریف کی ہے۔

احمد نے فرمایا: پختگی اُن پر ختم ہوگئی،ابن معین نے کہا: ثقہ مأمون تھے۔

ذہبی نے کہا: حافظ،فقیہ اور بڑی قدر و منزلت والے تھے۔(الخلاصۃ ص ۳۲،المیزان ۱۶/۱)

اور وہ اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم ہیں، عُلَیَّۃ اُن کی ماں ہیں انہی کی وجہ سے اِن کا لقب پڑا۔

یونس : ابن عبید، چوٹی کے ائمہ کرام میں سے ایک ہیں۔

احمد، ابوحاتم اور ائمہ کرام نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

الحسن : وہ حسن بصری ہیں اُن کے والد ماجد کا نام یسار ہے۔

ذہبی نے کہا: بصرہ میں اپنے زمانے کے سید التابعین ہیں۔ ثقہ اور فی نفسہ حجت تھے۔ علم وعمل میں سردار اور عظیم القدر تھے۔ اھ

علما نے اُن کی تعریف کی ہے، امام بخاری اور امام مسلم نے اُن سے استدلال کیا ہے۔

[التخریج]

اسے امام احمد نے (۴۵۱/۳) میں، نسائی نے (۱۲۸/۶) میں، ابن ماجہ نے (۱۹۰۶) میں، دارمی نے (۱۳۴/۲) میں اور ابن السنی نے (ص:۲۲۵) میں روایت کیا۔

علما کے نزدیک اس کے اور بھی طرق ہیں، **عن الحسن ، عن عقیل به -**

الالبانی نے آداب الزفاف میں اس کی نسبت ان محدثین کرام کی طرف کی ہے،

بیہقی نے الکبری (۱۴۸/۷) میں، ابن الاعرابی نے اپنی معجم (۲۷/۲) پر، ابن عساکر نے تاریخ دمشق (۱/۳۶۳/۱۱) میں، ابن ابی شیبہ نے المصنف (۲/۵۲/۷) میں اور ابو بکر الشافعی نے فوائد (۱/۲۵۰/۷۳) میں اسے روایت کیا۔ اھ

اس کے رجال ثقات ہیں، اس کی اسناد صحیح ہے۔ حافظ نے الفتح میں اس کی علت بیان کی ہے کہ حسن نے عقیل سے نہیں سنا......

شیخ شاکر نے اُن کا رد کیا ہے کہ انہوں تو اُن صحابہ کرام سے بھی سنا ہے جو عقیل سے پہلے تھے۔ اور یہی درست ہے۔

لیکن شیخ البانی نے اس بنا پر اُس (شیخ شاکر) کا تعاقب کیا ہے کہ حسن بصری مدلس ہیں اور انہوں نے عنعنہ کیا ہے۔

غریب الحدیث:

الرِّفاء: درست ہونا اور اتفاق کرنا۔اس کی اصل رَفَأَ الثَّوبَ سے ہے۔یَرفُؤُہ یعنی اُسے درست کرتا ہے اور کپڑے کے بعض حصے کو بعض کے ساتھ ملاتا ہے۔یہ دعا ہے بمعنی درست ہونا، اتفاق کرنا اور معاملے کو صحیح کرنا۔

الشرح:

رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمادیا کیونکہ یہ جاہلیت کی عادات اور طریقوں سے ہے۔واللہ اعلم، اور ہمارے لیے دعا میں برکت کا ایک اچھا طریقہ جاری فرمادیا۔مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس سنت کی رعایت کریں اور اسے نافذ اور اختیار کریں۔

رسول اللہ ﷺ جاہلیت کے طریقوں پر ناراض ہوتے تھے، اور مسلمانوں کے امتیاز اور عبادت و عمل میں اُن کی انفرادی حیثیت کی طرف دعوت دیتے تھے۔جو شخص شرع میں حکمت و دانائی کے مقام کی بصیرت رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ قوم کی عادات سے جُدا اور الگ ہو جانا، دل میں ایمان کو مضبوط کرنے کی طرف ایک راہ ہے۔اور قوم کی خطاؤں سے نفس اور دل کی نفرت کا سبب ہے۔

یہ دعا حضرت ابو ہریرہ ؓ کی حدیث میں بھی آئی ہے۔آپ فرماتے ہیں:

جب کسی کی شادی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اُسے اس طرح مبارکباد دیتے:

بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ ، وَ بَارَکَ عَلَیْکَ ، وَ جَمَعَ بَیْنَکُمْ فِی الْخَیْرِ ۔

اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت پیدا فرمائے، اور تجھ پر برکت نازل فرمائے اور بھلائی میں اکٹھا فرمائے۔

حالات زندگی

سیدنا عقیل بن ابی طالب ابن عبدالمطلب الھاشمی ﷺ

آپ ابو یزید کنیت کرتے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابوعیسیٰ کنیت تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے اور اُن سب کے آخر میں وفات پانے والے تھے۔ جاہلیت میں مشہور تھے۔

بدر میں کافروں کے ساتھ تھے اور مسلمانوں نے انہیں قیدی بنالیا تھا۔ حدیبیہ سے پہلے ایمان لے آئے اور غزوہ موتہ میں شریک ہوئے۔ آپ جعفر سے دس سال بڑے تھے۔ اور جعفر، حضرت علی سے دس سال بڑے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

انساب قریش کے عالم تھے اور قریش کی خصوصیات اور جنگوں سے واقفیت رکھتے تھے۔ مسجد نبوی میں اُن کی خبریں بیان کرتے تھے۔ آپ اُن تین علما میں سے ایک تھے جنہیں حضرت عمر ﷺ نے انسابِ عرب کا رجسٹر تیار کرنے کا حکم دیا تھا۔

آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے بیٹے محمد، پوتے عبداللہ بن محمد بن عقیل، عطاء، ابوصالح السمان، موسیٰ بن طلحہ، حسن البصری اور مالک بن ابوعامر الاصبحی ہیں۔

آپ کی ایک کامل روایت ہے جسے نسائی نے نقل کیا ہے۔ آپ کی احادیث قلیل ہیں۔ زبیر بن بکار نے حسین بن علی تک اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ حنین کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہنے والوں میں عباس، علی اور عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی تھے۔ اور ایک جماعت کا نام لیا جاتا ہے۔

خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے، آپ کی نظر ختم ہوگئی تھی۔آپ کی قبر بقیع کے اول میں مشہور ہے۔

مناقب حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

طبرانی نے الکبیر میں ایسی اسناد سے تخریج کی ہے جس کے رجال ثقہ ہیں۔ابو اسحاق سے مرسل روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عقل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

يَا اَبَا يَزِيْدَ! اِنِّىْ اُحِبُّكَ حُبَّيْنِ ، حُبًّا لِقَرَابَتِكَ ، وَ حُبًّا لِّمَا كُنْتُ اَعْلَمُ مِنْ حُبِّ عَمِّىْ اِيَّاكَ۔

اے ابو یزید! میں تم سے دوہری محبت کرتا ہوں: ایک اس لیے کہ تم میرے رشتہ دار ہو اور اس وجہ سے کہ میں جانتا ہوں کہ میرے چچا تم سے محبت کرتے تھے۔

حاکم نے اس کی تخریج (۵۷۶/۳) پر آپ کی حدیث سے کی ہے۔اسی طرح حدیث ابو حذیفہ سے۔اور وہ ابن سعد (۴۴/۴) کے نزدیک ہے۔ہیثمی نے اسے مجمع الزوائد (۲۷۳/۹) میں درج کیا ہے۔اور کہا: اسے طبرانی نے مرسل روایت کیا اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حالات کے مصادر:

طبقات ابن سعد (٢٨/٤) — طبقات خليفة بن خياط (١١/١)

العقد الفريد (٣٥٦/٢) — العقد الثمين (١١٣/٦)

الجرح والتعديل لابن ابی حاتم (٢١٨/٦) — البيان والتبيين (١٧٤/١)

الاصابة ، للحافظ ابن حجر العسقلانی (٣١/٧) — نكت الهميان (١-٢)

تهذيب الاسماء واللغات للامام النووی (٣٣٧/١) — الاعلام للزركلی (٢٤٢/٤)

تاريخ التراث العربی ، لسزكين (٤١٧/١) — سير اعلام النبلاء ، للذهبی (٢١٨/١)

تهذيب التهذيب للحافظ ابن حجر العسقلانی (٢٥٤/٧)

[23] حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُالـلّٰـهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، قَالَ حَدَّثَنا يَعْقُوبُ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبِیْ ،عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ شِهَابٍ ، عَنْ أَبِی بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ الْمَخْزُومِيِّ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ بِنْتِ أَبِیْ أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ:

لَـمَّـا نَـزَلْـنَـا أَرْضَ الْحَبَشَةِ جَاوَرْنَا بِهَا خَيْرَ جَارٍ النَّجَاشِیَّ، أَمِنَّا عَلٰى دِيْـنِـنَـا وَ عَبَـدْنَـا الـلّٰـهَ عَزَّ وَ جَلَّ ،لَا نُؤْذٰى وَ لَا نَسْمَعُ شَيْئًا نَكْرَهُهٗ ،فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ قُرَيْشًا ائْتَمَرُوْا أَنْ يَبْعَثُوْا إِلَى النَّجَاشِيِّ فِينَا رَجُلَيْنِ جَلْدَيْنِ ،وَ أَنْ يُهْدُوْا لِـلـنَّجَاشِيِّ هَدَايَا مِمَّا يُسْتَطْرَفُ مِنْ مَتَاعِ مَكَّةَ ،وَكَانَ مِنْ أَعْجَبِ مَا يَأْتِيْهِ مِنْهَا إِلَيْهِ الْأَدَمُ ،فَجَمَعُوْا لَهٗ أَدَمًا كَثِيرًا، وَلَمْ يَتْرُكُوْا مِنْ بَطَارِقَتِهٖ بِطْرِيْقًا إِلَّا أَهْدَوْا لَهٗ هَـدِيَّةً ،ثُـمَّ بَـعَثُـوْا بِذٰلِكَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ رَبِيْعَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الْمَخْزُوْمِيِّ وَ عَـمْـرِو بْنِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلِ السَّهْمِيِّ ،وَ أَمَرُوْهُمَا أَمْرَهُمْ وَ قَالُوْا لَهُمَا: ادْفَعُوْا إِلٰـى كُلِّ بِـطْـرِيْـقٍ هَدِيَّتَهٗ قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمُوا النَّجَاشِیَّ فِيْهِمْ، ثُمَّ قَدِّمُوْا لِلنَّجَاشِيِّ هَدَايَاهُ، ثُمَّ سَلُوْهُ أَنْ يُسْلِمَهُمْ إِلَيْكُمْ قَبْلَ أَنْ يُكَلِّمَهُمْ،

قَـالَـتْ: فَخَرَجَا فَقَدِمَا عَلَى النَّجَاشِيِّ وَ نَحْنُ عِنْدَهٗ بِخَيْرِ دَارٍ ،وَ عِنْدَ خَيْـرِ جَـارٍ، فَـلَـمْ يَبْـقَ مِـنْ بَـطَـارِقَـتِـهٖ بِطْرِيْقٌ إِلَّا دَفَعَا إِلَيْهِ هَدِيَّتَهٗ قَبْلَ أَنْ يُكَلِّمَا الـنَّـجَـاشِـیَّ ثُـمَّ قَالَا لِكُلِّ بِطْرِيْقٍ مِنْهُمْ إِنَّهٗ قَدْ صَبَا إِلٰى بَلَدِ الْمَلِكِ مِنَّا غِلْمَانٌ سُـفَـهَـاءُ فَـارَقُوْا دِيْنَ قَوْمِهِمْ،وَلَمْ يَدْخُلُوْا فِیْ دِيْنِكُمْ ،وَ جَاءُوْا بِدِيْنٍ مُبْتَدَعٍ لَا نَـعْـرِفُـهٗ نَـحْـنُ وَلَا أَنْتُمْ، وَ قَدْ بَعَثَنَا إِلَى الْمَلِكِ فِيْهِمْ أَشْرَافُ قَوْمِهِمْ لِيَرُدَّهُمْ

إِلَيْهِمْ ،فَإِذَا كَلَّمْنَا الْمَلِكَ فِيهِمْ فَتُشِيرُوْا عَلَيْهِ بِأَنْ يُسْلِمَهُمْ إِلَيْنَا وَلَا يُكَلِّمَهُمْ فَإِنَّ قَوْمَهُمْ أَعْلٰى بِهِمْ عَيْنًا وَ أَعْلَمُ بِمَا عَابُوْا عَلَيْهِمْ ،فَقَالُوْا لَهُمَا: نَعَمْ ،

ثُمَّ إِنَّهُمَا قَرَّبَا هَدَايَاهُمْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فَقَبِلَهَا مِنْهُمَا، ثُمَّ كَلَّمَاهُ فَقَالَا لَهُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ إِنَّهُ قَدْ صَبَا إِلٰى بَلَدِكَ مِنَّا غِلْمَانٌ سُفَهَاءُ فَارَقُوْا دِيْنَ قَوْمِهِمْ وَ لَمْ يَدْخُلُوْا فِيْ دِيْنِكَ وَجَاءُوْا بِدِيْنٍ مُبْتَدَعٍ لَا نَعْرِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ، وَ قَدْ بَعَثَنَا إِلَيْكَ فِيهِمْ أَشْرَافُ قَوْمِهِمْ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَعْمَامِهِمْ وَعَشَائِرِهِمْ لِتَرُدَّهُمْ إِلَيْهِمْ ،فَهُمْ أَعْلٰى بِهِمْ عَيْنًا وَأَعْلَمُ بِمَا عَابُوْا عَلَيْهِمْ وَعَاتَبُوْهُمْ فِيْهِ .

قَالَتْ: وَلَمْ يَكُ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَبِيعَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مِنْ أَنْ يَسْمَعَ النَّجَاشِيُّ كَلَامَهُمْ، فَقَالَتْ بَطَارِقَتُهُ حَوْلَهُ: صَدَقُوْا أَيُّهَا الْمَلِكُ قَوْمُهُمْ أَعْلٰى بِهِمْ عَيْنًا وَأَعْلَمُ بِمَا عَابُوْا عَلَيْهِمْ ، فَأَسْلِمْهُمْ إِلَيْهِمَا فَلْيَرُدَّاهُمْ إِلٰى بِلَادِهِمْ وَقَوْمِهِمْ،قَالَ: فَغَضِبَ النَّجَاشِيُّ ثُمَّ قَالَ لَا هَاللّٰهِ ايْمُ اللّٰهِ إِذَنْ لَا أُسْلِمُهُمْ ابَدًا وَ لَا أُكَادُ قَوْمًا جَاوَرُوْنِيْ وَ نَزَلُوْا بِلَادِيْ وَاخْتَارُوْنِيْ عَلٰى مَنْ سِوَايَ،حَتّٰى أَدْعُوَهُمْ فَأَسْأَلَهُمْ مَا يَقُوْلُ هٰذَانِ فِيْ أَمْرِهِمْ ؟ فَإِنْ كَانُوْا كَمَا يَقُوْلَانِ أَسْلَمْتُهُمْ إِلَيْهِمَا وَ رَدَدْتُهُمْ إِلٰى قَوْمِهِمْ، وَإِنْ كَانُوْا عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مَنَعْتُهُمْ مِنْهُمَا وَأَحْسَنْتُ جِوَارَهُمْ مَا جَاوَرُوْنِيْ،

قَالَتْ: ثُمَّ أَرْسَلَ إِلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَاهُمْ فَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُوْلُهُ اجْتَمَعُوْا ثُمَّ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَا تَقُوْلُوْنَ لِلرَّجُلِ إِذَا جِئْتُمُوْهُ؟ قَالُوْا نَقُوْلُ: وَاللّٰهِ مَا عَلَّمَنَا وَ مَا أَمَرَنَا بِهِ نَبِيُّنَا ﷺ كَائِنٌ فِيْ ذٰلِكَ مَا هُوَ كَائِنٌ، فَلَمَّا جَاءُوْهُ وَ قَدْ دَعَا النَّجَاشِيُّ أَسَاقِفَتَهُ فَنَشَرُوْا مَصَاحِفَهُمْ حَوْلَهُ،

سَـأَلَهُمْ فَقَالَ: مَا هٰذَا الدِّيْنُ الَّذِىْ فَارَقْتُمْ فِيْهِ قَوْمَكُمْ وَ لَمْ تَدْخُلُوْا فِىْ دِيْـنِىْ وَلَا فِىْ دِيْنِ أَحَدٍ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَمِ؟ قَالَتْ: فَكَانَ الَّذِىْ كَلَّمَهٗ جَعْفَرُ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ ﷺ ،فَقَـالَ لَـهٗ: أَيُّهَـا الْـمَلِكُ كُنَّا قَوْمًا اَهْلَ جَاهِلِيَّةٍ ،نَعْبُدُ الْأَصْنَامَ، وَ نَـأْكُـلُ الْـمَيْتَةَ، وَ نَـأْتِـى الْـفَوَاحِشَ ،وَ نَقْطَعُ الْأَرْحَامَ، وَنُسِىْءُ الْجِوَارَ، يَأْكُلُ الْـقَوِىُّ مِنَّا الضَّعِيْفَ، فَكُنَّا عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى بَعَثَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَيْنَا رَسُوْلًا مِـنَّـا نَـعْرِفُ نَسَبَهٗ وَصِدْقَهٗ وَأَمَانَتَهٗ وَعَفَافَهٗ فَدَعَانَا إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ لِنُوَحِّدَهٗ وَ نَـعْبُـدَهٗ، وَ نَـخْـلَـعَ مَا كُنَّا نَعْبُدُ نَحْنُ وَ آبَاؤُنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنَ الْحِجَارَةِ وَالْأَوْثَانِ وَ أَمَـرَنَـا بِـصِـدْقِ الْـحَدِيْـثِ، وَأَدَاءِ الْأَمَـانَةِ، وَصِلَةِ الرَّحِمِ ، وَ حُسْنِ الْجِوَارِ، وَالْـكَفِّ عَـنِ الْـمَـحَارِمِ وَالدِّمَاءِ، وَ نَهَانَا عَنِ الْفَوَاحِشِ، وَ قَوْلِ الزُّوْرِ، وَأَكْلِ مَالَ الْيَتِيْمِ، وَقَذْفِ الْمُحْصَنَةِ وَأَمَرَنَا أَنْ نَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا نُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، وَ أَمَـرَنَـا بِـالـصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّيَامِ، قَالَ: فَعَدَّدَ عَلَيْهِ أُمُوْرَ الْإِسْلَامِ فَصَدَّقْنَاهُ وَ آمَـنَّـا بِـهٖ ،وَاتَّبَـعْـنَاهُ عَلٰى مَا جَاءَ بِهٖ ،فَعَبَدْنَا اللّٰهَ وَحْدَهٗ فَلَمْ نُشْرِكْ بِهٖ شَيْئًا، وَ حَـرَّمْـنَـا مَـا حَرَّمَ عَلَيْنَا، وَأَحْلَلْنَا مَا أَحَلَّ لَنَا، فَعَدَا عَلَيْنَا قَوْمُنَا ،فَعَذَّبُوْنَا وَفَتَنُوْنَا عَـنْ دِيْـنِنَا لِيَرُدُّوْنَا إِلٰى عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ مِنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَنْ نَسْتَحِلَّ مَا كُنَّا نَسْتَحِلُّ مِنَ الْخَبَائِثِ، فَلَمَّا قَهَرُوْنَا وَظَلَمُوْنَا، وَ شَقُّوْا عَلَيْنَا وَحَالُوْا بَيْنَنَا وَ بَيْـنَ دِيْـنِـنَـا، خَـرَجْـنَـا إِلٰى بَلَدِكَ وَاخْتَرْنَاكَ عَلٰى مَنْ سِوَاكَ، وَ رَغِبْنَا فِىْ جِوَارِكَ، وَ رَجَوْنَا أَنْ لَا نُظْلَمَ عِنْدَكَ أَيُّهَا الْمَلِكُ .

قَـالَـتْ: فَـقَالَ لَهُ النَّجَاشِىُّ:هَلْ مَعَكَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَـعَـالٰى مِنْ شَىْءٍ؟ قَالَتْ: فَقَالَ لَهٗ جَعْفَرٌ: نَعَمْ، فَقَالَ لَهُ النَّجَاشِىُّ: فَاقْرَأْهُ عَلَىَّ،

فَقَرَأَ عَلَيْهِ صَدْرًا مِنْ كٓهٰيٰعٓصٓ، قَالَتْ: فَبَكَى وَاللّٰهِ النَّجَاشِيُّ حَتَّى أَخْضَلَ لِحْيَتَهُ، وَ بَكَتْ أَسَاقِفَتُهُ حَتَّى أَخْضَلُوْا مَصَاحِفَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا مَا تَلَا عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَالَ النَّجَاشِيُّ: إِنَّ هٰذَا وَاللّٰهِ وَالَّذِيْ جَاءَ بِهٖ مُوْسٰى لَيَخْرُجُ مِنْ مِشْكَاةٍ وَاحِدَةٍ، انْطَلِقَا فَوَاللّٰهِ لَا أُسْلِمُهُمْ إِلَيْكُمْ أَبَدًا وَ لَا أُكَادُ،

قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا- فَلَمَّا خَرَجَا مِنْ عِنْدِهٖ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: وَاللّٰهِ! لَأُنَبِّئَنَّهُمْ غَدًا عَيْبَهُمْ عِنْدَهُمْ، ثُمَّ أَسْتَأْصِلُ بِهٖ خَضْرَاءَهُمْ، قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ رَبِيْعَةَ، وَكَانَ أَتْقَى الرَّجُلَيْنِ فِيْنَا: لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ لَهُمْ أَرْحَامًا وَ إِنْ كَانُوْا قَدْ خَالَفُوْنَا، قَالَ: وَاللّٰهِ لَأُخْبِرَنَّهُ أَنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ -عليه السلام- عَبْدٌ، قَالَتْ: ثُمَّ غَدَا عَلَيْهِ الْغَدُ، فَقَالَ لَهُ أَيُّهَا الْمَلِكُ إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ قَوْلًا عَظِيْمًا، فَأَرْسِلْ إِلَيْهِمْ فَاسْأَلْهُمْ عَمَّا يَقُوْلُوْنَ فِيْهِ؟ قَالَتْ: فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ يَسْأَلُهُمْ عَنْهُ، قَالَتْ: وَلَمْ يَنْزِلْ بِنَا مِثْلُهُ، فَاجْتَمَعَ الْقَوْمُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: مَاذَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيْسٰى إِذَا سَأَلَكُمْ عَنْهُ؟ قَالُوْا: نَقُوْلُ وَاللّٰهِ فِيْهِ مَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَا جَاءَ بِهٖ نَبِيُّنَا ﷺ كَائِنًا فِيْ ذٰلِكَ مَا هُوَ كَائِنٌ.

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالَ لَهُمْ: مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ؟ فَقَالَ لَهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ -رضي الله عنه- نَقُوْلُ فِيْهِ الَّذِيْ جَاءَ بِهٖ نَبِيُّنَا -عليه السلام-: هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهُ وَ رُوْحُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ الْعَذْرَاءِ الْبَتُوْلِ، قَالَتْ: فَضَرَبَ النَّجَاشِيُّ يَدَهُ إِلَى الْأَرْضِ فَأَخَذَ مِنْهَا عُوْدًا، ثُمَّ قَالَ: مَا عَدَا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ مَا قُلْتَ هٰذَا الْعُوْدَ، فَتَنَاخَرَتْ بَطَارِقَتُهُ حَوْلَهُ حِيْنَ قَالَ مَا قَالَ، فَقَالَ: وَإِنْ

نَخَرْتُمْ وَاللّٰهِ اذْهَبُوْا فَأَنْتُمْ سُيُوْمٌ بِأَرْضِىْ، وَالسُّيُوْمُ الآمِنُوْنَ مَنْ سَبَّكُمْ غُرِّمَ ثُمَّ مَنْ سَبَّكُمْ غُرِّمَ فَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِىْ دَبْرًا ذَهَبًا وَأَنِّىْ آذَيْتُ رَجُلًا مِنْكُمْ -وَالدَّبْرُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الْجَبَلُ- رُدُّوْا عَلَيْهِمَا هَدَايَاهُمَا فَلَا حَاجَةَ لَنَا بِهَا، فَوَاللّٰهِ مَا أَخَذَ اللّٰهُ مِنِّى الرِّشْوَةَ حِيْنَ رَدَّ عَلَىَّ مُلْكِى فَآخُذَ الرِّشْوَةَ فِيْهِ، وَ مَا أَطَاعَ النَّاسَ فِىَّ فَأُطِيْعَهُمْ فِيْهِ .

قَالَتْ فَخَرَجَا مِنْ عِنْدِهٖ مَقْبُوْحَيْنِ مَرْدُوْدًا عَلَيْهِمَا مَا جَاءَا بِهٖ، وَ أَقَمْنَا عِنْدَهٗ بِخَيْرِ دَارٍ مَعَ خَيْرِ جَارٍ، قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ إِنَّا عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ نَزَلَ بِهٖ ،يَعْنِىْ مَنْ يُنَازِعُهٗ فِىْ مُلْكِهٖ، قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَا حُزْنًا قَطُّ كَانَ أَشَدَّ مِنْ حُزْنٍ حَزِنَّاهُ عِنْدَ ذٰلِكَ ،تَخَوُّفًا أَنْ يَظْهَرَ ذٰلِكَ عَلَى النَّجَاشِيِّ فَيَأْتِىَ رَجُلٌ لَا يَعْرِفُ مِنْ حَقِّنَا مَا كَانَ النَّجَاشِىُّ يَعْرِفُ مِنْهُ .

قَالَتْ وَسَارَ النَّجَاشِىُّ وَ بَيْنَهُمَا عُرْضُ النِّيْلِ قَالَتْ: فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ :مَنْ رَجُلٌ يَخْرُجُ حَتّٰى يَحْضُرَ وَقْعَةَ الْقَوْمِ ثُمَّ يَأْتِيَنَا بِالْخَبَرِ؟ قَالَتْ: فَقَالَ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ: أَنَا، قَالَتْ: وَكَانَ مِنْ أَحْدَثِ الْقَوْمِ سِنًّا، قَالَتْ: فَنَفَخُوْا لَهٗ قِرْبَةً فَجَعَلَهَا فِىْ صَدْرِهٖ ،ثُمَّ سَبَحَ عَلَيْهَا حَتّٰى خَرَجَ إِلٰى نَاحِيَةِ النِّيْلِ الَّتِى بِهَا مُلْتَقَى الْقَوْمِ، ثُمَّ انْطَلَقَ حَتّٰى حَضَرَهُمْ ، قَالَتْ وَدَعَوْنَا اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ لِلنَّجَاشِيِّ بِالظُّهُوْرِ عَلٰى عَدُوِّهٖ وَالتَّمْكِيْنِ لَهٗ فِىْ بِلَادِهٖ وَاسْتَوْسَقَ عَلَيْهِ أَمْرُ الْحَبَشَةِ فَكُنَّا عِنْدَهٗ فِىْ خَيْرِ مَنْزِلٍ، حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ بِمَكَّةَ .

زوجِ النبی اُمّ المومنین سیدنا سلمہ بنت ابو اُمیہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

کہ جب ہم سرزمین حبشہ میں اُترے تو ہمیں نجاشی کی صورت میں اچھا پڑوسی

ملا۔ ہمیں اپنے دین پر امن واطمینان حاصل ہوا۔ ہم نے اس انداز سے اللہ عزوجل کی عبادت کی کہ ہمیں کوئی تکلیف نہ دی جاتی تھی اور نہ کوئی ایسی بات سنتے تھے جسے ہم ناپسند جانتے ہوں۔ جب اس بات کا قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے مشورہ کیا کہ وہ دو مضبوط اور طاقتور آدمیوں کو مکہ کے نایاب ہدایا (تحائف) کے ساتھ نجاشی کے پاس بھیجیں۔ اُن کی نگاہوں میں عمدہ چیز چمڑا ہوتی تھی۔ لہذا انہوں نے بہت سا چمڑا اکٹھا کیا۔ انہوں نے نجاشی کے ہر سردار کے لیے چمڑا جمع کیا۔ پھر انہوں نے یہ چمڑا، عبداللہ بن ابوربیعہ مخزومی اور عمرو بن عاص ابن وائل سہمی کو دے کر نجاشی کے پاس بھیجا۔ انہیں اُن کا معاملہ (ساری بات) بھی سمجھا دیا۔ اور انہیں کہا کہ نجاشی سے ان لوگوں کے متعلق کسی قسم کی بات کرنے سے پہلے اُس کے ہر سردار کے تحائف اُسے پہنچا دینا۔ پھر نجاشی کو اُس کے تحائف پیش کرنا۔ تب اُس سے سوال اور درخواست کرنا کہ وہ انہیں تمہارے حوالے کر دے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پس یہ دونوں نکلے اور نجاشی کے پاس آئے۔ ہم اُس کے پاس بہترین گھر اور اچھے ہمسایوں میں رہ رہے تھے۔ ان دونوں شخصوں نے نجاشی سے بات کرنے سے پہلے اُس کے ہر سردار کو تحائف پیش کئے۔ اور اُن میں سے ہر سردار سے کہا کہ بادشاہ (نجاشی) کے اس ملک میں ہمارے کچھ بیوقوف لڑکے آ گئے ہیں جنہوں نے اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا ہے۔ اور وہ تمہارے دین میں داخل نہیں ہوئے۔ وہ ایک نیا دین (ایجاد کر کے) لائے ہیں جسے نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ لوگ۔ ہمیں ہماری قوم کے کچھ معزز اور بزرگ لوگوں نے بادشاہ کی طرف بھیجا ہے تا کہ وہ انہی واپس لوٹا دیں۔ جب ہم بادشاہ سے ان لوگوں کے متعلق بات کریں تو (اے سردارو!) آپ بادشاہ کو مشورہ دیں کہ وہ ان لوگوں کو ہمارے سپرد کر دیں اور ان کے متعلق کوئی بات چیت نہ کریں۔ بیشک ان

(بیوقوف لوگوں) کی قوم کی نگائیں ان سے بلند واعلیٰ ہیں اور وہ اس چیز سے بھی ان (احمق) لوگوں سے زیادہ واقف ہیں جو اِنہوں نے اپنی قوم پر لگائے ہیں۔اس پر سرداروں نے ان دونوں کو کہا: ہاں، (ایسا ہی ہوگا) یعنی اپنے تعاون کی یقین دہانی کرادی۔

پھر اِن دونوں نے اپنے تحائف نجاشی کی خدمت میں پیش کیے، نجاشی نے وہ تحائف قبول کیے۔ پھر ان دونوں نے بادشاہ سے بات کرتے ہوئے عرض کیا: اے بادشاہ! ہمارے علاقے کے کچھ بیوقوف لڑکے آپ کے ملک میں آ گئے ہیں جنہوں نے اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا ہے اور آپ کے دین میں داخل نہیں ہوئے، وہ ایک نیا دین لائے ہیں جسے نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ لوگ۔ ہمیں انہی لوگوں کی قوم کے کچھ معزز لوگوں، جن میں ان کے باپ، چچا اور دوسرے خاندان والے بھی شامل ہیں، نے ہمیں آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ آپ انہیں واپس لوٹا دیں۔ بیشک ان (بیوقوف لوگوں) کی قوم کی نگائیں ان سے بلند واعلیٰ ہیں اور وہ اس چیز سے بھی ان (احمق) لوگوں سے زیادہ واقف ہیں جو اِنہوں نے اپنی قوم پر لگائی ہے اور انہیں ملامت کی ہے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: (اس وقت) عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن عاص کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ بات صرف یہی تھی کہ کہیں نجاشی ان لوگوں کی بات نہ سن لے۔ (اور اصل حقیقت کا پول نہ کھل جائے) تب اُس کے پاس بیٹھے ہوئے سرداروں نے کہا: اے بادشاہ! یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں ان کی قوم کی نگائیں ان سے بلند اور گہری ہیں اور وہ اس چیز سے بھی ان (احمق) لوگوں سے زیادہ واقف ہیں جو اِنہوں نے اپنی قوم پر لگائی ہے۔ آپ انہیں ان دونوں کے سپرد کر دیجئے تا کہ یہ دونوں انہیں ان کے ملک اور قوم میں لے جائیں۔ (راوی کا بیان ہے) اس پر نجاشی کو غصہ آ گیا۔ اُس نے کہا نہیں، اللہ کی

قسم! میں اُنہیں کبھی بھی ان کے حوالے نہیں کروں گا جنہوں نے میرا ہمسایہ بننا پسند کیا، میرے ملک میں آئے اور مجھے دوسروں پر ترجیح دی یہاں تک کہ میں انہیں بلاؤں گا اور اُن سے اس چیز کے متعلق پوچھوں گا جو یہ دونوں کہتے ہیں۔ پس اگر وہ لوگ ویسے ہی ہوئے جیسے یہ دونوں بتا رہے ہیں تو میں انہیں ان کے حوالے کر دوں گا اور انہیں اُن کی قوم کے پاس بھیج دوں گا۔ اور اگر ایسے نہ ہوئے تو میں انہیں ان دونوں کے حوالے نہیں کروں گا اور اُن کے پڑوس کو مزید اچھا کروں گا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر نجاشی بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو پیغام دے کر بلایا۔ جب اُس کا ایلچی اور قاصد اُن کے پاس آیا تو انہوں نے اکٹھے ہو کر باہم مشورہ کیا کہ جب بادشاہ کے پاس جائیں گے تو کیا کہیں گے؟ پھر انہوں نے یہ بات طے کر لی کہ اللہ کی قسم! ہم وہی بات کہیں گے جو ہم جانتے ہیں اور جس چیز کا نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا ہے۔ سو جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ چنانچہ یہ (مسلمان) لوگ نجاشی بادشاہ کے پاس آئے۔ بادشاہ نے اپنے پادریوں کو بلا لیا تھا، انہوں نے بادشاہ کے اردگرد (بیٹھ کر) اپنے صحیفے کھول لئے۔

نجاشی نے اُن سے پوچھا: وہ کونسا دین ہے جس کی وجہ سے تم نے اپنی قوم کے دین کو چھوڑ دیا، تم نہ میرے دین میں داخل ہوئے اور نہ اُمتوں میں سے کسی کے دین میں داخل ہوئے؟ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس وقت حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے اُس سے بات کرتے ہوئے فرمایا: اے بادشاہ! ہم جاہل لوگ تھے، بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بے حیائی کے کام کرتے تھے، (قطع ارحام) رشتہ داریاں توڑتے تھے، ہمسایوں کے ساتھ بُرا سلوک کرتے تھے، ہم میں سے طاقتور، کمزور کو کھا جاتا تھا، ہم اسی انداز

اور طریقے پر چلتے رہے یہاں تک کہ اللہ عز وجل نے ہم میں سے ایک رسول معظم مبعوث فرمایا۔ ہم اُن کے نسب، سچائی، امانت اور عفت کو جانتے ہیں، انہوں نے ہمیں دعوت دی کہ ہم اللہ کو ایک مانیں، اُسی کی عبادت کریں، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر، پتھر کے جن بتوں کو ہم اور ہمارے آباؤ اجداد پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں۔ انہوں نے سچ بولنے، امانتیں ادا کرنے صلہ رحمی کرنے، ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا۔ حرام کاموں، قتل و غارت گری سے، بے حیائی کے کاموں سے بچنے، یتیم کا مال کھانے پاکدامن عورت پر تہمت لگانے سے منع فرمایا۔ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور انہوں نے ہمیں نماز ادا کرنے، زکوۃ دینے اور روزے رکھنے کا حکم بھی دیا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت جعفر نے بادشاہ کے سامنے تمام اُمور اسلام پیش کر کے فرمایا: پس ہم نے اُن کی (نبی کریم ﷺ کی) تصدیق کی اور ان پر ایمان لائے۔ ہم نے اُن کی شریعت کی اتباع کی، پس ہم نے ایک اللہ کی عبادت شروع کر دی، ہم اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، ہم اُن کی حرام کی ہوئی چیزوں کو اپنے اوپر حرام اور اُن کی حلال کی ہوئی چیزوں کو اپنے لیے حلال سمجھنے لگے۔ جس پر ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی انہوں نے ہمیں عذاب دیا، ہمیں ہمارے دین سے پھیرنے کی کوششیں کرنے لگے تاکہ ہم (پھر سے) اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ کر بتوں کی پوجا شروع کر دیں۔ اور ہم اُن چیزوں کو حلال سمجھیں جن خبائث و گندی چیزوں کو (زمانہ جاہلیت میں) حلال سمجھتے تھے۔ جب انہوں نے ہم پر ظلم و ستم شروع کیا، ہمارے لئے مشکلات پیدا کیں، ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان حائل ہونے لگے تو ہم آپ کے ملک کی طرف نکلے اور ہم نے دوسروں کو چھوڑ کر آپ کو ترجیح دی، آپ کے پڑوس کی طرف رغبت کی۔ اے بادشاہ! ہمیں اُمید ہے کہ ہم پر آپ کی

موجودگی میں ظلم نہیں ہوگا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نجاشی نے انہیں کہا: کیا آپ کو اُس وحی کا کچھ حصہ یاد ہے جو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں؟ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس پر حضرت جعفر نے فرمایا: جی ہاں! نجاشی نے کہا: مجھے پڑھ کر سنائیں۔ پس حضرت جعفر نے سورت مریم کی ابتداء سے پڑھنا شروع کیا، كٓهٰيٰعٓصٓ. حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: (سورہ مریم کی ابتدائی آیات سن کر) نجاشی رونے لگا یہاں تک کہ اُس کی داڑھی اس کے آنسوؤں سے بھیگ گئی۔ یہ آیات سن کر اُس کے پادری بھی اتنا روئے کہ اُن کے صحیفے بھیگ گئے۔ پھر نجاشی نے کہا: اللہ کی قسم! بیشک یہ وہی چیز (وہی کلام) ہے جو حضرت موسیٰ لائے تھے۔ یہ ضرور ایک ہی مخرج ومنبع سے ہے۔ (یہ کہہ کر) نجاشی نے اُن دونوں شخصوں سے کہا: تم دونوں چلے جاؤ، اللہ کی قسم! میں انہیں کبھی بھی تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب دونوں بادشاہ کے دربار سے نکلے تو عمرو بن عاص نے کہا: اللہ کی قسم! کل میں ضرور اُس (نجاشی) کے پاس اِن لوگوں کا عیب بیان کروں گا پھر ان کی جڑ کاٹ پھینکوں گا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: عبداللہ بن ابی ربیعہ (جو کہ ہمارے معاملے میں کچھ نرم دل تھا) نے اُسے کہا: ایسا نہ کرنا، اگرچہ انہوں نے ہماری مخالفت کی ہے لیکن ہیں تو ہمارے رشتہ دار۔ (یہ سن کر) عمرو بن عاص نے کہا: اللہ کی قسم! میں ضرور اُسے خبر دوں گا کہ یہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو اللہ کا بندہ کہتے ہیں۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: صبح ہوئی تو عمرو نے نجاشی سے کہا: اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے ایک (عظیم قول) سخت بات کہتے ہیں۔ پس انہیں بلا کر اُن سے حضرت عیسیٰ کے متعلق اُن کا عقیدہ پوچھیں۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: بادشاہ نے صحابہ کرام

ﷺ کو پھر بلا بھیجا تا کہ وہ ان سے اس کے متعلق پوچھ سکے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس کے متعلق ہمارے اوپر کوئی چیز نازل نہ ہوئی تھی۔ پس صحابہ کی قوم جمع ہوئی اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ جب بادشاہ تم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پوچھے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ انہوں نے یہ کہا (طے کرلیا) کہ اللہ عزوجل کی قسم! ہم اس بارے میں وہی کہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور جو ہمارے نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے۔ جو ہو گا سو دیکھا جائے گا۔

جب یہ صحابہ کرام بادشاہ کے پاس گئے اور اُس نے ان سے پوچھا کہ تم حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے متعلق کیا کہتے ہو؟ تو حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے جواب ارشاد فرمایا: ہم اُن کے متعلق وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے، اُس کے رسول، اُس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جو اُس نے کنواری بتول مریم رضی اللہ عنہا کی طرف القاء کیا تھا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرماتی ہیں: (یہ سن کر) نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین کی طرف بڑھا کر ایک تنکا اُٹھایا پھر کہا: جو آپ نے جواب دیا، عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اس سے اس تنکے کی نسبت بھی زیادہ نہیں ہیں۔ (نجاشی کی یہ بات سن کر) اس کے اردگرد بیٹھے ہوئے اس کے سرداروں کے نرخرے (غصے سے) آوازیں دینے لگے۔ لیکن نجاشی نے کہا: تمہیں اگرچہ یہ بات بری لگے، اللہ کی قسم! تم لوگ جاؤ، تم میرے اس ملک میں امن کے ساتھ رہو گے۔ (اور تین بار کہا) تم امن کے ساتھ اپنی مرضی سے رہو گے، جو شخص تمہیں برا بھلا کہے گا اس کا تاوان (جرمانہ) ادا کرنا ہو گا۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ تمہیں تکلیف پہنچاؤں اور اس کے بدلے میں مجھے ایک پہاڑ سونا مل جائے۔ (اَلدَّبُر، حبشہ کی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں) ان دونوں کے تحائف واپس کر دو ہمیں ان کی کوئی حاجت اور ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ

نے مجھ سے رشوت نہیں لی تھی جب اُس نے مجھے میرا ملک لوٹایا تھا کہ میں بھی اس معاملے میں رشوت لیتا پھروں اور اس نے لوگوں کو میرا مطیع (اس لیے) نہیں بنایا کہ میں اس کے معاملے میں لوگوں کی فرمانبرداری کرتا پھروں۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرماتی ہیں: پس دونوں کو دربار سے ذلیل کر کے اس حال میں نکال دیا گیا کہ وہ جو بھی تحائف لے کر آئے تھے وہ انہیں واپس کر دیئے گئے۔ ہم بادشاہ کے ملک میں بہترین گھر اور ایک اچھے ہمسائے کے ساتھ زندگی گزارتے رہے۔ آپ فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! اس دوران کسی نے اس کے ملک پر حملہ کر دیا، جس سے ہمیں ایسا افسوس اور غم ہوا کہ ہمیں اس کے پاس کسی اور شدید غم کا علم نہیں ہے۔ ہمیں اندیشہ تھا کہ کہیں وہ حملہ آور، نجاشی پر غالب نہ آ جائے اور کوئی ایسا آدمی آ جائے جو ہمارے حقوق کو نہ پہنچاتا ہو۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نجاشی بادشاہ جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ دونوں فوجوں کے درمیان نیل کی چوڑائی حائل تھی۔ آپ فرماتی ہیں اس وقت رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے کہا کون نکلے گا تا کہ قوم کی جنگ کی خبر ہمارے پاس لائے۔ آپ فرماتی ہیں: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں (خبر لاتا ہوں) فرماتی ہیں: اس وقت آپ عمر میں سب سے چھوٹے (کمسن) تھے۔ پس لوگوں نے ایک مشکیزہ میں ہوا بھر کر انہیں دے دیا جو انہوں نے اپنے سینے پر لٹکا لیا۔ پھر اُس پر تیرنے لگے یہاں تک کہ دریائے نیل کے اس کنارے کی طرف نکل گئے جہاں دونوں لشکر (جنگ کے لیے) جمع تھے۔ پھر چل پھر کر اُن کا جائزہ لیتے رہے۔

آپ فرماتی ہیں: ہم نجاشی کے لیے اللہ عزوجل سے دعا کرتے رہے کہ اپنے دشمن پر غلبہ پائے اور اپنے ملک پر حکمرانی کرتا رہے۔ اہل حبشہ کا نظم وضبط اسی کے پاس رہے کیونکہ ہم اس کے پاس بہترین ٹھکانے میں تھے۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ مکرمہ

میں حاضر ہو جائیں۔

[الاسناد]

یعقوب : ابن ابراہیم بن سعد الزہری، ثقہ ہیں۔ان سے امام بخاری اور امام مسلم نے استدلال کیا ہے۔ابن معین اور ابن سعد نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

ابوہ : ابراہیم بن سعد الزہری، ثقہ ہیں۔احمد، ابو حاتم نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔اور ابن حبان نے ان کا ذکر اپنی ''الثقات'' میں (۱۴/۱) پر کیا ہے۔

ابن عدی نے ''الکامل'' (۵۶/۲) اھ میں (تہذیب الکمال والحاشیۃ للمحقق ۹۰/۲ و مابعدہا) سے نقل کرتے ہوئے کہا: مسلمانوں کے ثقہ لوگوں سے ہیں۔

محمد بن اسحاق : ابن یسار مشہور امام ہیں۔المغازی والسیرۃ کے مؤلف ہیں جس کا اختصار ابن ہشام نے کیا۔ان کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔اور حق یہ ہے کہ وہ سچے ہیں جن سے استدلال کیا جائے گا۔

امام احمد نے فرمایا: ابن اسحاق کی حدیث حسن ہے۔شعبہ نے کہا: وہ سچے ہیں۔ابن المدینی نے کہا: میرے نزدیک اُن کی حدیث صحیح ہے۔

بعض اہل علم نے اُن میں کلام کیا ہے، پس امام نسائی نے کہا: وہ قوی نہیں ہیں۔دارقطنی نے کہا: اُن سے استدلال نہ کیا جائے۔ان کے غیر نے بھی اُن کے بارے میں جرح وقدح کی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ابن اسحاق کے کچھ افراد اور غرائب ہیں لیکن اُن کی حدیث قبول اور صحت کی حد میں ہے۔

ابوالحسن بن القطان نے یہ بات اختیار کی ہے کہ اُن میں لوگوں کے اختلاف کی وجہ سے اُن کی حدیث حسن کے باب سے ہے۔اسے ابو بکر الخطیب نے تاریخ بغداد میں ذکر کیا ہے اور اُن کا رجحان ان کے صدق اور عدالت کی طرف ہے۔

ابن حبان نے ''الثقات'' میں اُن کا دفاع کیا ہے۔مالک اور ہشام بن عروہ کا رد کیا ہے۔ذہبی

....

نے بھی ''المیزان'' میں ابن اسحاق کا دفاع کیا ہے۔ اور اُن کے حالات کے ابتداء میں کہا: آپ صالح الحدیث ہیں۔ میرے نزدیک اُن کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ صرف یہ کہ انہوں نے سیرت میں کچھ منکر منقطع چیزیں اور جھوٹے اشعار زائد کیے ہیں۔ الخ۔ ''النہایۃ'' میں اُن کے حالات میں فرمایا: جو چیز ظاہر ہے وہ یہ کہ ابن اسحاق کی حدیث حسن ہے، صالح الحال سچے ہیں۔ جس میں وہ منفرد ہیں پس اُس میں نکارت ہے۔ اُن کے حفظ میں کچھ کمی ہے اور ائمہ نے اُن سے استدلال کیا ہے۔ فاللہ اعلم۔

امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں اور امام ترمذی نے اپنی ''جامع'' میں ابن اسحاق کی حدیث کی تصحیح کی ہے۔ قدیم اور متاخرین ائمہ نے اُن کا دفاع کیا ہے اور اُن کے صدق کو بیان کیا ہے۔ آپ اسے اُن کے حالات اور اُن کی طرف سے دفاع کے لیے ذہبی کی ''المیزان'' (۴۷۵-۴۱۸/۳) میں اور ابن سیدالناس کی ''عیون الاثر'' (۲۲/۱۲) دیکھیں۔

ابن اسحاق کے متعلق ذکر کیا گیا ہے کہ وہ مدلس ہیں پس اُن پر تدلیس کی تہمت لگائی گئی۔ علما نے اُن پر یہ عیب لگایا اور اُن کی حدیث معنعن کو رد کیا ہے۔ تدلیس میں کلام طویل ہے۔ ہمیں اتنا جان لینا کافی ہے کہ عنعنہ کے ساتھ اُن کی کثیر روایات صحیح ہیں اور اُن میں سے کثیر طرق دوسرے طرق میں پائے جاتے ہیں جن میں حدیث ہونے کی تصریح ہے۔ تو بہتر یہ ہے کہ مطلق رد نہ کیا جائے۔ اور بیشک اس حدیث میں حدیث ہونے کی صراحت کی گئی ہے لہذا ہمیں اُن کی تدلیس اور اُن کی طرف سے دفاع میں طوالت کی مشقت سے یہ بات کافی ہے۔

ہمیں ان کے حالات اس چیز کے ساتھ ختم کر دینے چاہیے جو مرویات کی بصیرت رکھنے والے امام، ناقد نے کہا ہے: امام ابواحمد بن عدی نے کہا ہے: میں نے اُن کی احادیث کی جو کثیر و وافر ہیں، تفتیش کی تو ان میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں پائی جس پر ضعف کا یقین ہو سکے۔ ہاں کبھی اتفاقاً بعض باتوں میں خطا یا وہم واقع ہوتا ہے جیسے اوروں سے ہوتا ہے۔ ان سے روایت لینے میں ثقات اور ائمہ پیچھے نہیں رہے۔ اور اُن میں کوئی عیب نہیں ہے۔ الخ۔ منقول از ''المیزان'' (۴۷۴/۳)

محمد بن مسلم بن شهاب: امام زہری، اُن کا ذکر حدیث نمبر (۲۰) میں گزر چکا ہے

....

ابو بکر بن عبدالرحمن بن الحارث المخزومی : ثقہ ہیں۔وہ فقہاءِ سبعہ سات معروف فقہاء میں سے ایک ہیں۔آپ فقیہ عالم اور مسلمان ائمہ میں سے ایک تھے۔سنہ ۹۴ھ ہجری میں وفات پائی۔ابن معین نے یہ کہا ہے۔رحمہ اللہ تعالیٰ

ام سلمة : ہند بنت ابی امیہ بن مغیرہ مخزومیہ قرشیہ،رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ۔آپ اُن خواتین میں سے ہیں جنہوں نے دو ہجرتیں کیں۔حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف۔آپ کے شوہر فوت ہوئے تو انہوں نے صبر کیا اور اِنَّـا لِلّٰـهِ وَ اِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے بہتر بدلہ عطا فرمایا کہ رب العالمین کے رسول ﷺ نے اُن سے نکاح کیا۔آپ نے سنہ ۵۹ھ ہجری میں وفات پائی۔

ذہبی نے کہا: اُمہات المؤمنین میں سب سے آخر میں آپ نے وفات پائی۔رحمہا اللہ ورضی عنہا

اور حدیث مسند اُم سلمہ سے ہے جیسا کہ واضح ہے۔امام احمد نے یہاں اس حدیث کا ذکر کیا کیونکہ اس میں سیدنا جعفر بن ابی طالب اور حبشہ میں ان کے قصہ کا ذکر ہے۔

[التخريج]

حدیث صحیح ہے،اس کے رجال ثقہ ہیں۔ابن اسحاق نے اس کے حدیث ہونے کی صراحت کی ہے۔جیسا کہ ہم نے ابھی ذکر کیا۔اس کے بارے میں شیخ شاکر نے (السنۃ ۱۸/۳) میں کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔اور طویل حدیث ''مجمع الزوائد'' (۲۷-۲۴/۶) میں ہے۔

ہیثمی نے کہا: اسے احمد نے روایت کیا اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے ابن اسحاق کے۔اور اُنہوں نے سماع کی تصریح کی ہے۔

اور حدیث مسند احمد (۲۰۱/۱-۲۰۳ ط الحلبی،نمبر ۱۷۴۰) میں ہے،تحقیق شاکر (۲۹۰/۵-۲۹۲)

ابن ہشام نے اس کا ذکر ''السیرۃ'' میں ابن اسحاق سے اپنی اس سند سے کیا۔

(المجلد الاول / ص ۲۰۵- ۲۰۸ ط دار التراث العربی بالازہر)

الروض الانف شرح السیرۃ (۸۷/۲-۸۹) میں ہے۔اور اسے ابن کثیر نے اپنی ''التاریخ'' میں یونس بن بکیر،عن ابن اسحاق کی روایت سے طوالت کے ساتھ روایت کیا۔یہ تھوڑے اختلاف کے

....

ساتھ اس مذکور حدیث کے قریب ہے، (سیرۃ ابن کثیر ۲/۱۷ و ما بعدھا)

حبشہ کے لیے ہجرت کا قصہ، امام احمد نے المسند ۱/۲۰۲-۲۰۳، ۵/۲۹۰-۲۹۲ میں عبداللہ بن مسعود کی حدیث سے روایت کیا۔ اس کی اسناد صحیح ہے مگر اس میں ابوموسٰی کے ذکر میں وہم ہے اور وہ حبشہ کے مہاجرین سے ہیں۔ ابونعیم الحافظ نے (دلائل النبوۃ) میں ابوموسٰی اشعری کی حدیث سے روایت کیا۔

ابن کثیر نے کہا: یہ صحیح اسناد ہے۔ اور اسے خود ابن عساکر نے حضرت جعفر کی حدیث سے روایت کیا۔ اسے بزار نے (کشف الاستار ۱۷۴۰) میں روایت کیا۔ اس اسناد میں عمیر بن اسحاق ہے۔

اس میں ابن معین کا قول مختلف ہے۔ اُن سے صرف ابن عون نے روایت کیا ہے اور اُن میں بہت بڑا وہم ہے۔ ذکر کیا کہ عمرو بن عاص حبشہ میں مسلمان ہو گئے اور حضرت جعفر کے ساتھ وہاں سے لوٹے۔ اور یہ واضح غلطی ہے اور اُس چیز کے خلاف ہے جس پر اہل سیر ہیں اور جسے آپ کے اسلام لانے کے متعلق ثقات نے روایت کیا ہے۔ (حضرت عمرو بن عاص کا اسلام قبول کرنا) یہ بہت بعد کی بات ہے۔

غریب الحدیث:

جَلْدَیْن: جیم کے زبر اور لام کے سکون کے ساتھ، جو فی نفسہ مضبوط جسم والا ہو۔

اَلْبِطْرِیْق: لغت روم میں جنگ اور اس کے معاملات کا ماہر حاذق۔ اُن کے نزدیک منصب والا اور قوم سے مقدم ہونے والا ہے۔

صَبَأَ: یعنی وہ نکلا۔ اور کہا جاتا ہے: صَبَأَتِ النُّجُوْمُ، یعنی وہ اپنے مطالع سے نکلے۔ اور مراد ہے کہ وہ ایک دین سے دوسرے دین کی طرف نکلا۔ اور قریش، رسول اللہ ﷺ کو صابئ کہتے تھے۔

اَعْلٰی بِھِمْ عَیْنًا: یعنی وہ اُن میں زیادہ بصیرت والا اور باخبر ہے۔

اَخْضَلَ لِحْیَتَہٗ: اُس نے اپنی داڑھی کو تر کر لیا۔

اُکَادُ: الکید سے ہے۔ کید اور ھم ہم معنی ہیں۔ اور یہ لفظ "الکید" یعنی مکر و فریب کرنا سے نہیں ہے۔ المقاربۃ والوشک.

اللسان میں کہا: جب کوئی شخص کسی کو ناپسند چیز پر آمادہ کرے تو وہ کہتا ہے: اِلَّا وَاللّٰہِ! وَ لَا

كَيْدًا وَ لَا هَمًّا لَا أُكَادُ وَ لَا أَهَمُّ.

اور یہاں معنی ہے: کوئی مجھے دھوکہ نہیں دے سکتا۔

اَسْتَأْصِلُ خَضْرَاءَ هُمْ : اُن کی جڑ کاٹ دوں گا۔یعنی اُن کے آباء کوختم کردوں گا اوران کے خلاف، فیصلہ کراؤں گا، خَضْرَاءَ هُمْ: اُن کے عام لوگ۔

سُيُومٌ : لغت حبشہ میں اس کا معنی ہے، تم امن میں ہو۔اس کی تفسیر، حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی نے کی۔

اَلدَّبُرُ: لغت حبشہ میں اس کا معنی ہے، پہاڑ۔حدیث میں اس کی تفسیر ایسے ہی ہے۔

اللسان میں ابن اثیر سے نقل کرتے ہوئے کہا: اسی طرح تفسیر کی گئی ہے۔

اِسْتَوْثَقَ عَلَيْهِ اَمْرُ الْحَبَشَة :یعنی وہ اس کی اطاعت پر جمع ہوجائیں اور وہ اپنے ملک میں حکمرانی پر فائز رہے۔(اللسان: مادہ، وسق)

اَلْوَسْق کا اصل معنی ہے: ایک شے کو دوسری شے سے ملانا،

اِسْتَوْثَقُوا: یعنی وہ جمع ہوئے اور مل گئے۔

الشرح:

حدیث میں اس شخص کے لیے عبرت اور نصیحت ہے جو اللہ کی طرف دعوت دے۔حضرت جعفر ﷛ نے جب معاہدہ کیا آپ کے اصحاب حق بات پر تھے اور اس کا کھلے طور سے اظہار کرنے والے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی حفاظت فرمائی، انہیں نجات دی اور انہیں امن وحفاظت میں رہنے والے بنا دیا۔

اس روایت میں نجاشی کے قرآن پاک سے متاثر ہونے کا بیان ہے، وہی قرآن آج کئی لوگوں پر پڑھا جاتا ہے لیکن اُن میں کسی ساکن شخص کو حرکت نہیں دیتا۔

اس میں ہجرت کی شدت وسختی، اس کے معاملے کی صعوبت، انسان کی اپنے وطن سے دوری کا بیان ہے۔طویل سفر جس کا سامنا دین کے قیام میں پہلے مسلمانوں نے کیا اور اللہ کی عبادت کی تحقیق کا بیان ہے۔

[24] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ،قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ،قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي،
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ ﷺ قَالَ:
رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ .

سیدنا عبداللہ بن جعفر ﷺ نے بیان فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو تر کھجور کے ساتھ ککڑی کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

[الاسناد]

ابراھیم بن سعد: ابن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف القرشی الزہری، ابواسحاق المدنی، ان کے حالات زندگی حدیث نمبر (۲۳) میں گزر چکے ہیں۔

یہاں ہم کچھ زیادہ بیان کرتے ہیں:

عبدالرحمٰن بن یوسف المعروف ابن خراش نے کہا: آپ اہل مدینہ کے سچے لوگوں سے ہیں۔ آپ کے والد مسلمانوں کی جماعت سے تھے۔اھ (تاریخ بغداد/۸۳۰۶)

ڈاکٹر بشار عواد نے ''حاشیہ تہذیب الکمال'' (۹۴/۱،۳/۹۲/۲) سے نقل کرتے ہوئے کہا:
نسائی، ابن سمعانی، خطیب، ابن عساکر، ذہبی اور جمہور ائمہ جرح وتعدیل نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ صفحہ ۹۲ پر خطیب بغدادی کا کلام نقل کیا ہے۔

امام احمد اُن سے روایت کرتے ہیں جیسے یہاں ہے۔ اور ابن یعقوب سے بھی روایت کرتے ہیں جیسے حدیث نمبر (۲۳) میں گزرا۔ اور یہ دونوں ان کے شیوخ۔ ، ہیں۔

ابوہ: وہ سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن الزہری ہیں۔

عبداللّٰہ بن جعفر: ان کے حالات زندگی حدیث نمبر (۴۶) میں آئیں گے۔

[التخریج]

اسے بخاری نے (۱۰۴/۷) الاطعمة : باب جمع اللونین او الطعامین فی المرة ، و باب القثاء میں روایت کیا ہے۔ مسلم نے (۶-۱۲۲) الاشربة ، باب اکل القثاء بالرطب میں، ابو داؤ د نے (۳۸۳۵) میں ، ترمذی نے (۱۸۴۴) میں ، ابن ماجہ نے (نمبر ۳۳۲۵) میں ، دارمی نے (۱۰۳/۲۰) میں، ترمذی نے الشمائل (نمبر:۱۸۸) میں، بغوی نے شرح السنۃ (۳۲۹/۱۱) میں، حمیدی نے اپنی مسند میں (نمبر:۵۴۰) پر روایت کیا۔

ان سب نے ابراهیم بن سعد ، عن ابیه ، عن عبداللّٰه بن جعفر کے طریق سے روایت کیا۔

اور لفظ مسند کی طرح ہیں سوائے ترمذی، ابوداؤ داور بغوی کے۔ انہوں نے کہا: كَانَ يَأْكُلُ......

اور یہ حدیث صحیح الاسناد، متفق علیہ ہے۔

الشرح:

حدیث میں دوطرح کے کھانے جمع کرنے کے جواز واباحت پر دلیل ہے۔

اور اس میں بعض جاہل بناوٹی صوفیوں کا رد ہے جنہوں نے اسے برا سمجھا ہے، اسے خطا یا ایسا کرنے والے سے جرم اعتبار کیا ہے۔

امام بخاری نے ایک باب باندھا ہے جو ہمیں اس قسم کی دلالت فراہم کرتا ہے۔ اور ایسے ہی اُن کے بعد بغوی نے کیا ہے۔

[25] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ،قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ، قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ ، قَالَ اَخْبَرَنَا حَبِیْبُ بْنُ الشَّهِیْدِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِیْ مُلَیْکَةَ ، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ لِابْنِ الزُّبَیْرِ:

أَتَذْکُرُ إِذْ تَلَقَّیْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ ؟

قَالَ: نَعَمْ.

قَالَ:فَحَمَلَنَا وَتَرَکَکَ .

وَ قَالَ اِسْمَاعِیْلُ مَرَّةً:

أَتَذْکُرُ إِذْ تَلَقَّیْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ ؟

فَقَالَ: نَعَمْ.فَحَمَلَنَا وَتَرَکَکَ .

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں، آپ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی تھی؟

انہوں نے کہا: ہاں (یاد ہے)۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اُٹھالیا تھا اور آپ کو چھوڑ دیا تھا۔

اسماعیل نے ایک مرتبہ کہا:

کیا آپ کو یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں، آپ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی تھی؟

انہوں نے کہا: ہاں، پس رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اٹھالیا تھا اور آپ کو چھوڑ دیا تھا۔

[الاسناد]

اسماعیل : ابن علیہ، اور وہ اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم ہیں، اُن کے حالات، حدیث نمبر (۲۲) میں گزر چکے ہیں۔

حبیب بن الشهيد : امام احمد بن حنبل، یحیٰی بن معین، ابو حاتم، نسائی اور اسحاق بن منصور نے فرمایا: حبیب، ثقہ راوی ہیں۔ایک جماعت نے ان سے روایت لی ہے۔(تہذیب الکمال ۳۸۰/۵)

عبدالله بن ابی ملیکة : عبداللہ بن عبیداللہ بن زہیر۔اور وہ ابوملیکہ ہیں۔بن عبداللہ بن جدعان التیمی۔اُن کی کنیت ابوبکر ہے۔ایک جماعت نے ان سے روایت لی ہے۔

ابو حاتم اور ابوزرعہ نے انہیں ثقہ قرار دیا۔سنہ ۱۱۷ ہجری میں وفات پائی۔

(الخلاصۃ/ص ۲۰۵)

[التخریج]

اسے امام بخاری نے (۹۳/۴) **الجهاد ، باب استقبال الغزاة** میں اس سند سے روایت کیا، **ثنا یزید بن ذریع و حمید بن الاسود.** مسلم نے (۱۳۱/۷) میں **ابن ابی شیبة، عن ابن علیة ، و عن اسحاق الحنظلی ، عن ابی اُسامة** کی سند سے روایت کیا۔

ان سب نے حبیب بن الشہید سے روایت کیا۔مگر امام بخاری نے سائل (سوال کرنے والا) ابن زبیر کو اور مجیب (جواب دینے والا) ابن جعفر کو بنایا اور وہ نَعَمْ. فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ کے قائل ہیں۔

اور یہ حدیث ان کے نزدیک مسند ابن الزبیر سے ہے۔اسے احمد نے اپنی مسند کی حدیث ابن عباس (۴، ۵) سے روایت کیا۔

عنقریب اس کے بارے کلام آئے گا۔

....

الشرح:

امام احمد نے ابن علیہ کی حدیث سے اس حدیث کو دو معنوں پر روایت کیا ہے۔

پہلے معنی پر، محمول (جنہیں اُٹھایا گیا) ابن جعفر ہیں اور وہ ''فَحَمَلَنَا وَتَرَکَکَ'' الفاظ کے قائل ہیں۔

دوسرے معنی پر، محمول ابن الزبیر ہیں اور وہ '' نَعَمْ فَحَمَلَنَا وَتَرَکَکَ'' کے قائل ہیں۔

دوسری معنی کو امام مسلم نے حدیث ابن علیہ سے روایت کیا ہے اور اسی طرح قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر کی ہے۔ اور ثوری نے ان کا رد کیا ہے۔ اور روایت کے معنی میں درست بات وہی ہے جو قاضی عیاض نے فرمائی ہے، جیسا کہ یہاں واضح ہے۔

امام بخاری نے اسے روایت کیا اور ''حَمَلَنَا وَتَرَکَکَ'' کا قائل ابن جعفر کو قرار دیا۔

حافظ نے (الفتح ۱۶۵/۱۲) میں اسے ترجیح دی کہ محمول وہ ابن جعفر ہیں جیسا کہ روایت بخاری ظاہر ہے۔ اسے غلبہ دیا اور یہی درست ہے۔ واللہ اعلم

روایت احمد ظاہر کرتی ہے کہ اسماعیل اس میں متردد ہیں، لہذا کبھی وہ اس جگہ ایک بات کرتے ہیں اور کبھی اس کے اُلٹ۔

جیسا کہ عبداللہ بن جعفر (میرے گمان میں، واللہ اعلم) اُن لوگوں میں سے ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ترجیح دی جاتی تھی پس وہ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد کے بیٹے ہیں۔ اُن کے والد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور عبداللہ یتیم ہو گئے۔ یہ نبی کریم ﷺ کے لطف و کرم اور عنایت کا موقع ہے۔

عنقریب نمبر (۲۶) اور (۳۴) میں آئے گا جو اس پر دلالت کرتا ہے۔

الشیخ احمد شاکر نے (مسند پر اپنی تعلیق ۱۸۶/۳-۱۸۷) میں ابن حجر کی عبداللہ کو ترجیح دینے کا رد کیا ہے، پس کہا: لیکن اس کا رد کرتا ہے جو عبداللہ بن الزبیر کی سند میں (۱۶۱۹۸) پر ہے کہ ہشام بن عروۃ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن جعفر سے کہا:

أَتَذْكُرُ يَوْمَ اِسْتَقْبَلْنَا النَّبِيُّ ﷺ ، فَحَمَلَنِيْ وَ تَرَكَكَ ؟

....

کیا آپ کو یاد ہے جس دن نبی کریم ﷺ نے ہمارا استقبال فرمایا پس آپ نے مجھے اُٹھا لیا اور آپ کو چھوڑ دیا۔

یہ حدیث المسند (۵/۴) میں ہے، انہوں نے اسے ابی الیمان [الحکم بن نافع]، عن اسماعیل بن عیاش، عن ھشام بن عروۃ کے طریق سے روایت کیا۔

اور اسماعیل بن عیاش حجازیین سے اپنی حدیث میں ضعیف ہے۔اور یہ حدیث انہی اہل حجاز سے مفردہ ہے۔جیسا کہ معلوم ہے۔ہم نے اُن کے حالات کا کچھ حصہ حدیث نمبر (۲۱) میں ذکر کیا ہے۔

ابوداؤد نے کہا: میں نے امام احمد سے اسماعیل بن عیاش کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے کن مشائخ سے حدیث بیان کی ہے؟

میں نے کہا: شامیوں سے۔

فرمایا: ٹھیک ہے۔بہر حال جو اُن کے غیر سے بیان کرے تو اُس کے پاس منکر چیزیں ہوں گی،

ابن عدی نے کہا: احادیث حجاز سے کچھ احادیث، یمین بن سعید، محمد بن عمرو اور ہشام بن عروہ کی ہیں اور اُن کی احادیث سے اور عراقیوں کی حدیث کے علاوہ جو مذکور ہیں، جب انہیں ابن عیاش اُن سے روایت کرے تو خلط سے خالی نہیں ہوتی اُن میں غلطی کرتے ہیں۔یا حدیث کو مرسل روایت کرتے ہیں یا مرسل کو موصول یا موقوف کو مرفوع روایت کرتے ہیں۔شامیوں سے اُن کی حدیث کو، جب اُن سے ثقہ روایت کرے تو وہ مستقیم ہوگی۔

خلاصہ کلام اسماعیل بن عیاش اُن لوگوں میں سے ہیں جن کی حدیث لکھی جاتی ہے اور اس سے استدلال کیا جاتا ہے خاص طور پر حدیث شامیین میں۔اھ (تہذیب الکمال: ۱۷۵/۳، ۱۷۹- کامل ابن عدی: ۲/ق ۱۰۵ حاشیہ سے نقل کرتے ہوئے)

اور اُن کے بارے امام بخاری اور ترمذی کا قول حدیث نمبر (۲۱) میں گزر چکا ہے۔پس وہ حدیث ضعیف ہے اس میں ابن عیاش نے غلطی کی ہے لہذا صحیح بخاری میں حدیث بخاری اس کے معارض نہیں ہے۔

میں شیخ شاکر کے بارے یہ گمان نہیں کرتا کہ وہ ابن عیاش کی روایت سے غافل ہوں جیسا کہ واضح ہے لیکن شیخ شامیین وغیرہم سے مطلق توثیق کی طرف جاتے ہیں مگر جب ثابت ہو جائے کہ انہوں نے خطا کی ہے۔ شاید شیخ شاکر نے یہاں اس چیز کو نہیں دیکھا جب انہوں نے اسماعیل کی روایات سے ایک روایت کو دیکھا جو محمول کے معاملے میں اس کے موافق ہے۔

الشیخ شاکر نے کہا:

اسماعیل بن عیاش ثقہ ہے اور کسی نے اُن کے حجت ہونے کے متعلق کلام نہیں کیا۔ اور اکثر نے گمان کیا ہے کہ ابن عیاش اہل حجاز وعراق سے اپنی روایت میں خطا کرتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔ جب ہمیں معلوم ہو گا کہ انہوں نے حدیث میں خطا کی ہے ہم اُس سے احتراز کریں گے۔ تمام راوی غلطی کر جاتے ہیں۔ اُن میں زیادہ غلطیاں کرنے والے بھی ہیں اور تھوڑی غلطیوں والے بھی ہیں۔

پھر انہوں نے کچھ اقوال نقل کئے جو اس رائے کو پختہ کرتے ہیں۔

آپ (جامع الترمذی: ۱۱/۱۷۳۲ حاشیہ ۸) کی طرف رجوع کریں۔

حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی بچوں پر شفقت کرنے، اُن کے ساتھ بے تکلف ہونے، اُن سے محبت کرنے، ان کا استقبال کرنے، ان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنے اور رشتہ داروں اور یتیم کی رعایت کرنے پر دلالت ہے۔

[26] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِیَةَ ، قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ مُوَرِّقِ الْعِجْلِیِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ ، قَالَ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّیَ بِالصِّبْیَانِ مِنْ أَهْلِ بَیْتِهٖ، قَالَ: وَ إِنَّهٗ قَدِمَ مَرَّةً مِنْ سَفَرٍ، قَالَ: فَسُبِقَ بِیْ إِلَیْهِ ، قَالَ :فَحَمَلَنِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ ، قَالَ: ثُمَّ جِیْءَ بِأَحَدِ ابْنَیْ فَاطِمَةَ إِمَّا حَسَنٍ وَ إِمَّا حُسَیْنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَأَرْدَفَهٗ خَلْفَهٗ ، قَالَ: فَدَخَلْنَا الْمَدِیْنَةَ ثَلَاثَةً عَلٰی دَابَّةٍ .

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اپنے اہل بیت کے بچوں سے ملتے۔ فرمایا: ایک مرتبہ آپ ﷺ کسی سفر سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے مجھے آپ کے حضور پیش کیا گیا۔ پس آپ ﷺ نے اٹھالیا۔ (فرماتے ہیں) پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک شہزادے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ یا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو لایا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ (حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پس ہم ایک سواری پر تین سوار ہو کر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔

[الاسناد]

ابو معاویة : الضریر، وہ محمد بن خازم ہیں۔ ایک جماعت نے ان سے روایت لی۔ امام بخاری اور امام مسلم نے اُن سے اس روایت میں احتجاج کیا جو انہوں نے اعمش اور غیر اعمش سے روایت کی۔

ذہبی نے کہا: ثقہ مضبوط ہیں۔ میں کسی کو نہیں جانتا جس نے ان کے بارے کوئی بات کی ہو جو مطلق آپ کی کمزوری ثابت کرے۔ ایک اور موقع پر کہا: آپ مشاہیر ثقات ائمہ سے ایک ہیں۔

(المیزان ۴/۵۳۳،۴/۵۷۵)

....

اعمش کے غیر سے آپ کی حدیث کے اضطراب کے متعلق جو کہا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ ہاں اُن کے کچھ افراد ہیں اور ثقات سے کون ہے جو خطا نہیں کرتا۔

عاصم: ابن سلیمان الاحول، ابن معین اور ابوزرعہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ امام احمد نے فرمایا: حفاظ میں سے ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا: سنہ ۱۴۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ (الخلاصہ: ص۱۸۲)

مورق العجلی: تابعی ثقہ ہیں۔ نسائی اور ابن سعد نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

[التخریج]

اسے امام مسلم نے (۱۳۲/۷) میں **یحییٰ بن یحییٰ و ابی بکر بن ابی شیبۃ، عن ابی معاویۃ،** اور **ابن ابی شیبۃ، عن عبدالرحمن بن سلیمان، عن عاصم (الاحول)** کے طریق سے روایت کیا۔ اسے ابوداؤد نے (۲۵۶۶) میں **ابی صالح محبوب بن موسیٰ، اخبرنا ابو اسحاق النزاری، عن عاصم** کے طریق سے روایت کیا۔ اور دارمی نے (۲۸۵/۲) میں **ابو النعمان (محمد بن الفضل - عارم)، ثنا ثابت بن یزید، عن عاصم** کی سند سے روایت کیا۔ بغوی نے (شرح السنۃ ۱۸۵/۱۱) میں **ابی الحسن علی بن یوسف الجوینی انا ابو محمد محمد بن علی بن شریک الشافعی، عن عبداللہ بن محمد بن مسلم الجوربذی، عن احمد بن حرب، عن ابی معاویۃ** کی سند سے روایت کیا۔

ابو محمد الحسین البغوی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔ یہ حدیث جیسا کہ انہوں نے کہا، مسند میں اس کی اسناد، مسلم کی شرط پر ہے۔ اور اسے ابومعاویہ کی حدیث سے شیخ احمد نے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا۔ اُن کی احادیث میں تھوڑا اختلاف ہے جو معنی میں اثر انداز نہیں ہوتا۔

الشرح: حدیث میں ایک سواری پر تین افراد کے سوار ہونے کا جواز ہے جب تک جانور کو تکلیف اور نقصان نہ ہو۔ اس میں نبی کریم ﷺ کا بچوں کے ساتھ لطف و کرم، آپ ﷺ کی اُن کے ساتھ محبت کا اظہار، بچوں کا آپ ﷺ کے آنے پر جمع ہونا اور آپ ﷺ کے استقبال کے لیے خوش ہونا ثابت ہوتا ہے۔

[27] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی ، قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ شَیْخٌ مِنْ فَهْمٍ وَ اَظُنُّهٗ یُسَمّٰی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: وَ اَظُنُّهٗ حِجَازِیًّا سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ یُحَدِّثُ ابْنَ الزُّبَیْرِ ،وَ قَدْ نُحِرَتْ لِلْقَوْمِ جَزُوْرٌ اَوْ بَعِیْرٌ ، اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ :

اَطْیَبُ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ .

مسعر نے کہا کہ مجھے فہم کے ایک شیخ نے حدیث بیان کی اور میرا گمان ہے کہ اسے محمد بن عبدالرحمٰن کہا جاتا ہے اور میرا گمان ہے کہ وہ حجازی ہے۔اس نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ ایک بار قوم کے لیے اونٹ ذبح ہوا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بہترین گوشت پشت (کمر) کا گوشت ہوتا ہے۔

[الاسناد]

یحیٰی: ابن سعید القطان۔امام، ثقہ، حجت ہیں، آپ تعارف سے بے پرواہ ہیں بلکہ آپ وہ شخص ہیں جو راویوں کو پہچانتے ہیں اور رجال کے بارے کلام کرتے ہیں۔

مسعر : ابن کدام۔ایک جماعت نے ان سے روایت اخذ کی۔یحیٰی القطان نے فرمایا: آپ مضبوط اور ثقہ لوگوں میں سے ہیں۔(الخلاصۃ:ص۳۷۴)

شیخ من فهم : ان کا نام محمد بن عبدالرحمٰن حجازی بیان کیا جاتا ہے۔ان کے باپ کے نام میں اختلاف ہے۔عبدالرحمٰن ہے جیسا کہ یہاں ہے۔اور عبداللہ ہے جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت میں ہے جیسا کہ ہم عنقریب ذکر کریں گے۔اس لیے ان کے متعلق حافظ نے التعجیل (ترجمہ:۹۵۴) میں کہا:اس سب سے ظاہر ہے کہ انہیں محمد کہا جاتا ہے۔اور ان کے باپ یا عبداللہ ہیں یا عبدالرحمٰن ہیں اور یہ فہمی، حجازی

....

ہیں۔ واللہ اعلم۔ اھ اور وہ مجہول شیخ ہیں، معروف نہیں ہیں۔

[التخريج]

اس حدیث کو ترمذی نے الشمائل (نمبر۱۶۲) میں محمود بن غيلان ، حدثنا ابو احمد الزبيری ، حدثنا مسعر کے طریق سے روایت کیا۔

بغوی نے ایک اسناد سے (شرح السنۃ ۲۹۹/۱۱) میں اور ابن ماجہ نے (نمبر ۳۳۰۸) میں حدثنا بكر بن خلف ، ثنا يحيیٰ بن سعد عن مسعر کے طریق سے روایت کیا۔

بغوی نے (شرح السنۃ نمبر ۲۸۵۴) میں حدثنا المطهر بن علی الفارسی ، عن محمد بن ابراهيم الصالحانی ، عن ابی محمد عبدالله بن محمد بن جعفر ، عن احمد بن عمرو (حافظ البزار) ، عن عمرو بن علی ، عن يحيی بن سعيد عن مسعر کی اسناد سے روایت کیا۔

یہ حدیث اس فہمی شیخ کی جہالت (مجہول ہونے) کی وجہ سے ضعیف ہے۔ الشیخ شعیب نے شرح السنۃ پر اپنی تعلیق میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں: شیخ فہمی مجہول ہے۔

الشیخ الالبانی نے ''مختصر شمائل الترمذی'' (حدیث نمبر ۱۴۵) میں کہا: اس میں قبیلہ فہم کا شیخ ہے جس کا نام نہیں لیا گیا اور اس کی تخریج میں کہا: ضعیف ہے۔ الخ

اس کے باوجود الشیخ شاکر نے المسند پر اپنی تعلیق میں اسے حسن قرار دیا، انہوں نے کہا: اس کی اسناد حسن ہے۔ وہ اِس طرف اس لئے گئے ہیں کہ انہیں اعتماد ہے کہ یہ شیخ تابعی ہیں۔ اور پوشیدگی کی بنا پر اُن میں جرح ذکر نہیں کی گئی۔ اور اس انداز کی حدیث اُن کے نزدیک درجۂ حسن میں ہے۔

حدیث کی نسبت حافظ نے (التعجيل ص ۳۷۰) میں نسائی کی طرف کی ہے۔ انہوں نے بندار سے اور انہوں نے یحییٰ بن سعید سے اس کا اخراج کیا ہے۔ اور یہ حدیث مسند احمد میں ہے، (۲۰۴/۱) طالحلبی، نمبر (۱۷۴۴) تحقیق احمد شاکر، اور یہ دوسرے طرق سے نمبر (۳۳، ۳۹، ۴۳) میں آئے گی۔ اور حدیث کا نمبر (۱۷۴۹، ۱۷۵۶، ۱۷۵۹، المسند تحقیق احمد شاکر) ہے۔

[28] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیُ اَبِیُ ، قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیُدُ ، قَالَ اَخُبَرَنَا مَهُدِیُّ بُنُ مَیُمُوُن ، عَنُ مُحَمَّدِ بُنِ اَبِیُ یَعُقُوُب ، عَنِ الُحَسَنِ بُنِ سَعُدٍ ، عَنُ عَبُدِاللّٰهِ بُنِ جَعُفَرٍ .

بعدوالی حدیث اس سند سے بھی ہے۔

[الاسناد]

یزید : وہ ابن ہارون سلمی، ابوخالد الواسطی، مشاہیر ائمہ میں سے ایک ہیں۔

امام احمد نے فرمایا: ثقہ حافظ تھے۔

ابوحاتم نے کہا: ایسے شخص کے بارے سوال نہیں کیا جاتا۔

عجلی نے کہا: ثقہ اور مضبوط ہیں۔ سنہ ۲۰۶ھ ہجری میں وفات پائی۔ (الخلاصۃ ص ۴۳۵)

مهدی بن میمون : ابن یحییٰ، الازدی ثقہ ہیں ایک جماعت نے ان سے روایت لی۔

امام احمد بن حنبل نے انہیں ثقہ کہا۔ سنہ ۱۷۲ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔

محمد بن ابی یعقوب : محمد بن عبداللہ بن ابی یعقوب،

ایک جماعت نے اُن سے روایت لی۔ ابن معین، نسائی اور ابوحاتم نے انہیں ثقہ قرار دیا۔

الحسن بن سعد : القرشی، الہاشمی، حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے غلام۔

نسائی نے کہا: ثقہ ہے۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (تہذیب الکمال ۶/۱۶۴)

[التخریج]

اس کے بعدوالی حدیث دیکھیں۔

[29] حَدَّثَنا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، ثَنا عَفَّانُ وَ بَهْزٌ قَالَا ، حَدَّثَنَا مَهْدِیٌّ ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِیْ یَعْقُوْبَ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ مَوْلَی الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ ﷺ قَالَ:

أَرْدَفَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ خَلْفَهٗ فَأَسَرَّ إِلَیَّ حَدِیْثًا لَا أُخْبِرُ بِهٖ أَحَدًا أَبَدًا ، وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحَبُّ مَا اسْتَتَرَ بِهٖ فِیْ حَاجَتِهٖ هَدَفٌ أَوْ حَائِشُ نَخْلٍ ، فَدَخَلَ یَوْمًا حَائِطًا مِنْ حِیْطَانِ الْأَنْصَارِ ، فَإِذَا جَمَلٌ قَدْ أَتَاهُ فَجَرْجَرَ وَ ذَرَفَتْ عَیْنَاهُ ، قَالَ بَهْزٌ وَ عَفَّانُ : فَلَمَّا رَأَی النَّبِیَّ ﷺ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَیْنَاهُ فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرَاتَهٗ وَ ذِفْرَاهُ ، فَسَکَنَ فَقَالَ : مَنْ صَاحِبُ الْجَمَلِ ؟ فَجَاءَ فَتًی مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ : هُوَ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! ، فَقَالَ : أَمَا تَتَّقِی اللّٰهَ فِیْ هٰذِهِ الْبَهِیْمَةِ الَّتِیْ مَلَّکَهَا اللّٰهُ إِنَّهٗ شَکَا إِلَیَّ أَنَّکَ تُجِیْعُهٗ وَ تُدْئِبُهٗ .

حضرت عبداللہ بن جعفر ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا اور مجھے سرگوشی میں ایک بات کہی جو میں کبھی بھی کسی کو نہ بتاؤں گا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی عادت اور طریقہ تھا کہ رفع حاجت کے موقع پر کسی بلند عمارت یا کھجور کے جھنڈ کی آڑ میں چلے جاتے۔ ایک بار آپ انصار کے کسی باغ میں تشریف لے گئے۔ اس دوران اچانک ایک اونٹ آپ کے پاس حاضر ہو کر آپ ﷺ کے قدموں میں لوٹنے لگا، اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

بہز اور عفان (دو راویوں) نے کہا: جب نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ وہ رو رہا ہے اور اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں، تو آپ نے اُس کی کمر اور سر کے پچھلے حصے پر (شفقت بھرا)

ہاتھ پھیرا جس سے وہ پرسکون ہو گیا۔ پھر آپ نے پوچھا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نوجوان آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس جانور کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے جس نے تمہیں اِس کا مالک بنایا ہے؟ یہ مجھ سے شکایت کر رہا ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور (زیادہ مشقت سے) اسے تھکا دیتے ہو۔

[الاسناد]

بھز : ابن سعد العمی، ابوالاسود، البصری۔ امام العلم ہیں۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: اُن کی طرف پختگی کی انتہا ہو گئی۔ ابن معین سے۔ ہے کہ وہ ثقہ ہیں۔

ابو حاتم نے کہا: نہایت سچے ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا: ثقہ، کثیر الحدیث اور حجت تھے۔

نسائی نے انہیں ثقہ قرار دیا۔ (تہذیب الکمال ۴/۲۵۸، ۲۵۹)

عفان : ابن مسلم الصفار ہیں، ابو حاتم اور ابن عدی وغیرہما نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

سنہ ۲۲۰ ہجری میں وفات پائی۔

باقی الاسناد : باقی اسناد پر میں نے ابھی کلام کیا ہے۔

[التخریج]

اسے ابوداؤد نے (۲۵۴۹) پر **کتاب الجهاد، باب ما يؤمر به من القيام على الدواب والبهائم** میں، **حدثنا موسىٰ بن اسماعيل، ثنا مهدی** کی اسناد سے روایت کیا ہے۔

الشیخ الالبانی نے اس کی نسبت حاکم (۲/۹۹-۱۰۰)، البیہقی (دلائل النبوۃ)، مسند ابویعلی (۱/۳۱۸)، تاریخ ابن عساکر (۹/۲۸/۱)، الاحادیث المختارۃ للضیاء (۱۲۴-۱۲۵) کی طرف کی ہے کہ اسے محمد بن ابو یعقوب نے روایت کیا ہے۔

حاکم نے کہا: صحیح الاسناد ہے، ذہبی نے اُن کی موافقت کی ہے۔

الشیخ نے کہا: یہ حدیث ویسی ہی ہے جیسے ان دونوں (حاکم، ذہبی) نے فرمایا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ جیسا کہ اسناد میں گزرا، صحیح کے رجال ہیں۔

حدیث کوامام مسلم نے (۱/۱۸۴-۱۸۵) میں شیبان بن فروخ و عبداللّٰہ بن اسماء الضبعی عن مھدی کے طریق سے روایت کیا اُن کے قول: حائش نحل تک۔ اور اسے (۷/۱۳۲) پر شیبان کے طریق سے اُن کے قول: لَا اُحَدِثُ بِهٖ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ تک روایت کیا۔

اسے ابن ماجہ نے (نمبر: ۳۴۰) پر محمد بن یحییٰ عن ابی النعمان کے طریق سے روایت کیا۔ الدارمی نے (۱/۱۷۰) پر عن الحجاج بن المنهال کلاهما عن مھدی بن میمون کے طریق سے روایت کیا۔

دونوں نے استتار کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے۔ اور پوری حدیث کو حافظ مزی نے تہذیب الکمال میں الحسن بن سعد کے حالات میں ابو القاسم البغوی عن شیبان تک اپنی اسناد کے ساتھ وارد کیا اور کہا: حسن بن سعد کی صحیح میں سوائے اس حدیث کے کوئی حدیث نہیں ہے۔

غریب الحدیث :

هَـدَفٌ : ہر عمارت وغیرہ کا بلند حصہ، کبھی تیرے لئے کوئی چیز کھڑی کی جائے یا گاڑھی جائے تو اِسْتَهْدَفَ لَکَ الشَّیْءَ کہا جاتا ہے۔

اَلْحَائِشُ : درخت کا گنجان اور گھنا حصہ۔

سَـرَاتُـهٗ : اس کا بلند حصہ، ہر چیز کا بلند واعلیٰ حصہ، سَـرَاةُ الْقَوْم ، قوم کے افضل اور بزرگ لوگ۔

ذِفْرَاهُ : سر کا پچھلا حصہ، وہ جگہ جو گدی سے ملتی ہے۔

الشرح :

حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی جانوروں کے ساتھ رحمت اور اُن کے ساتھ شفقت ظاہر ہوتی ہے۔ اور یہ خوبصورت اسلامی خلق ہے جو اُن کے حق کی رعایت کا، انہیں کھانا کھلانے کا اور انہیں اس چیز کا مکلف نہ بنانے کا تقاضا کرتا ہے جس کی وہ استطاعت نہیں رکھتے۔ حتیٰ کہ ذبح کے وقت نرمی کرنے اور دیگر اُمور کا تقاضا کرتا ہے۔

[30] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ ، قَالَ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ ، قَالَ رَأَیْتُ ابْنَ أَبِیْ رَافِعٍ یَتَخَتَّمُ فِیْ یَمِیْنِہٖ فَسَأَلْتُہٗ عَنْ ذٰلِکَ ،فَذَکَرَ أَنَّہٗ رَأَی عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ جَعْفَرٍ یَتَخَتَّمُ فِیْ یَمِیْنِہٖ ،

وَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ جَعْفَرٍ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَتَخَتَّمُ فِیْ یَمِیْنِہٖ .

حماد بن سلمہ نے کہا کہ میں نے ابن ابی رافع کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے دائیں میں انگوٹھی پہن رکھی ہے۔ میں نے اس کے بارے اُن سے پوچھا تو انہوں نے ذکر کیا کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہن رکھی ہے۔انہوں نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ مبارک میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

[الاسناد]

یزید : آپ ابن ہارون ہیں جن کے حالات حدیث نمبر (۲۸) میں گزر چکے ہیں۔

حماد بن سلمة : عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا: حماد بن سلمہ صحیح السماع، حسن التلقی اور لوگوں کا زیادہ ادراک رکھنے والے ہیں۔اُن پر کسی قسم کی تہمت نہیں لگائی اور نہ کسی ایسی چیز کے ساتھ ملتبس ہوئے۔ اپنے نفس اور اپنی زبان پر اچھا ملکہ اور قابو رکھتے تھے۔نہ کسی کو انفرادی طور پر برا کہا نہ کسی جماعت کا ذکر برائی سے کیا۔موت تک ایسی باتوں سے محفوظ رہے۔

ابن معین نے کہا: اُن کی حدیث اول امر سے آخر تک ایک ہے۔

حجاج بن منہال نے کہا: ہم سے حماد بن سلمہ نے حدیث بیان کی اور وہ ائمہ دین سے تھے۔الخ

(تہذیب الکمال ص ۲۶۴،۲۶۲،۲۶۳/۷)

ابن ابی رافع : وہ عبدالرحمٰن بن ابورافع ہیں۔ابن معین نے کہا: صالح الحدیث ہیں۔

....

[التخریج]

حدیث کی دو اسناد ہیں:

الاول: اسے ترمذی نے اپنی جامع (۱۷۴۴) میں اور الشمائل میں (نمبر۹۱) پر احمد بن منیع ، ثنا یزید بن هارون کی سند سے روایت کیا۔نسائی نے (۱۷۵/۸) پر محمد بن معمر البحرانی ، عن حبان بن هلال ، عن حماد کی سند سے روایت کیا۔امام بغوی نے (شرح السنۃ ۶۶/۱۲) پر ترمذی کے طریق سے روایت کیا۔اور اسے (۳۱۴۳) پر ابو الشیخ محمد بن رستة ، ابو الحریش ، عن هدبة ، عن حماد کے طریق سے روایت کیا۔

ابن جعفر سے راوی کا نام (عبدالرحمٰن بن ابی رافع) ہے۔

الثانی: اسے ابن ماجہ نے (نمبر۳۶۴۷) میں عن ابی بکر بن ابی شیبة کی سند سے اور ترمذی نے الشمائل (نمبر۹۲) میں عن یحییٰ بن موسیٰ کلاهما ، عن عبداللّٰه بن نمیر ، حدثنا ابراهیم ابن الفضل ، عن عبداللّٰه بن عقیل ، عن ابن جعفر کے طریق سے مرفوعاً بیان کیا۔اس اسناد میں جو کچھ ہے وہ ابھی آئے گا۔

الطریق الاوّل: البانی نے (مختصر الشمائل ص ۶۰) پر کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔

الشیخ احمد شاکر نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔دونوں نے ترمذی کا قول نقل کیا ہے، محمد بن اسماعیل [البخاری] نے فرمایا: یہ اصح شے ہے جو اس باب میں روایت کی گئی ہے۔(اور وہ جامع الترمذی ۲۲۹/۴ میں ہے)

الطریق الثانی : ابراہیم بن فضل اسے روایت کرتے ہیں۔خود ترمذی نے فرمایا: اپنے حفظ کے اعتبار سے ضعیف ہے۔اور اس کے کچھ غرائب ہیں۔(جامع الترمذی ۶۵۵/۵۱/۵)، اور ابراہیم بہت ضعیف، متروک الحدیث ہے۔ابو حاتم، بخاری اور نسائی نے فرمایا: منکر الحدیث ہے۔

ابن عدی نے کہا: وہ میرے نزدیک اُن لوگوں میں سے ہے جن سے استدلال نہیں کیا جاتا۔

(تہذیب الکمال: ۱۶۶/۲)

....

الشرح:

حدیث میں دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے جواز پر دلیل ہے۔اور اس میں اس شخص پر رد ہے جو مسلم کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اس سے منع کرے،امام مسلم نے اپنی صحیح میں حدیث انس روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی آپ کے بائیں ہاتھ میں ہوتی تھی۔

(صحیح مسلم فی اللباس و الزینة: باب لبس الخاتم فی الخنصر من الید)

اس باب میں اور احادیث ہیں۔

آپ (شرح السنة ۱۲/ ۶۶-۶۹)، جامع الترمذی (۴/ ۲۲۷-۲۲۸) اور مختصر الشمائل باب ۱۲ کی طرف رجوع کریں۔

دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے پر وہ احادیث دلالت کرتی ہیں جن پر بخاری اور مسلم نے اتفاق کیا ہے جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

اِتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ ذَھَبٍ ، فَکَانَ یَلْبَسُہٗ فِیْ یَمِیْنِہٖ ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِیْمَ الذَّھَبِ ، فَطَرَحَہٗ وَ قَالَ: لَا اَلْبَسُہٗ اَبَدًا۔

رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنائی،آپ اُسے دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔آپ نے اپنی انگوٹھی کو پھینک دیا اور فرمایا: میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا۔ پس لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

حدیث کو امام بخاری نے (۷/ ۲۰۳) اللباس ، باب:من جعل فص الخاتم فی بطن کفه ،مسلم نے (۶/ ۱۵۰) میں،ترمذی نے (نمبر ۱۷۴۱) میں اور بغوی نے شرح السنة (نمبر ۳۱۲۹) میں روایت کیا۔

اور بخاری نے دائیں ہاتھ میں پہننے کا ذکر صرف روایت ''جویریة'' میں گمان کی بنا پر کیا ہے۔

حضرت جویرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:لَا اَحْسِبُہٗ اِلَّا قَالَ فِیْ یَدِہِ الْیُمْنٰی.

میں یہ گمان نہیں کرتی مگر یہ کہ (نافع نے) کہا تھا وہ انگوٹھی آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ میں تھی۔

[31] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْـنُ جُـرَيْـجٍ ،قَـالَ أَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسَافِعٍ أَنَّ مُصْعَبَ بْنَ شَيْبَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ [(١)وَ قَـالَ حَجَّاجٌ عُقْبَةُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ] عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :

مَنْ شَكَّ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَ هُوَ جَالِسٌ .

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کو نماز میں شک ہو جائے تو اُسے بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کر لینے چاہیے۔

[الاسناد]

روح: ابن عبادہ، ثقہ ہیں اور ایک جماعت نے اُن سے روایت لی ہے۔

ابن جریج : عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج، ثقہ ہیں۔ تدلیس کی تہمت اور عیب لگایا جاتا ہے۔ جو عطاء سے روایت کیا تو ذکر کیا ہے کہ انہوں نے عطاء سے سنا ہے، اس لیے کہ وہ عطاء بن رباح سے اپنے عنعنہ کا اقرار نہیں کرتے۔ اور اُن کی تدلیس کے متعلق حدیث لمبی ہے۔

عبداللّٰه بن مسافع : ابن عبداللہ بن شیبہ،

الشیخ شاکر نے کہا: میں نے اُن میں کوئی جرح پائی اور نہ تعدیل۔ پھر انہوں نے اس حدیث کے لیے ابن خزیمہ کی تصحیح پر اعتماد کیا۔

مصعب بن شيبة : امام احمد نے فرمایا: اُن کی احادیث مناکیر ہیں۔

(١) مسند میں نہیں ہے۔ یہ زیادہ ہے اس جگہ اس کا کوئی معنی نہیں ہے۔ عتبۃ المیزان (۳،۱۲۹) الخلاصۃ ترجمۃ عقبۃ۔

ابو حاتم نے کہا: لوگ اُن کی تعریف نہیں کرتے۔(المیزان ۱۲۰/۴)
نسائی نے فرمایا: منکر الحدیث ہے۔(۱۹۶/۸، السنن الصغری)
دار قطنی نے کہا: قوی نہیں ہے اور نہ حافظ ہے۔(۱۱۳/۱ سنن الدار قطنی)
عقبة بن محمد بن الحارث : ابوداؤد کی روایت میں "عقبۃ بن محمد" واقع ہوا ہے تاء کے ساتھ، اور اسی طرح بیہقی کی روایت میں (السنن الکبری) میں ابوداؤد کے طریق سے ہے۔
الشیخ شاکر نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ یہ دو شخص ہیں ایک نہیں ہے۔انہوں نے ایسی چیز کا ذکر کیا جو اُن کے لیے اس میں ظاہر ہوا۔

[التخریج]

مصعب بن شیبہ کے ضعف، ابن مسافع اور عقبۃ بن محمد بن الحارث کی جہالت کی وجہ سے حدیث ضعیف ہے۔
حدیث کو ابوداؤد نے (۲۳۷/۲) میں اور نسائی نے (۳۰/۴) میں روایت کیا۔دونوں نے ابن جریج اخبرنی عبداللہ بن مسافع کے طریق سے روایت کیا۔
اِسے نسائی نے ابن جریج کے طریق سے حدیث نمبر (۳۷) میں بھی روایت کیا اور اس میں جو کچھ ہے وہ آئے گا۔
ابوداؤد کے طریق سے اسے بیہقی نے (۳۳۶/۲) میں روایت کیا۔
سہو کے دو سجدوں کے متعلق احادیث کثیرہ ہیں۔ہم اُن میں سے کچھ ابھی حدیث نمبر (۳۶)، (۳۷) میں ذکر کریں گے۔
یہاں نمبر (۳۶)، (۳۷) میں حدیث کا تکرار ہوا ہے۔اور المسند تحقیق الشیخ شاکر میں نمبر (۱۷۴۷) ہے۔اور نمبر (۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۶۱) میں حدیث آئے گی۔

[32] حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُالـلّٰـهِ ، قَـالَ حَدَّثَنِیُ اَبِیُ ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسُحَاقُ بُنُ عِیسٰـی وَ یَـحُیَـی بُـنُ إِسُـحَـاقَ، قَالَا حَدَّثَنَا ابُنُ لَهِیعَةَ ،عَنُ أَبِی الْأَسُوَدِ، قَالَ: سَمِعُتُ عُبَیُدَ بُنَ أُمِّ کِلَابٍ یُحَدِّثُ عَنُ عَبُدِ اللّٰهِ بُنِ جَعُفَرٍ،

قَالَ أَحَدُهُمَا: ذِی الُجَنَاحَیُنِ أَنَّ رَسُوُلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ إِذَا عَطَسَ حَمِدَ اللّٰهَ ، فَیُقَالُ لَهٗ :یَرُحَمُکَ اللّٰهُ ،فَیَقُوُلُ: یَهُدِیُکُمُ اللّٰهُ وَ یُصُلِحُ بَالَکُمُ .

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب چھینک مارتے تو کہتے :اَلُحَمُدُ لِلّٰهِ،(سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں)

سننے والا جواب دیتا:یَرُحَمُکَ اللّٰهُ ، (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے)

پھر آپ کہتے: یَهُدِیُکُمُ اللّٰهُ وَ یُصُلِحُ بَالَکُمُ .

اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت عطا فرمائے اور تمہارے احوال واُمور کی اصلاح فرمائے۔

[الاسناد]

اسحاق بن عیسٰی : ابن نجیح الطباع ہے۔

صالح جزرہ نے کہا: اُن میں کوئی نقص نہیں، نہایت سچے ہیں۔

ابوحاتم نے کہا: انہوں نے اس شخص سے حدیث اخذ کی ہے جو مجھے اُن سے زیادہ محبوب ہے اور وہ نہایت سچے ہیں۔

بخاری نے کہا: اُن کی حدیث مشہور ہے۔

ابن حبان نے اُن کا ذکر ''الثقات'' میں کیا ہے۔

(تہذیب الکمال:۲/۴۶۳، ۴۶۴، و التعلیق علیه)

یحیٰی بن اسحاق : وہ بجلی السلیحینی ہیں۔

ابن سعد نے کہا: ثقہ حافظ ہیں۔

امام احمد نے فرمایا: ثقہ ہے۔

ابن معین نے کہا: صدوق یعنی بہت سچے ہیں۔

ابن لهيعة : وہ عبداللہ بن لہیعہ ہیں۔

اُن کی کتابیں جل گئی تھیں۔اپنی حافظے کی بنا پر حدیث بیان کرتے تھے پس بہت خطائیں کر جاتے تھے۔اس لیے ضعیف ہیں۔اور جو روایت عبادلہ، ابن المبارک، ابن وہب اور ابن یزید المقری سے ہے اُس کا حال اچھا ہے۔اور بعض علما اُن کی تصحیح کرتے ہیں۔

ابو الاسود : محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل ہیں۔یتیم عروہ کے نام سے معروف ہیں اور ثقہ ہیں نسائی اور ابو حاتم نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ایک جماعت نے اُن سے روایت لی ہے۔

عُبَيد بن أم كلاب : مجہول ہے۔

حافظ حسینی نے فرمایا: معلوم نہیں کون ہے۔جیسا کہ (تعجیل المنفعۃ) پر ترجمہ ۷۱۰ پر ہے۔

[التخريج]

ہیثمی نے مجمع الزوائد (۵۶/۸) میں اس کی نسبت احمد اور طبرانی کی طرف کی ہے۔

امام احمد نے حدیث کا اخراج کیا ہے۔

الشیخ شاکر نے اس حدیث کے بارے کہا: صحیح ہے۔نمبر (۱۷۴۸)

[33] حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ بَابٍ، عَنْ حَجَّاجٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهٗ قَالَ:

إِنَّ آخِرَ مَا رَأَیْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِیْ إِحْدَی یَدَیْهِ رُطَبَاتٌ وَ فِی الْأُخْرٰی قِثَّاءٌ یَأْکُلُ مِنْ هٰذِهٖ وَ یَعَضُّ مِنْ هٰذِهٖ ، وَ قَالَ:

إِنَّ أَطْیَبَ الشَّاةِ لَحْمُ الظَّهْرِ .

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی آخری حالت و کیفیت جو میں نے دیکھی (وہ یہ تھی کہ) آپ کے ایک ہاتھ مبارک میں تر کھجوریں اور دوسرے ہاتھ مبارک میں ککڑی تھی۔ آپ اس ہاتھ سے تر کھجوریں تناول فرماتے اور دوسرے ہاتھ سے ککڑی کاٹتے، اور فرمایا: بیشک بہترین گوشت، پشت (کمر) کا ہے۔

[الاسناد]

نصر بن باب : آپ امام احمد کے بہت ضعیف شیوخ میں سے ہیں۔

ابن المدینی نے کہا: اُن کی حدیث چھوڑ دی گئی۔ ابو حاتم نے کہا: وہ متروک ہیں۔

ابن سعد نے کہا: وہ بغداد آئے، لوگوں نے اُنہیں سنا اور ان سے روایت لی۔ پھر انہوں نے ابراہیم الصائغ سے حدیث بیان کی تو لوگوں نے انہیں تہمت لگائی اور اُن کی حدیث کو چھوڑ دیا۔

ابن عدی نے کہا: ضعف کے باوجود اُن کی حدیث لکھی جاتی ہے۔ اھ۔ تعجیل المنفعۃ: ت (۱۱۰۲)

امام بخاری نے فرمایا: لوگ اُن پر جھوٹ کی تہمت لگاتے ہیں۔ (الضعفاء الصغیر: ترجمہ ۳۷۲)

نیز فرمایا: لوگوں نے اُن سے سکوت کیا ہے۔ (التاریخ الصغیر ۲/۲۶۴)

ابن حبان نے (المجروحین ۳/۵۳) میں کہا: اُن لوگوں میں سے ہیں جو ثقات سے مقلوبات روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ اثبات سے ایسی چیزیں روایت کرتے ہیں جو ثقات کی حدیث کے مشابہ نہیں

....

ہیں۔ پس جب اُن کی روایت میں یہ معاملہ زیادہ ہو گیا تو اُن سے استدلال باطل ہو گیا۔ پھر اس اسناد کے ساتھ ابن معین سے روایت کیا گیا ہے، انہوں نے کہا: اُن کی حدیث کوئی شے نہیں ہے۔ اھ اور یہاں آپ دیکھ رہے ہیں کہ جنہوں نے اُن پر جرح کی ہے، صائغ سے اُن کی روایت کے سبب سے نہیں ہے۔

بہر حال امام احمد نے فرمایا: اُن میں کوئی نقص نہیں جیسا کہ (تعجیل المنفعۃ) میں ہے۔ جب انہیں اُن کے بیٹے عبداللہ نے کہا: میں نے ابوخیثمہ سے سنا وہ کہتے تھے: جھوٹا ہے۔ تو امام احمد نے المسند میں فرمایا: استغفر اللہ! جھوٹا ہے؟ لوگوں نے تو اُن پر عیب لگایا ہے کہ انہوں نے (نصر بن باب نے) ابراہیم صائغ سے حدیث لی ہے حالانکہ ابراہیم اُن کے اہل شہر سے ہیں پس اس کا انکار نہیں کیا جائے گا کہ اُن سے سنا ہو۔

الشیخ شاکر نے کہا: اور امام احمد اپنے شیوخ کی جانچ کرتے ہیں اور وہ انہیں جانتے ہیں پس ایسے ہی ہم نے اُن کی توثیق کو ترجیح دی۔

الحجاج بن ارطاۃ : ابن حجر نے فرمایا: سچے ہیں، بہت خطائیں اور تدلیس کرتے ہیں۔

ذہبی نے کہا: اپنی حدیث میں نرمی کے باوجود مشاہیر سے ایک ہیں۔

التہذیب ۶/۴۲۰ و ما بعدھا

قتادۃ : آپ ابن دعامہ السدوسی ہیں، ثقہ بزرگ ہیں۔

سعید بن مسیب نے کہا: ہمارے پاس کوئی عراقی، قتادہ سے زیادہ بڑا حافظ نہیں آیا۔

ابن مہدی نے کہا: حمید جیسے پچاس سے زیادہ بڑے حافظ ہیں۔

سنہ ۱۱۷ھ ہجری میں وفات پائی

[التخریج]

حدیث ضعیف ہے۔ ہیثمی نے اس کی نسبت (مجمع الزوائد: ۵/۳۸) میں طبرانی فی الاوسط حدیث طویل کی طرف کی ہے۔ اور کہا: اس میں احرم بن حوشب ہے اور وہ متروک ہے۔

اور حدیث، نمبر (۲۷) میں گزر چکی ہے۔ اور نمبر (۳۹، ۴۳) میں بھی آئے گی۔

[34] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِیْرٍ ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبِیْ ،قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِیْ یَعْقُوْبَ یُحَدِّثُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ :

بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَیْشًا اسْتَعْمَلَ عَلَیْهِمْ زَیْدَ بْنَ حَارِثَةَ ،وَ قَالَ فَإِنْ قُتِلَ زَیْدٌ أَوِ اسْتُشْهِدَ فَأَمِیْرُکُمْ جَعْفَرٌ، فَإِنْ قُتِلَ أَوِ اسْتُشْهِدَ فَأَمِیْرُکُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ ، فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَأَخَذَ الرَّایَةَ زَیْدٌ فَقَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّایَةَ جَعْفَرٌ فَقَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ ،ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَقَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ ،ثُمَّ أَخَذَ الرَّایَةَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ ،

وَأَتَی خَبَرُهُمُ النَّبِیَّ ﷺ فَخَرَجَ إِلَی النَّاسِ ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَی عَلَیْهِ ،وَ قَالَ:إِنَّ إِخْوَانَکُمْ لَقُوا الْعَدُوَّ ،وَ إِنَّ زَیْدًا أَخَذَ الرَّایَةَ ، فَقَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ أَوِ اسْتُشْهِدَ ،ثُمَّ أَخَذَ الرَّایَةَ بَعْدَهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ، فَقَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ أَوِ اسْتُشْهِدَ، ثُمَّ أَخَذَ الرَّایَةَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ ،فَقَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ أَوِ اسْتُشْهِدَ ،ثُمَّ أَخَذَ الرَّایَةَ سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ .

فَأَمْهَلَ ثُمَّ أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا أَنْ یَأْتِیَهُمْ ، ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَالَ :لَا تَبْکُوْا عَلٰی أَخِیْ بَعْدَ الْیَوْمِ ،أَوْ غَدٍ ادْعُوْا اِلَیَّ ابْنَیْ أَخِیْ .قَالَ فَجِیْءَ بِنَا کَأَنَّنَا أَفْرُخٌ فَقَالَ ادْعُوْا إِلَیَّ الْحَلَّاقَ. فَجِیْءَ بِالْحَلَّاقِ ،فَحَلَقَ رُءُوْسَنَا ثُمَّ قَالَ: أَمَّا مُحَمَّدٌ فَشَبِیْهُ عَمِّنَا أَبِیْ طَالِبٍ ،وَ أَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ فَشَبِیْهُ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ .ثُمَّ أَخَذَ بِیَدِیْ فَأَشَالَهَا فَقَالَ:

اَللّٰهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِيْ أَهْلِهٖ وَ بَارِكْ لِعَبْدِ اللّٰهِ فِيْ صَفْقَةِ يَمِيْنِهٖ .

قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ: فَجَاءَتْ أُمُّنَا فَذَكَرَتْ لَهٗ يُتْمَنَا وَ جَعَلَتْ تُفْرِحُ لَهٗ . فَقَالَ: اَلْعَيْلَةَ تَخَافِيْنَ عَلَيْهِمْ وَ أَنَا وَلِيُّهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ .

حضرت عبداللہ بن جعفر ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جس کا امیر حضرت زید بن حارثہ ﷜ کو بنایا اور فرمایا: اگر زید شہید ہو جائے تو تمہارا امیر جعفر ہو گا اور اگر وہ شہید ہو جائے تو تمہارا امیر عبداللہ بن رواحہ ہو گا۔ پس جب اُن کا سامنا دشمن سے ہوا۔ حضرت زید بن حارثہ ﷜ نے جھنڈا پکڑا اور جنگ کی یہاں تک وہ شہید ہو گئے۔ پھر جھنڈا حضرت جعفر ﷜ نے پکڑ لیا اور جنگ شروع کر دی یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر وہ جھنڈا حضرت عبداللہ بن رواحہ ﷜ نے پکڑ لیا اور جنگ کی یہاں تک کہ وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ پھر جھنڈا حضرت خالد بن ولید ﷜ نے سنبھال لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر (مسلمانوں کو) فتح عطا فرمائی۔

نبی کریم ﷺ کے پاس اس کی خبر آئی تو آپ لوگوں کے پاس تشریف لائے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: بیشک تمہارے بھائیوں کا دشمن سے سامنا ہوا، زید نے جھنڈا پکڑ کر جنگ شروع کی اور شہید ہو گئے، پھر جھنڈا جعفر بن ابی طالب نے پکڑ کر جنگ کی تو وہ شہید کر دیئے گئے، پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے پکڑ کر جنگ شروع کی تو انہیں بھی شہید کر دیا گیا، پھر اللہ کی تلواروں مین سے ایک تلوار خالد بن ولید نے جھنڈا پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھ پر فتح عطاء فرمائی۔

پھر آپ رک گئے اور تین دن تک آل جعفر کے پاس جانے سے رکے رہے اور تین دن بعد اُن کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: آج کے بعد (یا فرمایا: کل کے بعد) میرے بھائی

پر مت رونا، میرے دونوں بھتیجوں کو میرے پاس لاؤ۔ راوی (حضرت عبداللہ بن جعفر ﷛) کہتے ہیں: ہمیں آپ کے پاس لایا گیا۔ ہم (اس وقت) چوزوں کی طرح تھے۔ آپ ﷺ نے ایک نائی کو بلانے کا حکم فرمایا جب نائی آیا تو اُس نے ہمارے سر مونڈے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: محمد (بن جعفر) تو ہمارے چچا ابو طالب کے مشابہ ہے اور عبداللہ (شکل وصورت میں) میرے مشابہ ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اونچا کیا اور دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِیْ أَهْلِهٖ وَ بَارِکْ لِعَبْدِ اللّٰهِ فِیْ صَفْقَةِ یَمِیْنِهٖ .

اے اللہ! جعفر کے گھر والوں کو اس کا نعم البدل عطاء فرما، اور عبداللہ کے دائیں ہاتھ کے معاملے میں برکت عطاء فرما۔

آپ نے یہ کلمات تین بار دہرائے۔ راوی (حضرت عبداللہ بن جعفر) نے فرمایا: اتنے میں ہماری والدہ آ گئیں اور اپنے غم کا اظہار کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں ان کے فاقہ کا خوف ہے؟ میں دنیا و آخرت میں ان کا ولی و سرپرست ہوں۔

[الاسناد]

وھب بن جریر : ثقہ ہیں۔ ایک جماعت نے اُن سے حدیث روایت کی۔

ابن معین اور ابن سعد نے انہیں ثقہ کہا۔

نسائی نے کہا: اُن میں کوئی نقص نہیں۔

یحییٰ بن ایوب سے مروی اُن کی حدیث میں علما نے کلام کیا ہے۔

ابوداؤد نے ذکر کیا ہے کہ اس میں انہوں نے خطا کی ہے۔

ابن مہدی نے ذکر کیا کہ انہوں نے کبھی انہیں شعبہ کے پاس نہیں دیکھا۔

احمد نے فرمایا: کبھی بھی شعبہ کے پاس نہیں دیکھے گئے۔

اور دیکھیں: (ہدی الساری ص ۴۵۰، میزان الاعتدال ۳۵۰/۴)

ابو ہ : وہ جریر بن حازم ہیں۔

ابن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

ابن حبان نے کہا: پختہ حفاظ میں سے اور دین میں اہل ورع لوگوں سے تھے۔

شعبہ کہا کرتے تھے: میں نے بصرہ میں دو آدمیوں نے زیادہ بڑا حافظ نہیں دیکھا:

ہشام دستوائی اور جریر بن حازم۔

ابن مہدی نے کہا: میرے نزدیک قرہ بن خالد سے بڑے ثقہ ہیں۔

بہر حال ابن معین کا قول: وہ قتادہ سے روایت میں ضعیف ہیں، اور ایسے ہی ابن حبان کا قول "الثقات" میں ہے، وہ خطا کرتے تھے کیونکہ وہ اکثر اپنی یادداشت اور حافظے سے حدیث بیان کرتے تھے

اور ابن حجر کا قول: وہ ثقہ ہیں، لیکن قتادہ سے اُن کی حدیث میں ضعف ہے۔ اُن کے کچھ اوہام ہوتے ہیں جب وہ اپنے حافظے سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ یہ ایسے اوہام ہیں جن سے کوئی کثرت سے روایت کرنے والا خالی نہیں ہوتا جیسے جریر۔

ذہبی نے "سیر اعلام النبلاء" میں کہا: انہوں نے اتنا کچھ روایت کیا کہ اُن کے اوہام چھپ گئے۔ ابن عدی نے کہا: اُن کی اپنے مشائخ سے بہت احادیث مروی ہیں اور حدیث میں مستقیم اور صالح ہیں مگر قتادہ سے روایت کرنے میں۔ بیشک وہ قتادہ سے ایسی چیزیں روایت کرتے ہیں جنہیں اُن کے علاوہ کوئی اور روایت نہیں کرتا۔ اور جریر ثقہ لوگوں سے ہیں جن سے ائمہ کرام نے حدیث روایت کی ہے۔ الخ

آپ کے حفظ اور مضبوطی پر دلالت کرنے والا ابن وہب کا یہ قول ہے کہ شعبہ اُبی کے پاس آتے اور اُن سے اعمش کی احادیث کے متعلق سوال کرتے۔ جب وہ حدیث بیان کرتے تو کہتے، اللہ کی قسم! میں نے اسے اس طرح اعمش سے سنا۔ اور قراد نے کہا کہ مجھے شعبہ نے کہا کہ تم پر جریر کے پاس حاضر ہو کر سماع کرنا لازم ہے۔ (التہذیب ۵۲۷/۴، و ما بعدھا ، والتعلیق علیہ للدکتور بشار عواد)

محمد بن ابی یعقوب : ان کے حالات حدیث نمبر (۲۹،۲۸) میں گزر چکے ہیں۔

الحسن بن سعد : ان کے حالات حدیث نمبر (۲۹،۲۸) میں گزر چکے ہیں۔

....

[التخريج]

یہ پوری حدیث امام احمد نے روایت کی اور اس کا بعض حصہ جنہوں نے روایت کیا ہم اُن کا ابھی ذکر کریں گے۔ ہیثمی نے (مجمع الزوائد ۶/۱۵۷) میں اس کی نسبت طبرانی کی طرف کی ہے اور کہا: اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

ابن کثیر نے کہا: اسے نسائی نے السیر میں مکمل روایت کیا وہب بن جریر کی حدیث سے۔ اھ (السیرۃ النبویۃ ۳/۴۷۷) اور السنن الکبری کی کتاب السیر، بہرحال اس کے بعض اجزاء تو وہ ہم آنے والی تفصیل پر ذکر یں گے۔

(۱) امام بخاری نے (۵/۱۸۲) المغازی غزوۃ موتۃ میں حدیث انس ذکر کی جس ایک ٹکڑا یہ ہے:

اَخَذَ الرَّایَۃَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ...... حَتّٰی اَخَذَ الرَّایَۃَ سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ .

زید نے جھنڈا پکڑا وہ شہید ہو گئے...... یہاں تک کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولید) نے جھنڈا پکڑا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں کافروں (رومیوں) پر فتح عطاء فرمائی۔

حدیث نمبر (۲۳) میں حضرت جعفر کے حالات میں اس کے قریب قریب بات گزری ہے۔

امام احمد نے (۵/۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱) قصۃ الغزو والشھادۃ میں اسے روایت کیا۔ ابوقتادہ کی حدیث میں سوائے اَمْهَلَ سے آخر حدیث تک۔

بخاری کی حدیث سے، امام احمد والی روایت طویل ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ کے قول کا ذکر ہے: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ذکر کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اُن کے لیے استغفار کرنا، نبی کریم ﷺ کا حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرنا اور آپ کا یہ قول: اَللّٰھُمَّ سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِکَ۔

(۲) اسے ابوداؤد نے (۳۱۹۲) میں عقبۃ بن مکرم اور ابن المثنی سے روایت کیا۔

نسائی نے (۸/۱۸۲) میں اسحاق بن منصور سے روایت کیا اور سب نے وہب سے روایت کیا۔

حدیث میں آپ کا قول: (أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ......) سے (فھن رؤوسنا) تک، اس میں تھوڑا
سا اختلاف ہے۔
اور اسے بغوی نے (شرح السنۃ ۵/۴۶۱) میں معلق روایت کیا جیسے ابوداؤد کے لفظ ہیں۔

غریب الحدیث:

اَفْـرُخٌ : فَرْخٌ کی جمع ہے، فرخ، پرندے کے بچے کو کہتے ہیں۔ کبھی اس کے ساتھ کنیت رکھی
جاتی ہے، اور چھوٹے ہونے اور مسکین ہونے پر دلالت کے لیے تشبیہ دی جاتی ہے۔ اس کی جمع اَفْـرُخٌ اور
فِرَاخٌ ہے۔
تُـفْرِحُ لَهُ: اَفْرَحَهُ: یعنی اُس نے غمگین کردیا۔ کسی کے لیے ایسی بات کا ذکر کرنا جو اُس کی خوشی
لے جائے۔
جیسے اُن کا قول: اَشْكَيْتُهُ: یعنی میں نے اُس کی شکایت دور کردی۔
فَافْرَحْتُهُ: یعنی میں نے اُس سے خوشی زائل کردی۔ اَفْرَحَهُ: اُس کو مشقت میں ڈال دیا۔
کہا جاتا ہے: اَفْرَحَهُ الدَّيْنُ: یعنی قرض نے اسے پریشان کردیا۔
اَلْعَيْلَةُ: فقر محتاج ہونا۔
اللسان میں کہا: عَالَ يَعِيلُ عَيْلًا وَ عَيْلَةً : اِفْتَقَرَ ، وہ فقیر محتاج ہوگیا۔

[35] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنا سُفیَانُ، قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ أَبِیْهِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ :

لَمَّا جَاءَ نَعْیُ جَعْفَرٍ حِیْنَ قُتِلَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :

اِصْنَعُوْا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ أَتَاهُمْ أَمْرٌ یَشْغَلُهُمْ أَوْ أَتَاهُمْ مَا یَشْغَلُهُمْ

حضرت عبداللہ بن جعفر ﷛ سے روایت ہے کہ جب (میرے والد) حضرت جعفر ﷛ کی شہادت کی خبر آئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو، کیونکہ انہوں نے ایسی خبر سنی ہے جس میں انہیں کام کا ہوش اور فرصت نہیں ہے۔

[الاسناد]

سفیان : ابن عیینہ، جیسا کہ امام احمد اور جعفر بن خالد کے حالات سے مستفاد اور معلوم ہوتا ہے۔(التہذیب)

جعفر بن خالد : ابن سارہ، القرشی ۔امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے فرمایا: ثقہ ہیں ترمذی نے اس حدیث کے بعد کہا: ثقہ ہیں ۔(التہذیب: ۲۷/۵، جامع الترمذی ۳۱۴/۳)

ڈاکٹر بشار نے کہا: نسائی، ابن حبان، ابن شاہین، بیہقی اور ذہبی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔الخ (التعلیق علی التہذیب ۲۷/۵ ہامش ''ا'')

ابوہ : خلاد بن سارہ، القرشی ۔انہیں سوائے ابن حبان کے کسی نے ثقہ نہیں کہا۔انہوں نے ''الثقات'' میں ان کا ذکر کیا۔ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا اور حاکم نے اسے صحیح کہا۔

میں نے خالد بن سارہ سے ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی جس کی بنا پر ان کا انکار کیا جائے۔علما نے اُن کی حدیث کو قبول کیا ہے۔

....

[التخريج]

اسے ابوداؤد نے (۳۱۳۲) میں ثنا مسدد ، ثنا سفیان کی سند سے روایت کیا، ترمذی نے (۹۹۸/۳۱۴/۳) میں ثنا احمد بن منیع و ابن حجر قالا : ثنا سفیان کے طریق سے، ابن ماجہ نے (۱۶۱۰) میں ثنا هشام بن عمار و محمد بن الصباح کی سند سے، حمیدی نے اپنی مسند میں نمبر (۵۳۷) میں سب نے سفیان سے روایت کیا۔ بغوی نے شرح السنہ (۴۶۰/۵) میں، دارقطنی نے اپنی سنن (۷۹/۲، ۸۷) میں، دونوں نے سفیان بن عیینہ کی حدیث روایت کی۔

ڈاکٹر عواد نے اس حدیث کی نسبت امام شافعی کی طرف کی، المسند (۲۰۸/۱)، الام (۲۷۴/۱)، بیہقی (۶۱/۴)، حاکم (۳۷۲/۱) اور کہا: حاکم نے اسے صحیح قرار دیا اور ذہبی نے اُن کی موافقت کی۔ لیکن اس میں خالد بن ساعدہ ہے جن کی توثیق سوائے ابن حبان کے کسی نے نہیں کی اور وہ صدوق یعنی سچے ہیں یہ حدیث حسن ہے جیسا کہ ترمذی نے کہا۔ الخ (حاشیہ تہذیب الکمال ۲۸/۵)

تنبیہ :امام مزی نے (الاطراف ۳۰۰/۴) میں اس حدیث کی نسبت ترمذی کی طرف کی، اور ذکر کیا کہ ترمذی نے اسے حسن کہا ہے جیسا کہ حاشیۃ التھذیب میں ہے۔ اور ابن کثیر نے اس کی نسبت (البدایۃ والنھایۃ ۲۵۱/۴) میں ترمذی کی طرف کی۔ اور التعلیق المغنی علی الدارقطنی میں۔ سب نے ذکر کیا کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ بلکہ حافظ ذہبی نے کہا: ترمذی نے اسے حسن کہا اسے صحیح نہیں کہا۔ جیسا کہ ہم نے ابھی خالد کے حالات میں ذکر کیا۔

جامع الترمذی کے مطبوع نسخہ، مکتبة الحلبی بمصر میں واقع ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے، اور یہ واضح غلطی ہے۔ اس پر ڈاکٹر بشار نے حاشیۃ التھذیب میں خبردار کیا ہے۔

استاذ شعیب نے شرح السنہ پر اپنی تعلیق میں ترمذی سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا ہے کہ حسن صحیح ہے۔ اور درست یہ ہے کہ انہوں نے اسے صرف حسن قرار دیا ہے اور بس۔ اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے اس طبعہ سے اسے نقل کیا ہے۔

شیخ الالبانی نے کہا: ابن السکن نے اسے صحیح قرار دیا جیسا کہ (التلخیص ۲۵۳/۵) میں ہے۔

....

اور یہ حدیث میرے نزدیک حسن ہے جیسا کہ ترمذی نے کہا۔ بغوی نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔

اور حدیث کا ایک شاہد حدیث ابن اسحاق سے ہے۔

ثنا عبداللّٰہ ابن ابی بکر ، عن ام عیسٰی الجزار ، عن ام عون و جعفر بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب ، عن جدتھما اسماء بنت عُمیس ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: لَا تَغْفِلُوْا آلَ جَعْفَرٍ مِنْ اَنْ تَصْنَعُوْا لَھُمْ طَعَامًا فَاِنَّھُمْ قَدْ شَغَلُوْا بِاَمْرِ صَاحِبِھِمْ .

آل جعفر کے لیے کھانا بنانے سے غافل نہ ہونا کیونکہ وہ اپنے صاحب کے معاملے کی وجہ سے مشغول ہیں۔

اسے احمد نے المسند (۳۷۰/۶) میں اور ابن ماجہ نے (نمبر ۱۶۱۱) میں روایت کیا۔

الشرح:

حدیث میں ایک اچھا طریقہ ہے اور وہ اہل میت کی مدد کرنا ہے، اُن کے لیے کھانا رکھنا کیونکہ وہ مصیبت اور وفات کی وجہ سے مشغول ہوتے ہیں۔

اسی لیے ترمذی نے فرمایا:

وَ قَدْ کَانَ بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ یَسْتَحِبُّ اَنْ یُّوَجَّهَ اِلٰی اَھْلِ الْمَیِّتِ شَیْءٌ لِشُغْلِھِمْ بِالْمُصِیْبَةِ ، وَ ھُوَ قَوْلُ الشَّافِعِیِّ ۔

بعض اہل علم اس چیز کو مستحب جانتے ہیں کہ اہل میت کو کوئی چیز پیش کی جائے کیونکہ وہ مصیبت میں مشغول ہوتے ہیں۔ (اس کی وجہ سے کھانا نہیں تیار کر سکتے) اور یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے۔ الخ

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں فرمایا:

کُنَّا نَرَی الْاِجْتِمَاعَ اِلٰی اَھْلِ الْمَیِّتِ وَ صَنْعَةَ الطَّعَامِ مِنَ النِّیَاحَةِ ۔

ہم میت والوں کے گھر جمع ہونا اور کھانا کھانا نیاحت یعنی ماتم میں سمجھتے تھے۔

اسے ابن ماجہ نے (نمبر ۱۶۱۲) میں اور احمد نے المسند میں روایت کیا۔ اس کی اسناد صحیح ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

[36] حَـدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ ابْنُ جُـرَیْـجٍ: أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ اللّٰهِ بْنُ مُسَافِعٍ أَنَّ مُصْعَبَ بْنَ شَیْبَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :

مَنْ شَکَّ فِیْ صَلَاتِهٖ فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ بَعْدَ مَا یُسَلِّمُ .

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جسے اپنی نماز میں شک ہو اُسے چاہیے کہ بیٹھے بیٹھے (ایک طرف سلام کے بعد) سہو کے دو سجدے کرلے۔

[الاسناد]

حجاج : وہ ابن محمد المصیصی ، ثقہ حافظ ہیں۔

ابن المدینی اور نسائی نے انہیں ثقہ کہا جیسا کہ تہذیب میں ہے۔

مسلم، سلمہ بن قاسم اندلسی، ابن حبان اور ذہبی نے انہیں ثقہ قرار دیا جیسا کہ اس (تہذیب) پر تعلیق میں ہے۔

باقی الاسناد :اس کے متعلق حدیث نمبر (۳۱) گزرگئی۔

باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اَحَـدَکُـمْ اِذَا قَامَ یُصَلِّیْ جَاءَ الشَّیْطَانُ فَلَبَّسَ عَلَیْهِ حَتّٰی لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی ، فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِکَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ وَ هُوَ جَالِسٌ .

جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس پر اشتباہ ڈال دیتا ہے یہاں تک کہ اس کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعتیں ادا کی ہیں، تو جب تم میں کوئی اس کیفیت کو پائے تو وہ بیٹھے بیٹھے (سہو کے) دو سجدے کرلے۔

البخاری (۸۶/۲) فی السھو من کتاب الصلاۃ،باب السھو فی الفرض و التطوع

[37] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُسَافِعٍ ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِاِسْنَادِهٖ .

حدیث نمبر[36]اس سند سے بھی مروی ہے۔

[الاسناد]

علی بن اسحاق : السلمی،ابوالحسن۔ترمذی،نسائی نے انہیں ثقہ کہا۔متوفی ۲۱۳ھ ہجری

عبدالله : ابن المبارک،مشاہیر اور ائمہ ثقات میں سے ایک۔آپ کی سیرت،تعارف سے مستغنی ہے۔رحمه الله و رضی الله عنه

باقی الاسناد : حدیث نمبر(۳۱) میں گزر گئی ہے۔اسناد میں غلطی ہے۔درست اس طرح ہے:

بقیہ حاشیۃ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں......

گزشته صفحه کا حاشیه ......

مسلم(۲/۸۲-۸۳) فی الصلاة ، باب السهو فی الصلاة ، والسجود له ،

ابوداؤد(۲/۲۳۷)، الترمذی(۳۹۷) النسائی(۳/۳۱)

ابن ماجہ(۱۲۱۶)اور اس کی اسناد میں ضعف ہے۔

الامام احمد(۷۲۸۴،۷۶۸۰،۷۷۹۰،۷۸۰۹)

بغوی(شرح السنۃ۳/۲۸۰)

مالک فی الموطا(ص:۹۷) فی السهو ، باب العمل فی السهو ،

الدارقطنی (۱/۳۷۴/۲۵)ایک اور وجہ سے مختصر،

مسند الحمیدی(۹۴۷)اور اس کے بعد آنے والی حدیث دیکھیں۔

....

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُسَافِعٍ ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ . غلطی شاید ابن مسافع سے سرزد ہوئی ہے۔ پس کبھی اس طرح روایت کر دیتے ہیں اور کبھی اس طرح۔ اور اسی طرح نسائی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے جیسا کہ گزرا ہے۔

اس باب میں حضرت ابوسعید خدری ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى، ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا؟ فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَ لْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ، ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ. فَإِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا، شَفَعْنَ لَهٗ صَلَاتَهٗ ، وَ إِنْ كَانَ صَلّٰى إِتْمَامًا لِأَرْبَعٍ ، كَانَتَا تَرْغِيْمًا لِلشَّيْطَانِ۔

جب کسی شخص کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ (دوران نماز) اُس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں، تین یا چار؟ تو وہ اس شک کو دور کرے اور جس قدر رکعات کا یقین ہو اتنی رکعتیں ادا کرے، پھر سلام پھیرنے سے پہلے سہو کے دو سجدے کر لے۔ اب اگر اس نے پانچ رکعتیں ادا کی ہوں گی تو ان سجدوں کی وجہ سے وہ شفعہ (یعنی چھ شمار) ہوں گی۔ اور اگر اس نے چار رکعات ہی پڑھی ہوں گی تو یہ دونوں سجدے شیطان مردود کے لیے مزید شرمندگی کا باعث اور سبب ہوں گے۔

اسے مسلم نے (۱۸۴/۲) میں، ابوداؤد نے (۲۳۵/۱) میں، نسائی نے (۲۷/۳) میں، ابن ماجہ نے (۱۲۱۰) میں دارقطنی نے (۳۷۱/۱) میں، دارمی نے (۳۵۱/۱) میں، ابن حبان نے اپنی صحیح (نمبر ۵۳۷ موارد) میں الفاظ مین کچھ زیادتی اور بعض اختلاف کے ساتھ روایت کیا۔

اسے ترمذی نے (۳۹۶) میں ایک اور مختصر وجہ سے روایت کیا۔ اس باب میں عبداللہ بن بحینة الاسدی، ابن مسعود، عمران بن حصین اور ابن عوف ذوالیدین سے بھی احادیث مروی ہیں۔

دیکھیں: جو ہم نے اس سے پہلے صفحات میں مختلف کتابوں سے لکھا ہے اور اُس سے متصل جو کتاب الصلاۃ سے ابواب السہو میں ہے۔

زوائد ابن حبان میں (ص ۱۴۱، ۱۴۲) پر ہے۔

اور حدیث مسند احمد (۱۷۵۳) میں ہے۔

[38] حَدَّثَنا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنا وَھْبُ بْنُ جَرِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِیْ ،قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِیْ یَعْقُوْبَ قَالَ :یُحَدِّثُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ:

رَکِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَغْلَتَهٗ وَ أَرْدَفَنِیْ خَلْفَهٗ وَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تبرَّزَ کَانَ أَحَبَّ مَا یَتَبَرَّزُ مِنْهُ هَدَفٌ یَسْتَتِرُ بِهٖ أَوْ حَائِشُ نَخْلٍ، فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا فِیْهِ نَاضِحٌ لَهٗ ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِیَّ ﷺ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَیْنَاهُ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَسَحَ ذِفْرَاهُ وَ سَرَاتَهٗ ،فَسَکَنَ ،فَقَالَ: مَنْ رَبُّ هٰذَا الْجَمَلِ؟ فَجَاءَ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ :أَنَا ،

فَقَالَ :أَلَا تَتَّقِی اللّٰهَ فِیْ هٰذِهِ الْبَهِیْمَةِ الَّتِیْ مَلَّکَکَ اللّٰهُ إِیَّاهَا؟ فَإِنَّهٗ شَکَاکَ إِلَیَّ ،وَ زَعَمَ أَنَّکَ تُجِیْعُهٗ وَ تُدْئِبُهٗ .

ثُمَّ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْحَائِطِ فَقَضٰی حَاجَتَهٗ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ وَالْمَاءُ یَقْطُرُ مِنْ لِحْیَتِهٖ عَلٰی صَدْرِهٖ ،فَأَسَرَّ إِلَیَّ شَیْئًا لَا أُحَدِّثُ بِهٖ أَحَدًا فَحَرَّجْنَا عَلَیْهِ أَنْ یُحَدِّثَنَا فَقَالَ :لَا أُفْشِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِرَّهٗ حَتّٰی أَلْقَی اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ .

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر سوار ہوئے اور مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا اور رسول اللہ ﷺ کی عادت اور طریقہ تھا کہ رفع حاجت کے موقع پر کسی بلند عمارت یا درختوں کے جھنڈ کی آڑ میں چلے جاتے۔ ایک بار آپ انصار کے کسی باغ میں تشریف لے گئے۔ اس دوران اچانک ایک اونٹ آپ کے پاس حاضر ہوکر

آپ ﷺ کے قدموں میں لوٹنے لگا، اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ وہ رو رہا ہے اور اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں، تو آپ نے اُس کی کمر اور سر کے پچھلے حصے پر (شفقت بھرا) ہاتھ پھیرا جس سے وہ پرسکون ہو گیا۔ پھر آپ نے پوچھا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نوجوان آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کا مالک ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے اللہ تعالیٰ نے تمہیں جس کا مالک بنایا ہے؟ یہ مجھ سے شکایت کر رہا ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور (زیادہ مشقت سے) اسے تھکا دیتے ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ اس باغ میں چلے گئے اور قضائے حاجت فرمائی۔ پھر آپ نے وضو کیا، پھر آپ واپس اس حالت میں تشریف لائے کہ پانی کے قطرے آپ کی داڑھی مبارک سے آپ کے سینے پر ٹپک رہے تھے۔

آپ نے مجھے سرگوشی میں ایک بات فرمائی جو میں کبھی بھی کسی کو نہ بتاؤں گا۔ ہم نے انہیں بہت اصرار کیا کہ وہ بات بتا دیں۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا راز نہیں بتاؤں گا حتی کہ میں اللہ عزوجل سے جا ملوں۔

[الاسناد]

وهب بن جریر : اور اُن کے والد جریر بن حازم، دونوں کے حالات، حدیث نمبر (۳۴) میں گزر چکے ہیں۔

باقی الاسناد : حدیث نمبر (۲۸)، (۲۹) میں گزر گئی ہے۔ وہاں ہم نے اس کی شرح اور اس کی تخریج کے متعلق کلام کر دیا ہے۔

[39] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ اَخْبَرَنَا الْمَسْعُوْدِیُّ، قَالَ حَدَّثَنَا شَيْخٌ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنَ الْحِجَازِ ، قَالَ: شَهِدْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ بِالْمُزْدَلِفَةِ ، فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَجُزُّ اللَّحْمَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ ،فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :

أَطْيَبُ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ .

حجاز کے ایک شیخ نے کہا: میں مزدلفہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے ساتھ موجود تھا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو دے رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ بہترین گوشت پشت (یعنی کمر) کا ہوتا ہے۔

[الاسناد]

هاشم بن القاسم : ابوالنضر الخرسانی الحافظ الامام، ایک جماعت نے اُن سے روایت لی ثقہ صاحب فضیلت تھے۔ اہل بغداد آپ پر فخر کرتے تھے۔ سنہ ۲۰۷ ہجری میں وفات پائی۔

المسعودی: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود الہذلی۔ اُن کے اختلاط کی وجہ سے لوگوں نے اُن میں اختلاف کیا ہے۔ فی نفسہ وہ سچے ہیں۔ اختلاط سے پہلے آپ سے جو احادیث سنی گئی ہیں وہ صحیح ہیں۔

امام احمد نے فرمایا: ابوالنضر کا اُن سے سماع، اختلاط کے بعد کا ہے۔ (المیزان ۲/۵۷۴)

[40] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ، قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ،عَنْ أَبِیْ رَافِعٍ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِیْ يَمِيْنِهٖ وَ زَعَمَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِیْ يَمِيْنِهٖ .

رسول اللہ ﷺ کے غلام ابو رافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔اور کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

[الاسناد]

عفان : حدیث نمبر(۲۹) میں گزر گئے۔

باقی الاسناد : حدیث نمبر(۳۰) میں گزری۔اور اسناد میں غلطی ہے جس پر الشیخ احمد شاکر نے اپنی تعلیق میں تنبیہ کی،کہا: اُن کا قول حماد بن سلمة عن ابی رافع ،خطا ہے اور درست عن ابی رافع ہے جیسا کہ نص (۱۷۴۶) میں ہے۔یعنی حدیث نمبر(۳۰) میں۔پس خطا ناسخین سے ہے۔حماد اس درجے تک نہیں پہنچے کہ وہ ابورافع کا زمانہ پائیں وہ تو تابعین سے روایت کرتے ہیں۔

اور یہ حدیث المسند نمبر(۱۷۵۵) میں ہے۔

[التخریج]

گزشتہ صفحہ کا حاشیہ......

یہ حدیث پہلے نمبر(۳۳) میں گزر چکی ہے۔اس حدیث نمبر(۳۳) میں نصر بن باب راوی ہے اور وہ بہت ضعیف اور فضول ہے۔اس میں حجازی آدمی نہیں ہے۔شاید اُس نے اس میں وہم اور خطا کی ہے۔اسے (یعنی نصر بن باب کو) اُس کے شدید ضعف کی وجہ سے اس حدیث نمبر(۳۹) کا شاہد بنانا صحیح نہیں ہے۔حدیث نمبر(۲۷) میں یہ مجہول شخص (شیخ فہمی) ہے،وہاں ہم نے اس کا ضعف ذکر کیا ہے۔

اور یہاں یہ زیادتی ہے کہ اس حدیث کو حمیدی نے اپنی مسند (نمبر ۵۳۹) میں ثنا سفیان عن مسعر ابن کدام کے طریق سے روایت کیا۔جیسا کہ حدیث نمبر ۲۷ میں ہے۔

[41] حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِی اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْـمَلِکِ ،قَالَ حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ حَکِيْمٍ ، [عَنِ الْقَاسِمِ] (١) ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

مَا يَنْبَغِیْ لِنَبِیٍّ أَنْ يَقُوْلَ إِنِّیْ خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی .

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَ حَدَّثَنَاهُ هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ مِثْلَهُ .

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی نبی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اس طرح کہے کہ میں حضرت یونس بن متّٰی سے بہتر ہوں۔

ابوعبدالرحمٰن نے کہا: ہم سے ہارون بن معروف نے اس کی مثل حدیث روایت کی

[الاسناد]

احمد بن عبدالملک : ابن واقد الاسدی، ابویحیٰی الحرانی۔

یعقوب بن شیبہ نے کہا: ثقہ تھے۔

ابوالحسن المیمونی نے کہا: میں نے امام احمد سے اُن کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: وہ ہمارے نزدیک کچھ تھے، اور میں نے انہیں عقلمند پایا ہے، میں اُن میں کوئی نقص نہیں دیکھتا، میں نے اُنہیں حافظ الحدیث دیکھا ہے اور میں انہیں بہتر ہی سمجھتا ہوں۔ وہ صاحب سنت ہیں۔ میمونی نے بیان کیا کہ میں نے امام صاحب سے عرض کیا: اہل حران اُن کی تعریف کرنا برا سمجھتے ہیں۔ فرمایا: اہل حران کم ہی کسی سے خوش ہوتے ہیں۔ وہ اپنی جائیداد اور پیشے کے سبب سلطان کے پاس آتے تھے۔ فرمایا: میں نے اُن کا معاملہ ابوعبداللہ کے پاس اچھا دیکھا وہ اُن کے متعلق اچھا کلام کرتے تھے۔ (تہذیب الکمال)

اور حاشیہ میں ہے: ابن حبان نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

ابن خلفون نے کہا: مشہور ثقہ ہیں اھ۔ اور امام بخاری کے شیخ ہیں ۔ اُنہوں نے احمد بن عبدالملک سے اپنی صحیح میں روایت لی ہے۔ (تہذیب الکمال ۳۹۲/۱، ۳۹۳، والحاشیۃ)

محمد بن سلمة : ابن عبداللہ الباہلی، ابوعبداللہ، الحرانی۔

ابن سعد نے کہا: ثقہ، فاضل عالم تھے۔ سنہ ۱۹۱ہجری میں وفات پائی۔ وہ امام احمد کے بھی شیخ ہیں اگر چہ یہاں وہ ایک واسطہ سے اُن سے روایت کرتے ہیں۔

محمد بن اسحاق : مشہور امام، صاحب المغازی والسیر۔

حدیث نمبر (۲۳) میں اُن کے حالات گزرے۔

اسماعیل بن حکیم : یہ خطا ہے۔ اور درست اسماعیل بن ابی حکیم ہے۔ اور وہ آل زبیر کے غلام ہیں۔ انہوں نے حضرت سعید بن المسیب، عروہ بن زبیر، عطاء بن یسار اور قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ﷺ سے روایت لی ہے۔

القاسم : ابن محمد بن ابی بکر الصدیق ﷺ، تابعی، حجت، امام، فقہاء سبعہ میں سے ایک، اہل مدینہ کے مشاہیر علما سے ایک تھے۔ ابن سعد نے کہا: آپ ثقہ، عالم فقیہ امام تھے۔

[التخريج]

اسے ابوداؤد نے (۵۲۱/۲) میں **عبدالعزیز بن یحیَی الحرانی، عن محمد بن سلمة** کے طریق سے روایت کیا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ حضرت ابن عباس، ابن مسعود اور حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی حدیث سے صحیح اسانید سے وارد ہے۔

(۱) حدیث ابن عباس: اسے بخاری نے (۷۱/۶) **التفسیر، باب: و یونس و لوطا و کلا فضلنا علی العالمین** میں روایت کیا۔

اسے بخاری نے (۱۸۶/۴) **بدء الخلق، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿وَ هَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ مُوْسٰی﴾** میں اور مسلم نے (۱۰۳/۷) **الفضائل، باب فی ذکر یونس** علیہ السلام میں روایت کیا

....

احمد نے المسند (نمبر ۲۱۶۷، ۳۱۷۹، ۳۱۸۰، ۳۲۵۲) میں اور ابوداؤد نے (۵۲۰/۲) السنة ، باب التخيير بين الانبياء ۔سب نے شعبة عن قتادة ، سمعت ابا العالية يقول حدثنی ابن عباس کے طریق سے روایت کیا، سوائے احمد کی روایت کے (۳۲۵۲) پس انہوں نے معمر عن قتادة کے طریق سے روایت کیا۔ احمد نے (۲۲۹۴) میں روایت کیا۔ اور اس کی اسناد میں علی بن زید بن جدعان ضعیف الحدیث ہے، اس کی کچھ منکر روایات ہیں۔

(۲) حدیث ابن مسعود: اسے امام بخاری نے (۶۲/۶) التفسیر ، باب قوله: ﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ﴾ میں روایت کیا۔ اور اسے امام صاحب نے ہی (۱۵۵/۶) التفسير، سورة الصافات ، باب قوله : ﴿وَ إِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ﴾ میں روایت کیا۔ احمد نے المسند (نمبر ۳۷۰۳) میں اعمش ، عن ابی وائل ، عن ابن مسعود ﴿مَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ﴾ کی حدیث سے روایت کیا۔

(۳) حدیث ابوہریرۃ: اسے امام بخاری نے (۱۵۵/۶) التفسیر ، باب ﴿وَ إِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ﴾ میں روایت کیا۔ اسے محمد بن فليح ثنی ابی (اور وہ فلیح ابن سلیمان ہیں)، عن هلال بن علی ، عن عطاء ، عن ابی هريرة کے طریق سے روایت کیا۔

بخاری میں اُن سے اور بھی طرق ہیں اُن میں سے بعض ان الفاظ سے گزرے ہیں:

مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ ۔

جس نے کہا میں یونس بن متی سے بہتر ہوں بیشک اُس نے جھوٹ بولا۔

اور اِس کی اسناد میں ضعف ہے۔

محمد اور اُن کے باپ: ان دونوں کے متعلق بعض علما نے کلام کیا ہے۔ باپ، اپنے بیٹے سے زیادہ ضعیف ہے۔

عبداللہ بن احمد کا قول: وَ حَدَّثَنَاهُ هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ مِثْلَهُ. یعنی انہوں نے اسے محمد بن سلمہ سے روایت کیا۔ اور یہ المسند پر احمد کے زوائد سے ہے۔ پس حدیث، المسند والزوائد کی روایت سے ہوگی۔

[42] حَـدَّثَـنـا عَبْـدُالـلّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیُ اَبِیُ ، قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوبُ، قَالَ حَـدَّثَـنَا أَبِیُ ،عَنِ ابُنِ إِسُحَاقَ، قَالَ حَدَّثَنِیُ هِشَامُ بُنُ عُرُوَةَ بُنِ الزُّبَیُرِ ،عَنُ أَبِیُهِ عُرُوَةَ ، عَنُ عَبُدِ اللّٰهِ بُنِ جَعُفَرِ بُنِ أَبِیُ طَالِبِ قَالَ:قَالَ رَسُوُلُ اللّٰهِ ﷺ :

أُمِرُتُ أَنُ أُبَشِّرَ خَدِیُجَةَ بِبَیُتٍ مِنُ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِیُهِ وَ لَا نَصَبَ .

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کو جنت میں لکڑی کے بنے ہوئے ایک ایسے گھر (محل) کی خوشخبری دوں جس میں کسی قسم کا شوروغل ہوگا اور نہ کسی قسم کی تھکاوٹ۔

مَنُزِلٌ مِنُ قَصَبٍ لَا نَصَبٌ لَا صَخَبٌ

ایسے کُوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

[الاسناد]

یعقوب و ابوہ : اُن کے حالاتِ زندگی حدیث نمبر (۲۳) میں گزر گئے۔

محمد بن اسحاق : اُن کے حالاتِ زندگی، حدیث نمبر (۲۳)، (۴۱) میں گزر گئے۔

ھشام بن عروۃ : ثقہ ہیں۔ایک جماعت نے اُن سے روایت حاصل کی۔

ابن حجر نے فرمایا: تمام ائمہ نے اُن سے استدلال کیا ہے۔

ذہبی نے کہا: حجت امام ہیں، لیکن بڑھاپے میں اُن کے حفظ میں کمی آ گئی تھی۔اور ہمیشہ مختلط نہیں ہوئے۔(ہدی الساری ص ۴۴۸، المیز ان ۳۰۱/۴)

علما سے جس نے اُن کے بارے کلام کیا ہے وہ حجت نہیں، اُنہوں نے اتنا زیادہ روایت کیا ہے کہ اُن کی خطائیں بہت تھوڑی ہیں۔اور ہشام کی یہ روایات اس بات پر گواہ ہیں کہ وہ ثقہ اور بہت بڑے حجت تھے۔ **ابوہ :** وہ عروہ بن زبیر، ثقہ بزرگ ہیں اور عبداللہ بن زبیر کے بھائی ہیں۔

....

[التخريج]

اسے حاکم نے (۱۸۴/۳، ۱۸۵) پر، ضیاء نے المختارہ (۱۲۸/۱) پر روایت کیا۔ جیسا کہ الصحیحة میں ہے۔ حاکم نے کہا: مسلم کی شرط پر صحیح ہے، ذہبی نے اُن کی موافقت کی۔

ہیثمی نے اس حدیث کی نسبت مجمع الزوائد (۲۲۳/۹) میں ابویعلی اور طبرانی کی طرف کی اور کہا: احمد کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے ابن اسحاق کے اور انہوں نے سماع کی صراحت کی ہے۔

حدیث کے اور بھی طرق ہیں:

یہ حدیث حضرت عائشہ، حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(۱) حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا: الالبانی نے السلسلة میں اس کی تخریج کی ہے اور اس کی نسبت امام احمد (۲۷۹/۶) کی طرف کی۔ حاکم کے نزدیک (۱۸۵/۳)، اور ایسے ہی خطیب نے اپنی تاریخ (۲۳۴/۱۲) میں تھوڑے اختلاف کے ساتھ روایت کی۔ پھر اس کی نسبت احمد (۵۸/۶، ۲۰۲) کی طرف اور بخاری، مسلم ترمذی اور حاکم (۱۸۶/۳) کی طرف نسبت کی۔

(۲) حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: اسے امام بخاری نے روایت کیا، ط۔ الشعب (۴۸/۵) فضائل الصحابة، باب تزويج النبى ﷺ خديجة و فضلها، (۱۷۶/۹) كتاب التوحيد باب قول الله تعالى: ﴿......يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ط......﴾ [الفتح ٤٨:١٥]

وہ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں۔

مسلم (۱۳۳/۷) الفضائل، باب فضائل خديجة، احمد (نمبر ۲/۷۱۵۶)۔

اور الالبانی نے الصحیحة میں اس کی نسبت حاکم (۱۸۵/۳) کی طرف کی جیسا کہ المسند پر ان کی تعلیق میں ہے۔ حاکم نے شیخین پر استدراک کیا تو وہم کیا جیسا کہ اسے شیخ شاکر اور شیخ الالبانی نے ذکر کیا۔ اور حدیث ابوہریرہ کو محمد بن فضیل نے عن عمارة، عن ابی زرعة قال: سمعت ابا هريرة کی سند سے روایت کیا۔ اور اسے یہاں سے زیادہ طویل اور مکمل ذکر کیا۔

اسے امام بغوی نے شرح السنة (۱۵۵/۱۴/۳۹۵۳) میں طریق بخاری سے روایت کیا۔

(۳) حدیث عبداللہ بن اوفی ﷺ: اسے بخاری نے (۴۸/۵) سابق مقام پر روایت کیا۔
مسلم نے بھی (۱۳۳/۷) پر سابق مقام پر روایت کیا۔ شیخ الالبانی اور شیخ شاکر نے اس کی نسبت المسند احمد (۳۵۵/۴، ۳۵۶، ۳۸۱) کی طرف کی۔ اھ

اس حدیث کو حمیدی نے اپنی مسند میں (نمبر ۷۲۰) پر روایت کیا۔ محدثین کے نزدیک اس حدیث کے اسماعیل بن ابی خالد، عن ابن ابی اوفی سے اور بھی طرق ہیں۔

اس کے لفظ ہیں: قُلْتُ: أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَشَّرَ خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ فِى الْجَنَّةِ ؟

قَالَ: نَعَمْ بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِى الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ ...... ۔

میں نے عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں گھر کی خوشخبری دی تھی؟ فرمایا: ہاں آپ نے انہیں جنت میں لکڑی کے گھر کی خوشخبری دی تھی۔

اور یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

غریب الحدیث :

بغوی نے فرمایا: بیت سے مراد محل ہے۔

کہا جاتا ہے: هٰذَا بَيْتُ فُلَانٍ اَىْ قَصْرُهُ: یہ فلاں کا گھر یعنی فلاں کا محل ہے۔ الخ

اَلْقَصَبُ: امام بغوی نے فرمایا: اہل علم ولغت نے کہا ہے: اس حدیث میں قصب، کھوکھلا وسیع موتی ہے، جیسے بلند محل۔

اَلصَّخَبُ وَالنَّصَبُ: نیز فرمایا: اَلصَّخَبُ: آوازوں کا اختلاط اور ملنا ہے، اور اَلنَّصَبُ کا معنی تَعَب اور تھکاوٹ ہے۔

الشرح :

حدیث میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے عظیم منقبت اور وسیع فضل کا ذکر ہے۔ بیشک آپ اس کی اہل اور مستحق تھیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑی رہیں، آپ کی تائید کی اور رسالت کے پیغام میں آپ کو قوت پہنچاتی رہیں۔ رَحِمَهَا اللّٰهُ وَ رَضِىَ عَنْهَا۔

[43] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیعٌ ، قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ ، عَنْ شَیْخٍ مِنْ فَهْمٍ ، قَالَ :سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ: أُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلَحْمٍ ،فَجَعَلَ الْقَوْمُ یُلَقُّوْنَهُ اللَّحْمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

إِنَّ أَطْیَبَ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ .

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا۔لوگ آپ کے سامنے گوشت لا کر پیش کر رہے تھے۔

پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک بہترین گوشت پشت (کمر) کا ہوتا ہے۔

[الاسناد]

وکیع : ان کے حالات حدیث نمبر(۱) میں گزرے۔

باقی الاسناد : باقی اسناد حدیث نمبر(۲۷) میں گزری ہے۔

[44] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ،أَخْبَرَنِیْ جَعْفَرُ (١) بْنُ خَالِدِ ابْنِ سَارَّةَ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ: لَوْ رَأَيْتَنِیْ وَ قُثَمَ وَ عُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنَیْ عَبَّاسٍ وَ نَحْنُ صِبْيَانٌ نَلْعَبُ، إِذْ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی دَابَّةٍ، فَقَالَ: ارْفَعُوْا هٰذَا إِلَیَّ.

قَالَ فَحَمَلَنِیْ أَمَامَهُ وَ قَالَ لِقُثَمَ: ارْفَعُوْا هٰذَا إِلَیَّ .

فَجَعَلَهُ وَرَاءَهُ، وَ كَانَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَحَبَّ إِلٰی عَبَّاسٍ مِنْ قُثَمَ، فَمَا اسْتَحْيٰی مِنْ عَمِّهٖ أَنْ حَمَلَ قُثَمًا وَ تَرَكَهُ ،

قَالَ: ثُمَّ مَسَحَ عَلٰی رَأْسِیْ ثَلَاثًا ، وَ قَالَ كُلَّمَا مَسَحَ :

اَللّٰهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِیْ وَلَدِهٖ.

قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ: مَا فَعَلَ قُثَمُ؟ قَالَ: اسْتُشْهِدَ،

قَالَ: قُلْتُ :وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالْخَيْرِ وَ رَسُوْلُهُ بِالْخَيْرِ ، قَالَ :أَجَلْ .

جعفر بن خالد ابن سارہ کہتے ہیں کہ انہیں اُن کے باپ نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن جعفر ﷺ فرماتے ہیں: کاش تم نے مجھے اور حضرت عباس ﷺ کے دو بیٹوں قُثم اور عبیداللہ کو دیکھا ہوتا جب کہ ہم کھیل رہے تھے، کہ نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر وہاں سے گزرے آپ ﷺ نے فرمایا: اس بچے کو میری طرف اٹھاؤ۔

حضرت عبداللہ بن جعفر ﷺ فرماتے ہیں: پس مجھے اپنے سامنے بٹھالیا،

اور (پھر) قُثم کو اٹھانے کے لیے فرمایا: اس بچے کو اٹھا کر مجھے پکڑاؤ۔

پس آپ ﷺ نے انہیں اپنے پیچھے بٹھالیا۔ اور عبیداللہ، حضرت عباس ﷺ کو قُثم سے

(١) اصل میں ہے: ابوجعفر خالد اور یہ غلط ہے۔

زیادہ پیارے اور محبوب تھے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا سے اس معاملے میں کسی قسم کی عار محسوس نہ فرمائی (کہ وہ کیا محسوس کریں گے) کہ قُثم کو اپنے ساتھ بٹھالیا اور عبید اللہ کو چھوڑ دیا۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر تین مرتبہ میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مسح کے وقت فرمایا: اَللّٰھُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِیْ وَلَدِہٖ.

اے اللہ! جعفر کا اس کی اولاد میں نعم البدل عطا فرما۔

راوی نے کہا: میں نے عبد اللہ بن جعفر سے پوچھا: قُثم کا کیا بنا؟

حضرت عبد اللہ بن جعفر نے رضی اللہ عنہ فرمایا: وہ شہید ہو گئے۔

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول بھلائی اور خیر کو بہتر جانتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے۔

[الاسناد]

روح وابن جریج : دونوں کا ذکر حدیث نمبر (۳۱) میں گزرا۔

جعفر، و ابوہ خالد : حدیث نمبر (۳۵) میں گزر گئے۔

[التخریج]

اسے نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ نمبر (۱۰۶۶) میں محمد بن المثنی سے، اور نمبر (۱۰۷۳) میں ابو داؤد الحرانی سے روایت کیا۔ دونوں نے ابو عاصم النبیل سے اور انہوں نے ابن جریج سے روایت کی۔

شیخ احمد شاکر نے کہا: اسے بخاری نے الکبیر (۱۹۴/۱/۴) میں اور حاکم نے (۵۶۷/۳) میں ابن جریج کی حدیث سے روایت کیا۔ حاکم نے اس کی تصحیح کی اور ذہبی نے اُن کی موافقت کی۔

ہیثمی نے (مجمع الزوائد ۲۸۶/۹) میں کہا: اسے احمد نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

اور یہ حدیث حسن ہے جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے نمبر (۳۵) کی سند میں ذکر کیا۔

اور حدیث المسند (۱۷۶۰۔ شاکر) میں ہے۔

[45] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ، قَالَ حَدَّثَنِی اَبِیْ ، قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ، أَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسَافِعٍ أَنَّ مُصْعَبَ بْنَ شَیْبَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :

مَنْ شَکَّ فِیْ صَلَاتِہٖ فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ بَعْدَ مَا یُسَلِّمُ .

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کو نماز میں شک ہو جائے تو اُسے بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کر لینے چاہیے۔

[الاسناد]

حدیث نمبر (۴۵)، پہلے نمبر (۳۱) میں گزر چکی ہے۔

[46] حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنُ مُحَمَّدِ بْنُ حَنبَل، قَالَ حَدَّثَنِی اَبِی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ،قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنِ ابْنِ أَبِی رَافِعٍ ،عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ

أَنَّهُ زَوَّجَ ابْنَتَهُ مِنَ الْحَجَّاجِ بْنِ یُوسُفَ، فَقَالَ لَهَا: إِذَا دَخَلَ بِکِ فَقُوْلِیْ :

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

وَ زَعَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ قَالَ هٰذَا ، قَالَ حَمَّادٌ ظَنَنْتُ أَنَّهُ قَالَ : فَلَمْ یَصِلْ إِلَیْهَا .

ابورافع حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح، حجاج بن یوسف سے کر دیا اور میری بیٹی سے فرمایا کہ جب وہ تمہارے پاس آئے تو یہ کلمات کہہ لینا:

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ بردبار اور کرم فرمانے والا ہے، اللہ ہر عیب سے پاک ہے، عظیم عرش کا رب ہے اور سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔

اور فرمایا: کہ نبی کریم ﷺ کو جب بھی کوئی مصیبت یا پریشانی لاحق ہوتی تو آپ یہی کلمات کہتے تھے۔

حماد بن سلمہ کہتے ہیں کہ میرا گمان اور خیال ہے کہ راوی ابن ابی رافع نے یہ بھی کہا کہ حجاج اُن تک نہیں پہنچ سکا۔

یہ عبداللہ بن جعفر ﷛ کی آخری حدیث ہے اور یہ اس جزء کا آخر ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ وَ آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن .

[الاسناد]

عبدالصمد: وہ ابن عبدالوارث ہیں۔ایک جماعت نے اُن سے روایت لی۔ثقہ صاحب فضیلت ہیں۔

حماد بن سلمة : ثقہ صاحب فضیلت ہیں۔احمد اور ابن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

ابن ابی رافع : اُن کے متعلق ابن معین کا قول حدیث نمبر (۳۰) میں گزر چکا ہے کہ وہ صالح الحدیث ہیں۔

عبداللّٰہ بن جعفر: آپ ابن جعفر بن ابی طالب ذوالجناحین ہیں۔

[التخریج]

ابن جعفر ﷛ نے یہاں نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے اور اس جگہ کے علاوہ اسے حضرت علی بن ابی طالب ﷛ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔اور آپ مرسل صحابی ہیں ۔اور واسطہ علی ﷛، یہ حدیث میں مؤثر نہیں ہوتا۔

حدیث کو امام احمد نے (۷۰۱) میں اسامة بن زید ، عن محمد بن کعب القرظی ، عن عبداللّٰہ بن شداد ، عن عبداللّٰہ بن جعفر ، عن علی ﷛ کے طریق سے روایت کیا۔

عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا نَزَلَ بِیْ کَرْبٌ اَنْ اَقُوْلَ......الحدیث۔اور نمبر (۷۲۶)، ابن حبان نے اپنی صحیح (۲۳۷۱۔موارد) میں، ابن السنی نے عمل الیوم واللیلة (۳۴۳) میں محمد ابن عجلان ، عن محمد بن کعب کے طریق سے روایت کیا۔

....

اسے احمد نے (۷۱۲) میں ابی اسحاق ، عن عمرو بن مرة ، عن عبداللّٰہ بن سلمة عن علی ﷺ کے طریق سے روایت کیا۔(۱۳۶۳) میں اسرائیل ، عن ابی اسحاق ، عن عبدالرحمن بن ابی لیلی ، عن علی کے طریق سے روایت کیا۔اور دونوں سندوں میں ہے:

اَلا اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ اِذَا قُلْتَهُنَّ غَفَرَ لَکَ ......الحدیث۔

کیا میں تمہیں چند کلمات نہ سکھاؤں جب تو انہیں کہے گا اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے گا۔

اور اس میں دعاء الکرب نہیں ہے یا یہ کہ آپ کرب وتکلیف میں ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے۔شیخ شاکر نے اس حدیث کی نسبت المستدرک للحاکم (۱۳۳/۱۳) کی طرف کی ہے۔

اور حدیث مشہور، دعوات الکرب میں وہ ہے جسے ثقہ راویوں نے روایت کیا ہے۔اس کی اسناد صحیح ہے۔اسے امام بخاری نے اپنی صحیح اور مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔دونوں اس کی تخریج پر متفق ہیں

حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مصیبت وپریشانی کے وقت یہ دعا کرتے تھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَ رَبُّ الْاَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ .

اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ عظمت والا بردبار ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ بردبار کرم فرمانے والا ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ عظیم عرش کا رب ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ آسمانوں کا رب ہے، زمین کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔

بخاری (۹۳/۸)، مسلم (۸۵/۸)، اس حدیث کو امام بخاری نے الادب المفرد (۷۰۰، ۷۰۲) میں، ترمذی نے (نمبر ۳۴۳۵) میں بغوی نے شرح السنة (نمبر ۱۳۳۱) میں روایت کیا اور فرمایا: اس حدیث کی صحت، متفق علیہ ہے۔

اسے الطیالسی نے اپنی مسند (۲۵۵/۱) میں، اور اسی طریق سے بغوی نے روایت کیا (۱۳۳۲) الشیخ شعیب نے کہا: اس کی اسناد صحیح ہے۔

فہرس اطراف الحدیث

فہرس الاعلام المترجم لہم

المراجع

[1] ارواء الغليل فى تخريج احاديث منار السبيل ، محمد ناصر الدين الالبانى ، المكتب الاسلامى ، بيروت

[2] الاعلام (قاموس تراجم) خير الدين الزركلى ، دار العلم للملايين ، بيروت

[3] البداية والنهاية ، الحافظ ابن كثير الدمشقى ، مطبعةالسعادة بالقاهرة

[4] تاريخ بغداد ، للخطيب بغدادى ، مكتبة الخانجى بالقاهرة

[5] تاريخ الطبرى للامام ابى جعفر محمد بن جرير الطبرى ، دار المعارف بالقاهرة ، كذلك طبعة بيروت

[6] تحفة الاحوذى شرح سنن الترمذى - للمباركفورى ، المكتبة السلفية بالمدينة المنورة ، و كذلك طبعة الهند

[7] تخريج احاديث مختصر المنهاج فى اصول الفقه ، للحافظ العراقى ، تحقيق صبحى البدرى السامرائى ، الناشر مكتبة السنة بالقاهرة

[8] تذكرة الحفاظ- للذهبى ، دار احياء التراث العربى ، بيروت

[9] تقريب التهذيب - للحافظ ابن حجر العسقلانى ، دار الفكر العربى ، القاهرة و كذلك طبعة دار الرشيد ، سوريا ، تحقيق محمد عوامة

[10] تهذيب التهذيب ، للحافظ ابن حجر ، دار الفكر العربى ، القاهرة

[11] تهذيب الكمال - للامام المزى ، النسخة المخطوطة ، نشر دار المأمون للتراث بدمشق ، والنسخة التى حققها الاستاذ بشار عواد معروف ، مؤسسة

الرسالة ، بیروت

[12] الجرح والتعديل - لابن ابی حاتم الرازی ، دار احیاء التراث العربی، بیروت

[13] حلية الاولياء و طبقات الاصفياء - لابی نعیم الاصبهانی ، مطبعة السعادة بالقاهرة

[14] خطبة الحاجة - محمد ناصر الدین الالبانی ، المکتب الاسلامی ، بیروت

[15] خلاصة تهذيب الكمال - للخزرجی ، بتقدیم عبدالفتاح ابی غدة ، مکتب المطبوعات الاسلامية بحلب

[16] درالسحابة فی مناقب الصحابة والقرابة - للشوکانی ، دار الفکر بدمشق

[17] سلسلة الاحاديث الصحيحة - محمد ناصر الدین الالبانی ، المکتب الاسلامی ، دمشق بیروت

[18] سلسلة الاحاديث الضعيفة - محمد ناصر الدین الالبانی ، المکتب الاسلامی ، دمشق ، بیروت

[19]سنن الترمذی - تحقیق احمد محمد شاکر و آخرون ، مکتبة المصطفٰی الحلبی ، القاهرة

[20] سنن الدارمی - دار الکتب العلمية ، بیروت

[21] سنن ابی داوٗد - تحقیق محمد محیی الدین عبدالحمید ، دار احیاء التراث العربی ، بیروت

[22] سنن ابن ماجة - تحقیق محمد فوأد عبدالباقی ، مکتبة عیسٰی الحلبی ، القاهرة

[23] السنن الکبری ، للبیهقی ، دارالمرفة ، بیروت

[24] السنة - لابن ابی عاصم ، تحقیق الالبانی ، المکتب الاسلامی ، بیروت

[25] سیر اعلام النبلاء - للذهبی ، تحقیق شعیب الارناؤوط ، مؤسسة الرسالة ، بیروت

[26] شرح السنة - للامام البغوی ، تحقیق شعیب الارناؤوط و زهیر الشاویش ، المکتب الاسلامی ، بیروت

[27] شذرات الذهب - لابن العماد الحنبلی ، دار الآفاق الجدیدة ، بیروت ، لبنان

[28] صحیح البخاری ، دار الشعب مصور عن الطبعة الاستانبولیة و مع شرحه فتح الباری

[29] صحیح مسلم - بتحقیق محمد فؤاد عبدالباقی ، مکتبة عیسٰی الحلبی ، القاهرة ، و شرح الامام النووی ، المکتبة المصریة بالقاهرة ، و طبعة دار الشعب ، القاهرة

[30] صحیح الجامع الصغیر و زیادته - محمد ناصر الدین الالبانی ، المکتب الاسلامی ، بیروت

[31] ضعیف الجامع الصغیر و زیادته - محمد ناصر الدین الالبانی ، المکتب الاسلامی ، بیروت

[32] طبقات الفقهاء - للشیرازی ، تحقیق الدکتور احسان عباس ، دار الرائد العربی ، بیروت

[33] العبر فی خبر من غبر - للذهبی ، تحقیق الدکتور صلاح الدین المنجد ، الکویت

[34] فتح الباری شرح صحیح البخاری ، للحافظ ابن حجر العسقلانی ،

المطبعة السلفية و مكتبتها ، القاهرة
[35] فتح القدير (تفسير الشوكانى) - لمحمد بن على الشوكانى ، دار المعرفة بيروت
[36] قيام الليل - محمد بن نصر المروزى ، عالم الكتب ، بيروت ، لبنان
[37] الكامل - للامام ابن عدى ، دار الفكر ، لبنان
[38] كشف الاستار عن زوائد البزار ، للامام الهيثمى ، تحقيق حبيب الرحمن الاعظمى ، مؤسسة الرسالة ، بيروت
[39] كنز العمال - للمتقى الهندى ، مؤسسة الرسالة ، بيروت
[40] مروج الذهب - للمسعودى ، دار الكتب العلمية ، بيروت
[41] مجمع الزوائد و منبع الفوائد - للحافظ الهيثمى ، مكتبة القدسى ، بالقاهرة
[42] المحلى ، لابن حزم الظاهرى ، تحقيق الشيخ احمد شاكر و آخرين بعده الطبعة المنيرية ، القاهرة
[43] المستدرک للحاكم ، دار المعرفة ، بيروت
[44] المسند للامام احمد بن حنبل ، الطبعة الاولى فى ستة مجلدات ، تصوير المكتب الاسلامى ، بيروت ، و تحقيق احمد محمد شاكر ، دار المعارف ، مصر
[45] مسند طيالسى ، دار الكتاب المصرى اللبنانى ، القاهرة
[46] المعجم الكبير للطبرانى - تحقيق حمدى عبدالمجيد السلفى ، العراق
[47] المعجم الصغير للطبرانى ، بتصحيح الشيخ عبدالرحمن عثمان ، المكتبة السلفية بالمدينة المنورة

[48] معجم المؤلفين ، عمر رضا کحاله ، دار احياء التراث العربی ، بيروت

[49] موارد الظمآن ، للهيثمی ، المكتبة السلفية ، بالقاهرة

[50] المنتقی لابن الجارود - نشر السيد عبداللّٰه هاشم يمانی ، المدينة المنورة

[51] المنتظم فی تاريخ الامم - لسبط ابن الجوزی، مؤسسة الحلبی ، القاهرة

[52] ميزان الاعتدال - للذهبی ، مطبعة عيسٰی الحلبی ، القاهرة

[53] النهاية فی غريب الحديث والاثر - لابن الاثير ، مطبعة عيسٰی الحلبی ، القاهرة

خوشخبری

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مندرجہ ذیل دو کتابوں کا ترجمہ جاری ہے عنقریب شائع ہوں گی۔

اَلثُّغُوْرُ الْبَاسِمَةُ فِیْ مَنَاقِبِ السَّیِّدَةِ فَاطِمَة (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

مُسْنَدُ فَاطِمَةِ الزَّهْرَاءِ وَ مَا وَرَدَ فِیْ فَضْلِهَا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

تعظیم قرآن کریم
اور
اُس کے تقاضے
وسیلے کا شرعی ثبوت
حدیث ابی عمیر
اور
حدیث حارثہ
مقبول دُعائیں
اَحوالِ میّت
فضائل درود وسلام
فضائل رمضان
مناقب معروف کرخی
بیت النور
مسواک
فضائل و احکام